



مبوقع، تحفظ سنت کا نفرس
ذیبر اہتمام: جمعیت علماء ہند

کشف الغمۃ بسراج الامۃ

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور معتز ضین

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثیت پر کئے گئے اعتراضات کا مدلل جواب

الف

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہان پوریؒ
سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیت علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

کشف الغمۃ بسراج الامة

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور معتز ضین

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثیت پر کیے گئے اعتراضات کا مدلل جواب

از

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ
سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیتہ علماء ہند۔ ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی۔ ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفصیلات

الحمد لله نعمه وفشكره والصلوة والسلام على رسوله و
 وصليهم محمد صلى الله عليه وسلم والهم وصحبه واتباعه اجمعين
 اما بعد۔ احقر زمن سيد مہدی حسن بن سيد محمد کا علم حسن قادری حنفی شاہجہاں پوری
 غفرلہ ولوالدہ وللمشاہدہ ارباب انصاف کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ
 یہ چند اوراق آپ کے پیش نظر ہیں۔ اگر ان میں کوئی غلطی ہو اس کی اصلاح فرمائیں
 اور اگر صحیح ہوں دعائے مغفرت سے یاد فرمائیں۔ ایک رسالہ جس کا نام الجرح علی
 البدع حلیفہ ہے میرے دیکھنے میں آیا جس میں سوائے بد مذہبی کے اور
 کوئی غلطی نہ دیکھی۔ گویا میں وہی ہیں جن کا جواب بارہا ہو چکا ہے مگر ہر ایک کا
 طرز اور رنگ جہاں ہے اس لئے اس کے چند اقوال مع جوابوں کے آپ کے سامنے پیش
 کرتا ہوں جس سے غیر مقلدین زمانہ کا تعصب اور ہٹ دھرمی اور امام ابو حنیفہ کے ساتھ
 جو ان کو قلبی صداقت ہے اس کا اندازہ ہو گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کو سلف
 صالحین کے ساتھ کہاں تک محبت ہے۔ چونکہ میرے پاس چند روز تک رسالہ مذکورہ
 رہا اس لئے جتنے اقوال کے میں نے جواب لکھے ہیں ان کو بد یہ ناظرین کرتا ہوں و یا
 توفیق الاہل اللہ وهو حسبی ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر
 قولہ۔ آج تک جس قدر محدثین گزرے ہیں سب نے امام صاحب کو مرین جتہ المخط
 ضعیف کہا ہے۔ اقول۔ یہ قول محدثین پر محض افتراء ہے۔ صرف عوام کو دھوکہ میں ڈالنا
 اور گمراہ کرنا مقصود ہے۔ مگر چاند پر خاک ڈالنے سے چاند کا کوئی نقصان نہیں ہوتا
 اپنے اوپر ہی وہ لوٹ کر آتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تمام محدثین نے ان کو ضعیف
 کہا اور پھر ان ہی کی شاگردی بے واسطہ یا بواسطہ اختیار کی۔ اگر امام ابو حنیفہ کو ضعیف
 فی الحدیث مانا جائے تو جملہ محدثین کا سلسلہ حدیث ضعیف اور بے بنیاد ہوا جاتا ہے

نام کتاب : کشف الغمۃ بسرائر الامۃ
 جدید نام : امام اعظم ابو حنیفہ اور مقررین
 تالیف : حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری
 سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند
 سن طباعت : محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق مئی ۲۰۰۱ء

بموقع

تحفظ سنت کانفرنس

۷/۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ۲/۳ مئی ۲۰۰۱ء

زیر اہتمام جمعیت علماء ہند

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توفت رسالہ کو اس کی خبر نہیں کہ تمام محدثین کے شیخ ابو حنیفہ ہی ہیں درندہ یہ افتراء پر وازی سرزد نہ ہوتی۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ دیکھ بن الجراح ان کو کون نہیں جانتا کہ محدثین میں کس مرتبہ کے ہیں، صحاح ستہ میں ان کی روایات بجز ت موجود ہیں۔ امام احمد، ابن مدینی، عبد اللہ ابن مبارک، اسحاق بن راہویہ، ابن معین، ابن ابی شیبہ، یحییٰ بن اکثم وغیرہ بڑے بڑے محدث فن حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ مگر خود دیکھ بن الجراح امام ابو حنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ ابو حنیفہ سے حدیث پر بھی اور ان ہی کے قول پر فتوے دیتے تھے۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی نے تصریح کی ہے۔ اب امام بخاریؒ کا سلسلہ حدیث بواسطہ احمد بن منیع عن دیکھ امام ابو حنیفہ تک پہنچتا ہے کیونکہ امام بخاریؒ احمد بن منیع کے شاگرد اور احمد بن منیع دیکھ بن الجراح کے شاگرد اور دیکھ بن الجراح امام ابو حنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں لہذا ابو حنیفہ کے ضعیف ماننے سے یہ سلسلہ سند حدیث بھی ضعیف ہو گیا بلکہ یہ تینوں بھی ضعیف ہو گئے اور ان کی روایت قابل اعتبار نہیں رہی۔ دوسرا سلسلہ امام بخاری علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن المدینی دیکھ بن الجراح کے شاگرد اور دیکھ امام ابو حنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ لہذا یہ سلسلہ بھی بوجہ ابو حنیفہ کے ضعیف ہونے کے ضعیف ہو گیا بلکہ یہ تینوں صاحب بھی ضعیف ہو گئے ناظم قیصر اسلسلہ امام بخاری اور امام مسلمؒ مکی بن ابراہیم کے شاگرد اور مکی بن ابراہیم امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ چوتھا سلسلہ سند ابو داؤد اور امام مسلم امام احمد کے شاگرد اور امام احمد فضل بن دیکھ ابو نعیم کے شاگرد اور عافظ ابو نعیم فضل بن دیکھ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری عافظ ذہبی کے شاگرد اور امام ذہبی فضل بن دیکھ کے شاگرد اور فضل بن دیکھ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں چھٹا سلسلہ امام بیہقی دارقطنی اور حاکم صاحب مستدرک کے شاگرد اور حاکم دارقطنی ابو احمد حاکم کے شاگرد اور ابو احمد ابن خزیمہ کے شاگرد اور ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری عافظ ذہبی کے شاگرد اور عافظ ذہبی فضل بن دیکھ کے شاگرد اور فضل بن

دیکھ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی امام محمد بن الحسن الشیبانی کے شاگرد اور امام محمد امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور خود امام ابو یوسف بھی ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ طبرانی اور ابی حدی ابو عواد کے شاگرد اور ابو عواد مکی بن ابراہیم کے شاگرد ہیں اور مکی بن ابراہیم جو بخاری و مسلم کے استاذ ہیں ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ ابو یعلیٰ موصلی صاحب مسند یحییٰ بن معین کے شاگرد اور یحییٰ بن معین فضل بن دیکھ کے شاگرد اور فضل بن دیکھ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ دسواں سلسلہ ابن خزیمہ صاحب معجم اسحاق بن راہویہ کے شاگرد ہیں اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور امام احمد اور امام دارمی اور عافظ ذہبی فضل بن دیکھ کے شاگرد ہیں اور فضل بن دیکھ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔

ناظرین کے سامنے یہ دس سلسلے محدثین کی سند کے پیش کئے ہیں جن میں دنیا بھر کے تمام محدث جکڑے ہوتے ہیں۔ اگر امام ابو حنیفہ ضعیف ہیں تو یہ محدثین بھی سب ضعیف ہیں اور ان کے سلسلے روایت کے بھی ضعیف ہیں، موقع موقع سے اور بھی سلاسل پیش کروں گا جن سے معلوم ہو گا کہ سب ہی محدث امام ابو حنیفہ کے پہلے واسطہ یا بواسطہ شاگرد ہیں۔ اب چند اقوال محدثین کے امام ابو حنیفہ کے بارہ میں سن لیں کہ ان حضرات کا امام صاحب کے بارے میں کیا خیال تھا اور ان کو کس پایہ کا سمجھتے تھے۔

علامہ صفی الدین خوارزمی خلاصہ تہذیب کے جلد ۴۴ میں فرماتے ہیں۔ النعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفہ امام العراق فقیہ الامة عن عطاء و نافع و الاحرج و طائفة و عنه ابنه حماد و ذفر و ابو یوسف و محمد و طائفة و لقیہ ابن معین لما کر نعمان بن ثابت فارسی الاصل ہیں ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے عراق کے امام اور امت محمدیہ کے فقیہ ہیں۔ فن حدیث کو عطاء اور نافع اور احرج اور ایک گروہ محدثین سے حاصل کیا ہے۔ اور ابو حنیفہ سے اُن کے صاحبزادہ امام

حماد اور امام زعفران اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور ایک جماعت محدثین نے احادیث روایت کی ہیں۔ اور ان کو یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے۔ اس عبارت سے چند باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اول امام ابو حنیفہ کی امامت فی العلم ثابت ہوتی جو علوم شرعیہ مختلفہ کو مستلزم ہے ورنہ بے علم امام فی الدین نہیں ہو سکتا۔ دوسرے فتاوت جس کو دین کی سمجھ کہا جاتا ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں لفظ اللہ و فقہہ فی الدین دعا کی ہے۔ صاحب غلام کہتے ہیں کہ امت کے فقیہ تھے یعنی امت میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ امام ابو حنیفہ کو تھی جس کی وجہ سے فقیہ الامۃ کہلاتے اور بعد صحابہ کے فلیفقہ فی الدین کے فرد اکل تھے۔ تیسرے آپ کے اساتذ نافع اور عطاء اور اعرج اور ایک گروہ محدثین کا تھا یہاں سے وہ قول متواتر رسالہ کا کہ ابو حنیفہ کے دو ہی اساتذ حماد اور اعش تھے بالکل صغیر ہستی سے مٹ گیا۔ چوتھے امام المجرع والتعذیل یحییٰ بن معین نے امام ابو حنیفہ کی توثیق کی شاید متواتر رسالہ کے نزدیک ابن معین محدث نہ ہوں گے اسی بنا پر نو فرمایا کہ جس قدر محدث گزرے سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے ذرا تو گریبان میں سر ڈال کر شرمانا چاہیے اور آخرت کو سنوارنا چاہیے کیونکہ جھوٹ سے آخرت برباد ہوتی ہے اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین کا قول بروایت محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی کے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے قال محمد بن سعد سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقة لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث انتہی کہ محمد بن سعد کہتے ہیں یحییٰ بن معین کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ دہی حدیثیں بیان کرتے تھے جن کو وہ یاد رکھتے تھے اور جو احادیث یاد نہ ہوتیں انہیں بیان نہ کرتے تھے اور صالح بن محمد اسدی ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابن معین نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔ اس ابن معین کے قول سے

امام صاحب کے درجہ اور احتیاط پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ غایت احتیاط و تقویٰ کی وجہ سے وہی احادیث بیان و روایت کیا کرتے تھے جو آپ کے اعلیٰ درجہ کی یاد ہوتی تھیں۔ اگر ذرا بھی شبہ ہوتا تو اس کو نہ بیان کرتے تھے تاکہ حدیث رسول میں کذب کا شائبہ بھی نہ ہو اور وعید الکاذبین میں داخل نہ ہو جائیں۔ تہذیب التہذیب رجال امام ذہبی نے تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ قال صالح بن محمد جریر وغیرہ سمعت یحییٰ بن معین یقول ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث وروی احمد بن محمد بن محرز عن ابن معین لا بأس بہ انتہی۔ صالح بن محمد جریر وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں اور احمد بن محمد بن محرز ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابو حنیفہ لا بأس بہ ہیں۔ اور کلمہ لا بأس بہ ابن معین کی اصطلاح میں ثقہ کے معنی میں اور اس کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ علامہ ابن معین نے اپنی مختصر میں اس کی تصریح کی ہے جس کی عبارت یہ ہے قال ابن معین اذا قلت لا بأس بہ فہو ثقة ابن معین فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کے بارے میں لا بأس بہ کہوں تو اس کے معنی ثقہ کے ہیں۔ علامہ ابن حجر وغیرہ نے بھی اسی کی تصریح کی ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے بارے میں ابن معین کا قول لا بأس بہ نقل کیا ہے۔ حافظ ابو الحجاج مزی جو فی رجال کے امام مسلم الثبوت ہیں۔ تہذیب الکمال میں فرماتے ہیں قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث انتہی شاید یہ خیال ہو کہ ابن معین کے علاوہ اور کسی نے امام ابو حنیفہ کی توثیق نہ کی ہو تو اس کے متعلق سینے۔ حافظ ابن شافعی مکی اپنی کتاب نیرات الحسان کی اڑیسویں فصل میں فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفہ روی عنہ الثوری

وابن المبارک وحماد بن زید و هشام و وکیع و عباد بن العوام و جعفر بن العوام و جعفر بن عون و وثقة لا یاسد به انتهى علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری اور عبد اللہ ابن مبارک اور حماد بن زید اور هشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن العوام اور جعفر بن عون نے حدیث کی روایت کی ہے وہ ثقہ لا یاسد ہوتے۔ یہ ابن مدینی وہی بخاری کے اسناد ہیں جن کے بارے میں بخاری نے یہ فرمایا ہے کہ ما استصرفت نفسي الا عنده میں نے اپنے آپ کو سوائے علی بن مدینی کے اور کسی کے سامنے چھوٹا نہیں سمجھا جس کو تقریب میں حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے و نیز ان ہی کے بارے میں تقریب میں یہ بھی ہے۔ ثقة ثبت امام اعلم اہل عصرہ بالحدیث و علمہ اہل یمنی بن معین اور علی بن مدینی ہی کی توثیق ایسی ہے گویا تمام محدثین نے امام ابو حنیفہ کی توثیق کر دی کیونکہ یہ دونوں جرح و تعدیل کے امام ہیں شاید متوفی رسالہ کے نزدیک علی بن مدینی بھی محدث نہیں کیونکہ انہوں نے ابو حنیفہ کی توثیق کی ہے۔ افسوس ہے اس تعصب و ہدوت پر یہاں اتنے ہی پر کفایت کرتا ہوں آگے چل کر اور نقول بھی انشاء اللہ پیش کروں گا جن سے متوفی رسالہ کا جھوٹ معلوم ہو گا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔

قولہ اور لطف یہ کہ امام صاحب ضعیف اقول۔ ناظرین نے ابھی معلوم کر لیا ہے کہ امام صاحب ثقہ فی الحدیث ہیں جس کو ابن معین اور ابن مدینی اور محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی اور احمد بن محمد بن حمزہ اور ابو الجراح مزنی اور حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر العسقلانی اور حافظ ابن حجر مکی اور صفی الدین خوارزمی نے تسلیم کر لیا ہے کیونکہ ان حضرات نے ابن معین اور ابن مدینی کے قول کو نقل کر کے کسی قسم کی جرح نہیں کی اور اس پر سکوت کیا تو مزور ہی ماننا پڑے گا کہ ان حضرات کے نزدیک امام ابو حنیفہ کا ثقہ ہونا مسلم ہے۔ اور اگر امام ذہبی کی عبارت میں جو اوپر مذکور ہو چکی ہے لفظ ضعیف اور سمعنا پر نظر غائر ڈالی جائے تو کم از کم دو فرد محدثین ابو حنیفہ میں اور بڑھ جاتیں گے متوفی رسالہ نے امام ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کو مضعین امام میں شمار کیا ہے

مالک امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے متعلق کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا جس سے وہم و گمان نہ ہو اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا جس سے ضعیف ثابت ہوتی ہو حالانکہ تقریب وہ کتاب ہے جس میں اصل قول نقل کرنے کا حافظ ابن حجر نے وعدہ کیا ہے۔ اگر امام صاحب ان کے نزدیک ضعیف ہوتے تو مزور ضعیف کرتے لہذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی پر محض افتراء ہے کہ انہوں نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے۔ امام صاحب اور ان کی ضعیف ثابت ہو۔ العیاذ باللہ دونہ خرقۃ القنادیل و القصب کے پردہ کو اشاکر چشم بصیرت سے دیکھتے۔

قولہ ان کے استاد ضعیف اقول۔ جب چیدنی کے پر جھٹتے ہیں تو اس کی کم بختی آتی ہے۔ متوفی رسالہ یہ فرماتیں کہ عطاء، نافع، اعرج وغیرہم جو امام ابو حنیفہ کے اسناد ہیں یہ ضعیف ہیں، اگر یہی انصاف اور حق ہے تو صحاح کی احادیث کی محنت سے ہاتھ دھو بیٹھیں کیونکہ یہ صحاح کے راوی ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں، ہاں یاد آیا استاد سے متوفی رسالہ کی مراد حماد بن ابی سلیمان ہیں کیونکہ ان ہی کو امام صاحب کے استادوں میں متوفی رسالہ نے شمار کیا ہے تو ان کے متعلق شیخ حماد بن ابی سلیمان اخراج لہ از ثمة الستة ابواسنن الا شعری الکوفی احد ائمة الفقہاء سمع النس بن مالک و ثقہ بابراہیم النخعی روی عنه سفیان و ابو حلیفہ و خلق تکلفو فیہ لہ رجاء و لولا ذکر ابن عدی لہ فی کاملہ لما اوردتہ قال ابن عدی حماد کثیر الروایۃ لہ غرائب و هو متماثل لا یاسد بہ و قال ابن معین و غیرہ ثقہ اہ مختصراً میزان جلد اول صفحہ ۲۷۹، حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں حماد بن ابی سلیمان کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں ان کی احادیث کی تخریج ائمہ ستہ بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے کی ہے۔ ان کی کنیت ابواسامیل اشعری کوفی ہے۔ ائمہ فقہاء میں سے ایک امام یہ بھی ہیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور فن فقہ ابراہیم

سے حاصل کیا ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ اور ابو حنیفہ اور ایک گروہ محدثین کا فن حدیث میں ان کا شکر گروہ ہے ارجا۔ کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔ اگر ابن عدی اپنی کامل میں ان کو ذکر کرتے تو میں بھی اپنی کتاب میزان میں ان کو ذکر بیان کرتا کیونکہ ثقہ ہیں۔ لہذا ذکر تہذیب ثقتہ (ابن عدی کہتے ہیں کہ حماد کثیر الروایہ ہیں۔ ان کچھ ان کے غرائب بھی ہیں۔ مہماسک الحدیث اور لا باس بہ ہیں۔ اور ابن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ مہماسک احمد لا باس بہ تو ثقیق کے الفاظ ہیں۔ لا باس بہ صدوق کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ ذہبی نے مخدہ میزان میں تصریح کی ہے۔ دیکھو میزان کے صفحہ ۳۲ کو۔ کہوں جناب اب تو معلوم ہوا کہ حماد بھی ابی سلیمان جو ابو حنیفہ کے شیخ ہیں ثقہ ہیں۔ اگر یہ نقول موجود نہ بھی ہوتیں تو بھی ان کے ثقہ ہونے میں کسی کو کلام کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ یہ بخاری مسلم کے راوی ہیں جو صحیحین کے نام سے مشہور ہیں خصوصاً غیر مقلدین کو جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور محدثی کہتے ہیں دم زد دن کا چارہ نہیں کیونکہ صحیحین کی روایات پر ان کا ایمان اور ان کی صحت ان کے نزدیک کا لوجی المنزل من اللہ ہے۔ ناظرین یہ ہے ان کی دیانت داری اور یہ ہے ان کا تعصب کہ ابو حنیفہ کی صداقت کی وجہ سے یہ خیال نہ رہا کہ اگر حماد کو ہم ضعیف کہیں گے تو بخاری مسلم کی روایات پر اس سے کیا اثر پڑے گا۔ یہ عجب نہیں تو اور کیا ہے۔ ارجا کے معنی کے متعلق کہیں آگے چل کر بحث کروں گا کہ اس سے کیا مراد ہے اور اس کے کیا معنی اور کتنی قسمیں ہیں۔

قولہ ان کے استاذ الاستاذ ضعیف۔ اقول۔ حماد کے اقتدار سے جو صاحب یقرآن نے بیان کیا ہے۔ امام صاحب کے استاذ الاستاذ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں جو صحابی ہیں ضعیف ہونے میں تو یہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتے ورنہ ابھی قیامت قائم ہو جاتے گی کیونکہ صحابہ تمام عدول ہیں ان میں کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا لیکن مؤلف رسالہ کی اس سے مراد ابراہیم نخعی ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کے استاذ الاستاذ یہ بھی ہیں چنانچہ عبارت میزان سے ظاہر ہے۔ ان کے متعلق ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ محدثین کا کیا خیال ہے۔ حافظ ذہبی میزان الاعتدال صفحہ ۳۱ میں فرماتے ہیں۔ قلت

واستقر الا مر علی ان ابراہیم حجة ۱۰ میں کتا ہوں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابراہیم نخعی حجت ہیں یعنی ان کی روایات و احادیث کا اعتبار ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ان کا ترجمہ بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے اور بہت دور کے ساتھ ان کی توثیق ثابت کی ہے۔ اگر وہ منقطع تو تعلق مجدد اور مسند امام اعظم ہی ملاحظہ فرمائیں۔ حقیقت حال روشن ہو جائے گی اور پھر شاید آپ اپنی دروغ بیانی سے رجوع فرما کر حق کے پابند ہو جائیں گے۔ تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابراہیم بن یزید بن قیس بن ابی اسود النخعی ابو عمران الکوفی الفقیہ ثقہ الا انه یرسل کثیرا من الخامسة مات سنة ست وتسعين وهو ابن خمسين او نحوها۔ کہ ابراہیم فقیر اور ثقہ ہیں اکثر احادیث مرسل بیان کرتے ہیں۔ کہتے اب تو ضعیف ہونا ان کا باطل ہو گیا۔ تہذیب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ مفتی اہل الکوفۃ کان رجلاً صالحاً فقیہاً قال لا عمش کان خیراً فی الحدیث وقال الشعبي ماتوا احداً اعلو منہ وقال ابو سعید العلا فی ہو مکثر من الامسال وجماعة من الائمة صحوا مواسیلہ۔ کہ ابراہیم نخعی اہل کوثر کے مفتی اور صالح فقیر تھے۔ اعش کہتے ہیں حدیث میں اپنے تھے۔ شعبی نے کہا کہ اپنے بعد انہوں نے اپنے آپ سے کسی کو زیادہ عالم نہیں چھوڑا۔ ائمہ کی ایک جماعت نے ان کے مراییل کی تسبیح کی ہے۔ حضرت عائشہ سے لقائاً بت ہے حضرت زید بن الرقم وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ میزان اور تہذیب التہذیب وغیرہ میں مصرح ہے پس تابعی ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم ثقہ۔ صالح۔ خیر فی الحدیث۔ حجت ہیں۔ صحاح کے راوی ہیں۔ اگر ضعیف ہوں بزم مؤلف تو صحاح ستہ کی روایات سے امان اٹھ جاتے گا۔ خصوصاً صحیح بخاری سے جس پر تقریباً ایمان و یقین ہے۔

قولہ ان کے بیٹے ضعیف ان کے پوتے ضعیف۔ اقول۔ ناظرین نے امام ابو حنیفہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ابراہیم بن یزید النخعی کے بارے میں تو توثیق معلوم کر لی اور

مؤلف رسالہ کا تعصب معلوم کر لیا کہ کہاں تک پہنچائی سے کام لیا ہے اب المصائب کے بیٹے اور پوتے کے متعلق سنیتے۔ حافظ ذہبی نے میزان میں ابن عدی کے قول کو نقل کرنے کے بعد خطیب کا قول نقل کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ قال الخطیب حدث عن حمز بن ذر ومالك بن مغول وابن ابی ذئب وطائفة وعنه سهل بن عثمان والعسکری وعبد المومن بن علی الرازی وجماعة ولی قضاء الرصافة وهو من كبار الفقهاء قال محمد بن عبد الله النصارى ما ولی القضاء من لدن عمر الى اليوم اعلو من اسماعیل بن حماد قیل ولا الحسن البصری قال ولا الحسن اه منفرده۔ خطیب کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پوتے اسماعیل نے فن حدیث کو عمر بن ذر اور مالک بن مغول اور ابن ابی ذئب اور ایک جماعت محدثین سے حاصل کیا ہے اور ان سے سل بن عثمان عسکری اور عبد المومن بن علی رازی اور ایک جماعت محدثین نے روایت حدیث کی ہے۔ بشر رصافہ کے قاضی اور فقہائے کبار میں سے ایک بڑے فقیہ تھے اور محمد بن عبد الله النصارى کہتے ہیں کہ عمر کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک اسماعیل بن حماد سے زیادہ عالم کوئی قاضی نہیں ہوا کسی نے پوچھا کہ حسن بصری بھی ویسے نہیں تھے؟ تو جواب دیا کہ حسن بصری بھی ان کے علم کو نہیں پہنچتے تھے اور ان کے برابر کے علم میں نہ تھے۔ یہ تو پوتے کی حالت تھی اب بیٹے کو سنیتے۔ وبعض المتعصبین ضعفوا حتماداً من قبل حفظه کما ضعفوا اباه الامام لکن الصواب هو التوثیق لا يعرف له وجه فی قلة الضبط والحفظ وطلع المتعصب غیور مقبول (تنسیق النظام) اور بعض متعصبین نے حفظ کے اعتبار سے حماد بن ابی حنیفہ کو ضعیف کہا ہے جس طرح امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے مگر سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ثقہ تھے اور قلت ضبط و حافظہ کا کوئی سبب ان میں نہیں پایا جاتا تھا اور متعصب شخص کی جرح اور اس کا طعن مقبول نہیں بلکہ موقوف ہے۔ آگے چل کر ان کے متعلق اور بھی بیان آتے گا یہاں صرف اتنا بتلانا مقصود ہے کہ محض تعصب کی بنا پر جو شخص بھی امام ابو حنیفہ سے

تعلق رکھتا ہے اس کو ضعیف اور مجروح کہا جاتا ہے۔ کون سا ایسا محدث ہے جس میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ حتیٰ کہ امام بخاری اور امام مالک اور امام شافعی وغیرہ بھی نہیں بچے۔ اگر یہ لوگ ضعیف ہیں تو پھر ابو حنیفہ اور ان کے بیٹے اور پوتے اور استاد اور استاذ الاستاذ کا ضعیف ہونا بجا و درست ہے ورنہ جو جواب دہاں ہے وہی یہاں ہے۔ وجہ فرق مزدوری ہے۔ یہ علمی میدان ہے علمی تحقیق ہونی چاہیے۔ بلکہ اور بہ تہذیبی سے قابلیت اور لیاقت نہیں ثابت ہوتی مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ زنجیر اٹھنے سے نہ تلو اور ان سے یہ بازو مرے آزماتے ہوتے ہیں جس نے الجرح علی اصول الفقہ کا جواب العصارم المسلول دیکھا ہو گا وہ میرے اس قول کی تصدیق اچھی طرح کر سکتا ہے۔

قولہ۔ ان کے شاگرد ابو یوسف و امام محمد ضعیف الی قولہ پھر کیا ایسوں کو حدیث کا علم ہو گا۔ اقول۔ بے شک صحیح ہے۔ صحیح جھوٹ کو صحیح کر دکھانا کوئی تم سے سیکھ جاتے۔ اجتہاد میں، میں عرض کر چکا ہوں کہ محدثین کا سلسلہ۔ حدیث امام ابو حنیفہ تک پہنچتا ہے اور سب اسی سلسلہ میں جکڑے ہوئے ہیں اس سے نکل نہیں سکتے اگر یہ سب ضعیف ہیں تو جملہ محدثین ضعیف اور ان کا سلسلہ حدیث ضعیف ہے۔ ظاہر ہے کہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی امام محمد کے شاگرد۔ اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ لہذا امام احمد اور امام شافعی بھی ضعیف ہیں کیونکہ بقول مؤلف رسالہ امام محمد اور امام ابو یوسف ضعیف ہیں۔ العیاذ باللہ اور تعجب تو یہ امر ہے کہ امام احمد بن حنبل خود امام ابو یوسف کے شاگرد و بلاد اسطہ بھی ہیں اور ان کی شرط یہ ہے کہ سوائے ثقہ راوی کے اور کسی سے روایت ہی نہیں کرتے اور جب امام ابو یوسف ضعیف ہیں تو امام احمد کے ضعیف ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ یہ امام ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں وہی امام ابو یوسف ہیں جن کو امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے اور جن کے شاگرد یحییٰ بن معین اور امام احمد اور علی بن الجعد اور بشر بن الولید اور امام محمد وغیرہ ہیں۔ ان حضرات نے فن حدیث امام ابو یوسف سے حاصل کیا چنانچہ ماہرین

فی رجال سے مخفی نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ابو یوسف صاحب حدیث اور عامل سنت ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں ابو یوسف منصف تھے۔ یحییٰ بن معین کا ایک اور قول ہے کہ اصحاب الراءتے میں امام ابو یوسف سے زیادہ کوئی دوسرا حدیث بیان کرنے والا نہیں۔ حماۃ الاسلام میں ہے کہ امام ابو یوسف کو بیس ہزار منسوخ حدیثیں یاد تھیں۔ ناسخ احادیث کا کیا ذکر ہے۔ مگر ہاتے ابو یوسف کی شاگردی کو اس کی وجہ سے امام ابو یوسف جیسا حافظ حدیث اور استادوں کا استاد بھی ضعیف ہونے سے مدد پچا بلکہ سب کو ضعیف بنا دیا۔

اسے چشم مشکبار ذرا دیکھئے تو شے ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر ہو
حافظ ابو نعیم اور ابو یعلیٰ اور ابو القاسم بنجوی شاگرد فن حدیث میں بشر بن الولید کے ہیں اور بشر بن الولید امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ دوسرا سلسلہ امام ترمذی اور ابن خزیمہ امام مسلم کے شاگرد۔ اور امام مسلم امام احمد کے شاگرد اور امام احمد اسد بن عمرو قاضی کوئی کے شاگرد اور اسد بن عمرو ابو یوسف اور ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ان کے بارے میں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثقہ تھے خود امام احمد نے فرمایا صدوق صالح الحدیث تھے۔ ابی ہدی کہتے ہیں اذنبو انہ لا یأسن بدہ کنوی کہتے ہیں کہ ان کے ثقہ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کی ہے لہذا یہی دلیل امام ابو یوسف کے ثقہ ہونے کی ہے کیونکہ جس طرح امام احمد امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں اسی طرح امام ابو یوسف کے بھی شاگرد ہیں عاتقہ لا سے یار کیوں کیسی کھی۔

تیسرا سلسلہ امام ترمذی بخاری کے شاگرد اور امام بخاری احمد بن حنبل بنجوی کے شاگرد۔ اور احمد بن حنبل اسد بن عمرو کوئی کے شاگرد اور اسد بن عمرو امام ابو یوسف اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں لہذا تینوں سلسلے بقول متوفی رسالہ ضعیف ہوتے ہیں میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔
چوتھا سلسلہ امام بیہقی دارقطنی اور ابو عبد اللہ حاکم کے شاگرد ہیں۔ اور یہ دونوں ابو

حاکم کے شاگرد اور ابو احمد ابن خزیمہ کے شاگرد اور ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر بن ابی الاضرہ کے شاگرد اور بشر قاضی امام ابو یوسف کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ دارقطنی بنجوی کے شاگرد اور بنجوی علی بن مدینی کے اور علی بن مدینی بشر کے اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ چھٹا سلسلہ حاکم ابن حبان کے شاگرد اور ابن حبان ابو یعلیٰ کے شاگرد اور ابو یعلیٰ علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر بن الاضرہ کے شاگرد اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ ابو داؤد صاحب سنن علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر کے اور بشر امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ حدیث امام بخاری اور امام ترمذی اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابو زرعیہ یا پانچوں حافظ ذہبی کے شاگرد اور ذہبی بشر کے شاگرد اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ حدیث امام بخاری شاگرد علی بن الجعد کے ہیں اور علی بن الجعد امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں دسواں سلسلہ ابن مردودہ ابو محمد عبد اللہ کے شاگرد اور ابو محمد ابو یعلیٰ کے شاگرد ابو یعلیٰ موسیٰ یحییٰ بن معین کے شاگرد ہیں اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ اور ابو زرعیہ اور ابن ابی الدنیا اور ابو القاسم بنجوی۔ ورعہ ابو یعلیٰ موسیٰ علی بن الجعد کے شاگرد اور علی بن الجعد قاضی امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں یہ نمونہ کے طور پر دس سلسلے ہدیہ ناظرین کہتے ہیں تاکہ متوفی رسالہ کی برزہ سران ظاہر ہو جائے کہ ان کو علم حدیث کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر قاضی ابو یوسف علم حدیث سے واقف ہی نہ تھے تو یہ بڑے بڑے محدث فن حدیث میں کیوں ان کے شاگرد ہوئے اور ان کیوں ان سے علم حدیث حاصل کیا جن کو کچھ بھی نہ آتا تھا اور پھر خود ضعیف بھی تھے۔ اسی دیکھا جاتا ہے کہ باوجود وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔ الحمد للہ کہ ابھی اتنی قدرت ہے کہ سادہ بھی سلسلے بیان کر سکتا ہوں اور جہاں پر غور و تامل ہوگی بیان کروں گا مگر یہاں پر اتنے پر کفایت کر سیتے اور اب امام محمد کی طرف رجوع کر سیتے اور غور فرمائیے کہ ان کو بھی حدیث کا علم تھا یا نہیں۔ مگر چہرہ شخص جس نے امام محمد صاحب کی تصنیفات دیکھی ہوں جو تقریباً نو سو سالوں سے چھوٹی بنی

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابو داؤد۔ ابو زرہ۔ ابن ابی الدنیا یہ پانچوں امام احمد کے شاگرد اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی روایت حدیث میں امام محمد کے شاگرد ہیں دوسرا سلسلہ علی بن مدینی اور بخاری دونوں معلی بن منصور کے شاگرد اور معلی بن منصور امام محمد کے شاگرد ہیں۔ تیسرا سلسلہ ابن مردویہ ابو القاسم طبرانی کے شاگرد اور طبرانی امام طحاوی کے شاگرد اور امام طحاوی یونس بن عبد اللہ علی کے شاگرد اور یونس علی بن مجہد کے شاگرد اور علی بن مجہد فن حدیث میں امام محمد کے شاگرد ہیں۔ چوتھا سلسلہ ابو عوانہ بن عدی کے شاگرد اور ابن عدی ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی یحیی بن معین کے شاگرد اور یحیی بن معین کے شاگرد اور یحیی علی بن مجہد کے شاگرد اور علی بن مجہد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ ابن مردویہ اور حافظ ابو نعیم ابو الشیخ اصمغانی کے شاگرد اور اصمغانی اور ابن حبان ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی یحیی بن معین کے شاگرد اور یحیی علی بن مجہد کے شاگرد اور علی امام محمد کے شاگرد ہیں۔ چھٹا سلسلہ ابو حاتم علی بن مجہد کے شاگرد اور علی محمد کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ قاسم بن سلام علی بن مجہد کے شاگرد اور علی امام محمد بن الحسن کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ محمد بن اسحاق صاحب معاری علی بن مجہد کے شاگرد اور علی بن مجہد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ اسحاق بن منصور علی بن مجہد کے شاگرد اور علی امام محمد کے شاگرد ہیں۔ دسواں سلسلہ امام بخاری اور امام ترمذی شاگرد یحیی بن اکثم کے اور یحیی امام محمد صاحب کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ یہ دس سلسلے نو تہذیب ناظرین میں غرض اس سلسلہ سے کوئی محدث پرچ نہیں سکتا اگر امام محمد ضعیف ہیں تو یہ سب بھی ضعیف ہیں۔ نیز علم حدیث سے یہ حضرات واقف نہیں۔ العظمۃ اللہ پس ثابت ہو کہ امام محمد تو ضعیف ہیں اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ ان کو حدیث کا علم نہیں تھا اور نہ یہ بڑے بڑے محدث ان کے قیامت تک شاگرد نہ ہوتے مولف رسالہ چشم بصیرت کھول کر نور سے دیکھیں کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے۔ گو مضمون طویل ہو گیا ہے مگر فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ طرز جدید اور نئی بات ہے جس کی اہل علم اور اہل انصاف ضرور داد دیں گے۔

قولہ پہلے ایک کلام مجمل سنو۔ قیام اللیل صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ حدیثی علی بن

حدیث وفتہ سیر وغیرہ میں ہیں۔ امام محمد کے تبحر علمی اور حدیث دانی سے اچھی طرح واقف ہو گا لیکن مولف رسالہ جیسے حضرات کی بصیرت کے واسطے یہاں پر ذکر کرتا ہوں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو کر حق ظاہر ہو جائے۔ ان کے حدیث میں معتبر ہونے کے واسطے یہاں پر صرف ایک قول علی بن مدینی کا نقل کرتا ہوں۔ حافظ ابن حجر لسان المیزان میں عبد اللہ بن علی بن مدینی سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد علی بن مدینی فرماتے تھے کہ محمد بن الحسن الشیبانی حدیث میں صدوق تھے۔ یہ علی بن مدینی کا وہی شخص ہیں جن کے سامنے امام بخاری جیسے شخص نے سر تسلیم کر دیا تھا۔ اور کتب رجال میں تصریح ہے کہ لفظ صدوق الفاظ توثیق میں سے ہے لہذا یہ کہنا کہ امام محمد ضعیف ہیں غلط ہو گیا۔

اب سنئے امام محمد کی پیدائش ۱۳۵ھ میں ہوئی اور ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا۔ امام محمد نے فن حجت امام ابو یوسف اور امام مالک اور امام اوزاعی۔ مسعر بن کدام۔ سفیان ثوری۔ عمرو بن دینار۔ مالک بن مغول۔ ربیعہ بن صالح اور بکیر وغیرہ محدثین سے حاصل کیا خاص امام مالک سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنیں اور یاد کیں۔ تقریباً تین سال امام مالک کی خدمت میں رہے۔ اپنے زمانہ میں بغداد میں حدیث کا درس دیتے تھے امام محمد صاحب سے امام شافعی اور ابویسحاق جوزجانی۔ ہشام اللہ زہری۔ علی بن مسلم الطوسی۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام۔ علف بن ایوب۔ ابو حفص کبیر۔ یحیی بن اکثم۔ موسی بن نعیم۔ رازی۔ محمد بن ساعد۔ معلی بن منصور۔ ابراہیم بن رستم۔ عیسیٰ بن ابان۔ محمد بن مقاتل۔ شداد بن حکیم علی بن مجہد وغیرہ محدثین نے حدیث پر زعمی۔ اگر امام محمد کو فن حدیث میں بقول مولف رسالہ کچھ قابلیت نہ تھی تو یہ محدث ایوں ان کے شاگرد ہوتے اور کیوں ان سے احادیث روایت کیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی علم حدیث سے واقف نہ تھے جسی تو ایک ضعیف غیر عالم حدیث امام محمد سے حدیث کو پڑھا اور ان کے حلقہ درس حدیث میں داخل ہو کر ان کی شاگردی کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑے لگایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نقول اس کے متعلق آگے آ رہی ہیں ناظرین منتظر رہیں۔ یہاں پر چند سلسلوں کو ملاحظہ فرماتیں۔ سلسلہ اول

سعید النسوی قال سمعت احمد بن حنبل يقول هؤلاء اصحاب
ابی حنیفة ليس لهم بصري بشئ من الحديث ما هو الا الجراة انتهي
اقول اولاً بہت ہی تعجب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ تو امام صاحب کے احوال میں لکھا
ہے اور امام احمد کے قول کو شاگردان ابو حنیفہ کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ ان کو
حدیث دانی میں کچھ دخل نہیں سبحان اللہ کیا اچھا کسی نے کہا ہے

چرخ گشت ست سعدی در زلینا الایا ایسا ساقی اور کاشا و نا و لیا
بالعرض اگر اس قول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو امام ابو حنیفہ کی وفات پر اس سے کیا
اثر پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے شاید یہ آیت کبیر نہیں پڑھی لا تزداد زرة و ذرا خیر
اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ بھی فن حدیث میں بصارت نہیں رکھتے تھے۔
امام ابو حنیفہ کا فن وفات کی جرح اور تعدیل میں اعتبار کیا جاتا تھا۔ اگر ابو حنیفہ کو علم حدیث
میں بصارت نہیں اور فن رجال حدیث سے واقف نہیں تو ان کے قول کا اعتبار جرحاً و
تعدیلاً کیوں کیا جاتا تھا۔ دیکھو عقود الجواہر الخفیہ کی جلد ثانی کے صفحہ ۲۸ کو اس میں یہ عبارت
حافظ ابن عبد البر کی کتاب العلم سے منقول ہے ثم ان تضعیف زید نقل عن الامام
قال المنذری ما علمت احداً ضعفه الا ان ابن الجوزی نقل عن ابی حنیفة
انه مجهول وكذا قال ابن حزم اه قلت يدل علی جهالة ان الحاكم لما خرج
هذا الحديث من طريق يعقوب بن ابی کثیر عن عبد الله بن یزید عن زید
بن ابی عیاش عن سدر مشوق قال لویخرجہ الشیخان لما خشیا من جهالة
زید وقال الطبری فی تهذیب الاشارة علی الخبر بان زیداً انفراداً بہ
وهو خیر معروف فی نقیة العلل فہذا ابن جریر والحاکم ویدل
کلامہما علی جهالة فکیف یقول المنذری ما علمت احداً ضعف زیداً
الا ما ذکرہ ابن الجوزی واما اخرہ ولو سلموا انفراد الامام فی تہذیبہ و تضعیفہ
کفایاً ذلت فان کلامہ مقبول فی الجرح والتعدیل اذا قالت حذو وقد عقد
ابن عبد البر فی کتابہ مع العلل باباً فی ان کلام الامم یقبل فی الجرح والتعدیل

راجعہ ۱۰ پھر زید کی تضعیف امام ابو حنیفہ سے منقول ہے۔ منذری کہتے ہیں مجھ کو
علم نہیں کہ کسی نے زید کو ضعیف کہا۔ جو اس قول کے کہ ابی جوزی نے امام ابو حنیفہ سے
نقل کیا ہے کہ زید مجہول ہیں اور اسی طرح ابن حزم نے کہا ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں
کہ زید کے مجہول ہونے پر یہ امر ولایت کرتا ہے کہ جس وقت حاکم نے یحییٰ بن ابی کثیر
۱۔ طریق سے تخریج کی جو عبد اللہ بن یزید سے اور زید ابی عیاش سے اور زید سے
روایت کرتے ہیں تو حاکم نے کہا شیخان نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی کیونکہ ان دونوں
نے جہالت زید کا خوف کیا اور امام طبری نے تہذیب الآثار میں فرمایا کہ یہ حدیث تفسر زید
کی وجہ سے معلول ہے اور ناقصین علم میں وہ غیر معروف ہیں۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں
پس ابی جریر اور حاکم کا کلام زید کے مجہول ہونے پر وال ہے لہذا منذری کس طرح کہتے
ہیں کہ سوائے ابو حنیفہ کے اور کسی نے زید کو ضعیف نہیں کہا اور اگر زید کی تہذیب
میں امام حنیفہ کو متفقہ ہی تسلیم کر لیا جائے۔ جب بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ ان کا قول روایت
کے جرح و تعدیل میں مقبول ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب جامع العلم میں اس
امر کا ایک مستقل باب باندھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں معتبر ہے۔ اس
کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ لہذا اگر امام ابو حنیفہ کو بصارت فی علم الحدیث نہ ہوتی تو کیوں ان کا قول
جرح و تعدیل میں مقبول ہوتا۔ امام ترمذی نے خود کتاب العلل میں امام صاحب کا قول جرح
و تعدیل کے بارے میں نقل کیا ہے چنانچہ جامع ترمذی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۳۲ میں
یہ عبارت موجود ہے۔ حد ثنا محمود بن غیلان ثنا ابو یحییٰ العصفانی قال
سمعت ابا حنیفة یقول ما رأیت الا کذب من جابر الجعفی ولا افضل من
عطاف بن باب رباح انتہی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہم سے محمود بن غیلان نے بیان
کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو کہتے ہوئے
سنا کہ جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاف بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ امام
ترمذی نے جابر کی جرح میں اس قول کو نقل کیا ہے اس سے ہر منصف اس امر کو اچھی طرح
معلوم کر سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ فن رجال میں کس پایہ کے محدث تھے۔ حافظ ابن جریر نے تقریباً

میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی روایت ترمذی اور لسانی میں ہے۔ لیکن غصب یہ ہوا ہے کہ معاندین نے عداوت امام کی وجہ سے کتابوں میں سے نکال دیا۔ اللہ تیسری شان کے قربان۔

دوسری عرض یہ ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کی ہی کیا خصوصیت ہے اور ائمہ کے شاگرد بھی ایسے نکلیں گے کہ جن کو علم حدیث میں کچھ بھی بصارت نہیں۔ چنانچہ کتب رجا کے دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ان کو گناہ تطویل لا طائل ہے۔ تیسرے اگر امام احمد کے قول سے کلیہ مراد ہے تو قطعاً غلط ہے کیونکہ سیکڑوں شاگرد امام صاحب کے فن حدیث کے امام اور شیوخ تسلیم کئے گئے ہیں۔ نمونہ چند ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ قول امام احمد کا کہاں تک صحیح ہے۔ اول وکیع بن الجراح جو امام محدث حافظ عراق کو فی ہیں تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ انہوں نے حدیث ابو حنیفہ سے پڑھی اور امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے ویفتی بقول ابی حنیفۃ اہ ان کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں کہ وکیع سے بڑھ کر میں نے قوی الحافظ اور جامع علم کسی کو نہیں دیکھا۔ وکیع جیسا شخص میری نظر سے نہیں گزرا کہ وہ حدیث کے بھی حافظ تھے اور فتیہ بھی تھے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ وکیع سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا وہ رات بھر نماز پڑھا کرتے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے ان کے شاگرد امام احمد عبداللہ بن مبارک، علی بن المدینی، یحییٰ بن اکثم، اسحاق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ ابی معین، احمد بن منیع وغیرہ محدث ہیں۔ یہ وہی وکیع ہیں جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ کیا ان کو فن حدیث میں بصارت نہیں تھی اور تعجب تریہ ہے کہ باوجود بصارت نہ ہونے کے پھر امام احمد شاگرد ان کے ہو گئے۔ مؤلف رسالہ امام احمد کی طرف سے جواب دیں دوسرے یزید بن ہارون حافظ حدیث اور شیخ الاسلام کہلاتے تھے حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں انہوں نے فن حدیث عاصم احمول اور امام ابو حنیفہ اور یحییٰ بن سعید اور سلیمان جعی سے حاصل کیا۔ اور امام احمد اور علی بن المدینی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید وغیرہ نے

ان سے حدیث حاصل کی ہے۔ ابن مدینی کہتے ہیں میں نے یزید سے بڑھ کر کسی کو قوی الحافظ نہیں دیکھا امام احمد فرماتے ہیں کہ یزید بچے حافظ حدیث تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یزید ثقہ امام تھے۔ لہذا اب یہ مؤلف رسالہ سے دریافت کرتا ہے کہ یزید کو فن حدیث میں بصیرت تھی یا نہیں اور یہ اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں یا نہیں۔ تیسرے فضل بن وکیع کو فی جن کی کنیت ابو نعیم ہے حدیث کے حافظ ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے امام احمد اسحاق بن راہویہ ابن معین ذہبی۔ امام بخاری۔ دارمی۔ ابن مبارک وغیرہ محدثین نے حدیث کی روایت کی ہے۔ مؤلف رسالہ فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں یا نہیں اور ان کو فی حدیث میں کمال حاصل تھا یا نہیں۔ چوتھے ابو عبد الرحمن عبداللہ عمری کو فی مقبری ہیں تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ اور شعبہ بن حجاج سے حدیث حاصل کی۔ یہ امام بخاری کے استاذ ہیں امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے۔ اگر علم حدیث میں ان کو بصیرت نہیں تو امام بخاری جیسے شخص نے ان سے کیوں حدیث کی روایت کی اور کیوں ان کی شاگردی میں داخل ہوئے۔ مؤلف رسالہ سے جواب طلب ہے کیا ابو حنیفہ کے حدیث میں یہ شاگرد نہیں تھے۔ پانچویں عبدالرزاق بن حمام عمیری صنعانی حافظ کبیر ہیں انہوں نے بکثرت احادیث امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہیں امام صاحب کے حالات میں حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں وحدث عنہ وکیع ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت والیو حاصم وعبد الرزاق وعبد بن موسیٰ وابو نعیم وابو عبد الرحمن المعزى ولبشر کشیرہ اب مؤلف رسالہ فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق جو امام صاحب کے شاگرد ہیں محدث تھے یا نہیں۔ چھٹے امام ابو یوسف القاضی شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کے ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں حافظین حدیث کی فہرست میں شمار کیا ہے خود امام احمد حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ سب سے پہلے ان ہی کی شاگردی حدیث میں اختیار کی۔ ان کے بارے میں امام احمد کا قول ہے کہ ابو یوسف حدیث میں منصف تھے۔ ابن معین فرماتے ہیں صاحب حدیث اور عامل سنت تھے۔ ان سے علاوہ امام احمد

کے ان محدثین نے حدیث پڑھی ہے۔ یحییٰ بن معین، علی بن الجعد، بشر بن الولید، امام محمد وغیرہ۔ اگر ان کو حدیث میں کچھ دخل نہ تھا تو ان حضرات نے کیوں ان سے حدیث حاصل کی۔ ساتویں یحییٰ بن ابراہیم، ہر اسانی حافظ حدیث ہیں انھوں نے بھی علاوہ امام جعفر، اور ہمز بن حکم، ابن جریج، زبیر کے ابو حنیفہ سے حدیث پڑھی ہے یہ بھی اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں۔ ان کے بارے میں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ثبت، دارقطنی نے کہا ثقہ مامون۔ ان سے امام احمد، امام ہنارسی، یحییٰ بن معین وغیرہ نے حدیث حاصل کی۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ جب اصحاب مام کو حدیث میں بصدلت نہیں تو یحییٰ بن ابراہیم کو ان حضرات نے اپنا شیخ کیوں بنایا اور وہ بھی حدیث میں، مؤلف رسالہ اس کا جواب دیں۔ آٹھویں امام زفر بن المنذیل العنبری حافظ ذہبی میزان میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں، فقہاء میں سے ایک فقیہ اور عابدوں میں سے ایک مابہ صدوق تھے۔ ابن معین اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ احاد الفقہاء والعباد وثقہ غیری واحد وابن معین۔ یہ وہی زفر ہیں جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ہیں۔ پھر ان کی اتنی تعریف امام ذہبی کیوں کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبی اور یحییٰ بن معین وغیرہ کو اس کی خبر نہیں تھی کہ یہ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں ان کو فن حدیث میں کچھ مہارت نہیں ورنہ صدوق اور ثقہ نہ کہتے۔ مؤلف رسالہ جواب مرحمت فرمائی کہ اس کا مل کس طرح ہے۔ دسویں شعبہ، سفیان بن عیینہ، لیث بن عیلم، زفر بن شعیب، عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، ابوداؤد الطیالسی، حنفی بن غیاث، یحییٰ بن ابی زائدہ، اسد بن عمرو، یحییٰ بن زکریا وغیرہ محدثین علم حدیث میں کچھ دخل رکھتے تھے یا نہیں کیونکہ یہ سب امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور ان کے اصحاب کہلاتے ہیں اگر انکار کیا جاوے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ مؤلف رسالہ سوچ مجھ کو کہ جواب دیں۔ ناظرین کی وسعت معلومات کے واسطے ان حضرات کا شمار کرنا پڑا۔ نیز امام احمد کے قول کی جانچ بھی اس سے ہو جائے گی کہ کہاں تک صحیح ہے۔ چوتھے یہ قول امام احمد کے اس قول کے منافی ہے جس میں انھوں نے امام ابو یوسف کی تعریف کی ہے جو اجماعی گزر چکا۔ چھ۔ پانچویں یہ قول امام احمد کا یحییٰ بن معین کے قول کے منافی ہے جن

کو حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب جامع العلم میں نقل کیا ہے اور وہاں سے عقود الجواہر الملیفہ کے مقدمہ میں نقل کیا گیا ہے جس میں یہ ہے کہ ہمارے اصحاب امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے بارے میں زیادتی کرتے ہیں اور مد سے بڑھ جاتے ہیں کسی نے یحییٰ سے پوچھا کہ ابو حنیفہ کیا جھوٹ بولتے تھے انھوں نے جواب دیا نہیں۔ فقد روی عباس بن محمد الدوری قال سمعت یحییٰ بن معین یقول اصحابنا یغرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ اکان ابو حنیفۃ یکذب قال کان انبل من ذلک۔ (عقود الجواہر، ص ۱۷) اس قول سے معلوم ہوا کہ اصحاب ابی حنیفہ کو جو بڑا کہا جاتا ہے یہ زیادتی ہے وہ ایسے نہیں ہیں۔ لہذا امام احمد کا قول معتبر نہیں چھٹے بعض معاصر کی جرح بعض دوسرے معاصر کے حق میں مقبول نہیں ہوتی۔ پس امام احمد کی یہ جرح مقبول نہیں کیونکہ امام احمد اصحاب ابی حنیفہ کے معاصر ہیں۔ امام ابو یوسف اور اسد بن عمرو بن عامر الکوفی وغیرہ سے حدیث پڑھی ہے چنانچہ گزر چکا۔ سائنظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں قاضی ابو یوسف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ سمع هشام بن عروہ و ابوالسحق الشیبانی و عطاء بن السائب و طبقتہم و عنہ محمد بن الحسن الفقیہ و احمد بن حنبل و اسد بن عمرو کے تعلق طبقات حنفیہ میں تصریح ہے پس ثابت ہوا کہ امام احمد اصحاب ابی حنیفہ کے معاصر ہیں اور جب معاصر ہوئے ان کا قول ان کی جرح میں معتبر نہیں۔ معلوم ان معجزہ قوی۔ الغصوفی خصمہ لا یوجب القبح فی واحدہما فہذا کلام احد المتشاجورین فی الآخر۔ (محتاج السنۃ) قول الاقران بعضهم فی بعض غیر مقبول وقد صرح العافظان الذہبی وابن حجر بذلک قال ولا سیما اذا لاح انہ لعداۃ او لمذہب وللعبد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصر اسلموا اہلہ من ذلک الا عصر النبیین والمصدقین۔ (خبرات الحان) حافظ ابن حجر مکی خیرات حسان میں فرماتے ہیں۔ اقران کا کلام اپنے ہم عصروں کے بارے میں معتبر نہیں اور حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تصریح کی ہے خصوصاً

اس وقت تو بالکل ہی معتبر نہیں جب کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ کلام کسی عداوت یا اختلاف مذہب یا حسد کی وجہ سے ہے کیونکہ حسد یہ ایک ایسی بلا اور بیماری ہے کہ اس سے جس کو خدا بچاتے وہی بچ سکتا ہے ورنہ نہیں، ذہبی فرماتے ہیں میرے علم میں سوائے انبیاء اور صدیقین کے زمانہ کے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس کے اہل اس حسد سے بچے ہوتے اور محفوظ ہوں۔ پس یہاں اختلاف مذہب اور حسد و عداوت کی صورت ممکن ہے۔ لہذا اس قول امام احمد سے استدلال صحیح نہیں اور اصحاب ابی حنیفہ پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ ساتویں یہ قول امام احمد کا خود اُن کے قاعدے اور اصل کے معارض ہے صرح ابن تیمیۃ والتقی السبکی والسخاوی ان الامام لا ینزوی الا عن ثقتہ (تفسیق النظام) ابن تیمیہ اور سبکی اور سخاوی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ امام احمد ثقت کے سوا اور کسی سے روایت ہی نہیں کرتے۔ لہذا امام ابو یوسف اور اسد بن عمرو وغیرہ کا سے امام احمد کا حدیث کی روایت کرنا اس امر کی بن دلیل ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ ان کے نزدیک ثقت اور اصحاب حدیث ہیں، پس جرحی قول کا اعتبار نہیں، آٹھویں حقیقت میں یہ قول اُن کا جرح ہی نہیں تاکہ ضعف ثابت ہو جس کے درپے معصف زمانہ ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البرہان بالبیان نوی اگر بالفرض جرح بھی ہو مجمل وہم ہے جو مقبول نہیں کیونکہ لیس لہو بصر" بشری من الحدیث قائم مقام لیس بعدل وغیرہ کے ہے اما الطعن من اشعة الحدیث فلا یقبل مجملہ ای مبہما ہاں قبیل ہذا الحدیث غیر ثابت او منکح او فلان متروک الحدیث او ذاہب الحدیث او مجروح او لیس بعدل من غیر ان یدکر سبب الطعن وهو مذہب عامۃ المحدثین والفقہاء (ادکشف اصول البزدوی) ائمہ حدیث کا کسی حدیث یا راوی میں مبہم طعن کرنا معتبر نہیں اور حدیث کو درجہ اعتبار سے عزا نہیں، مثلاً کوئی محدث یوں کہے کہ فلان حدیث ثابت نہیں یا منکر ہے، یا فلان راوی منکر الحدیث یا ذاہب الحدیث یا مجروح یا غیر عادل ہے تو یہ جرح مبہم مقبول نہیں جب تک سبب طعن وجرح کو ذکر نہ کرے، عامہ محدثین اور فقہاء کا یہی مذہب ہے لہذا

صورت مذکورہ اور حالت موجودہ میں اصحاب ابی حنیفہ پر امام احمد کے قول مذکور سے کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ دسویں اس قول کا عداوت اور اختلاف مذہب پر مبنی ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ محمد بن نصر المروزی اس قول کو تین رکعت وتر کے بیان میں لاتے ہیں اور چونکہ تین رکعت مذہب جو ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا ہے محمد بن نصر المروزی کے خلاف ہے اور اسی خلاف مذہب کی وجہ سے امام صاحب کے بارے میں جو الفاظ انھوں نے استعمال کئے ہیں وہ محمد بن نصر مروزی کی شان میں عیب پیدا کرتے ہیں ص ۱۲۵ کے طرز بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن نصر مروزی کو امام صاحب پر بہت طیش آ رہی ہے۔ اسی بناء پر فرماتے ہیں وزعموا النعمان ان الموتی ثلاث وزعمو انه لیس للمساقر ان یوتو علی دابۃ وزعموا انه من نسى الموتی فذکرہ فی صلوۃ الغداة بطلت صلوۃ وقولہ ہذا خلاف للاخبار الثابتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وخلاف لما اجمع علیہ وانما اتی من قلة معرفتہ بالاخبار وقلة مجالستہ للعلماء (۱) یہ عبارت ان کی باطنی ندا پکار رہی ہے کہ محمد بن نصر قصہ میں بھرے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے سختی سے کلام کر رہے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ان کے خلاف ہے وہ اپنے زعم فاسد میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ تین رکعت وتر کا نصوص مدنیہ سے کہیں ثبوت نہیں، نیز وجوب کو بمعنی قرین قطعی سمجھ بیٹھے و نیز وتر کو وہ محض نفل نماز سمجھ گئے اس لئے ابو حنیفہ پر آنکھیں نکال رہے ہیں اور امام کے قول کو زعم سے تعبیر کر کے عداوت اور صحابہ اور اجماع اہل علم کے خلاف بتاتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ خود انہوں نے اسی باب میں صحابہ اور تابعین اور دیگر علماء سے تین رکعت وتر ہونا نقل کیا ہے پھر صحابہ کے خلاف اور اجماع اہل علم کے مخالف امام کا مذہب کیوں ہو گیا یہ صرف مخالفت مذہب کا غصہ ہے اور کچھ نہیں ان کو تو اسی پر بس کرنا چاہیے کہ کسی عہفی نے ان میں کلام نہیں کیا ورنہ وہ ان کے قول کا ایسا ہی سخت جواب دیتا جو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی شان میں سورہ اوبی کی ہے کہ اخبار کا چونکہ ان کو علم اور علماء کی صحبت

میں بیٹھنے کا بہت کم اتفاق ہوا اس لئے احادیث اور صحابہ اور اجماع کے خلاف کی نوبت آئی سبحان اللہ کیا کتنا ہے کہ محمد بن نصر مروزی ابو حنیفہ کے تلامیذ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اس پر یہ مرہ ہے کہ اگر اخبار و احادیث کا علم کم ہوتا تو امام ذہبی حافظ اسلام میں ابو حنیفہ کو ذکر کرتے اور فضائل و مناقب کو ذکر کرتے اور مجالس علمائیں شرکت کی حالت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چار ہزار علما ان کے شیوخ میں داخل ہیں لہذا یہ کتنا کہ علما کی صحبت کم ہوتی اس لئے اس کے خلاف کی نوبت پہنچی عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس عبارت کے بعد جو انہوں نے امام احمد کا قول نقل کیا ہے عداوت اور اختلاف مذہب کی مین دلیل ہے جو عبارات بالا کے اعتبار سے قابل قبول نہیں۔ اس قول کی درجہ سے وہ خود مستحق جرح ہو گئے۔

قولہ۔ اجماعی اصحاب ابی حنیفہ کو ابھی رہنے دیجئے۔ کل کے کل کو فوالے ایسے ہی تھے چنانچہ تدریب الراوی صوفی ۱۳ میں ہے کہ کوفہ والوں کی حدیثوں میں کدورت ہے اور غلیب بغدادی نے کہا کہ کوفہ والوں کی روایتوں میں بہت کدورت ہے الخ۔ اقول ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ نو چو فیصلہ ہی ہو گیا۔ اب تو ناظرین علم حدیث ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ نہیں بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ وغیرہ حدیث کی کتابوں کو بھی اب معتبر نہ سمجھئے کیونکہ اہل کوفہ ضعیف اور ان کی تمام روایتیں ضعیف اور کدورت والی ہیں اور قسمت سے صحاح ستہ میں کوفی راوی بہت ہیں۔ خصوصاً شیخین پر سے اب ایمان کو دور کر دیجئے۔ اگر کوفی روایات سب کے سب بقول مؤلف رسالہ قوی الحافظ عادل۔ حافظ۔ ضابطہ نقل نہیں تھے تو ان حضرت نے کیوں کوفیوں سے روایات نقل کیں۔ بخود کے طور پر چند کوفی محدث ناظرین اور مؤلف رسالہ کے اطمینان قلب کے واسطے پیش کرتا ہوں ملاحظہ کے بعد مؤلف رسالہ کو داد دیں اور ان کی عقل نام پر چار آنسو بہا دیں۔ علقمہ بن قیس نخعی کوفی ثقہ ثبت فقیہ عابد مروی لہ الستہ (تقریب) قاسم بن مخیمرة ابو عروہ ہمدانی کوفی ثقہ فاضل مروی لہ البقاسی و مسلو و الاربعة اھد تقریب عبد الرحمن

بن لیل الانصاری کوفی ثقہ مروی لہ الستہ (تقریب) صلہ بن زفر حبسی کوفی ثقہ جلیل مروی لہ الستہ (تقریب) شفیق بن مسلمة الاسدی کوفی ثقہ مخضرم مروی لہ الستہ (تقریب) شریح بن ہانی حارثی کوفی مخضرم ثقہ (تقریب) شریح بن النعمان ضائدی کوفی (ترمذی) شریح بن الحارثی کنسی کوفی قاضی و شریح بن ہانی کوفی (ترمذی) سعید بن جبیر اسدی کوفی ثقہ ثبت فقیہ مروی لہ الستہ (تقریب) سالع بن ابی الجعد غطفانی اشجعی کوفی ثقہ مروی لہ الستہ (تقریب) سائب بن مالک والد عطاء کوفی ثقہ رتقریب سفیان بن عیینہ ثقہ حافظ فقیہ امام حجة مروی لہ الستہ و تقریب اصل پیدائش کوفہ کی ہے ضیاء الساری حبیب بن ابی ثابت اسدی کوفی ثقہ فقیہ جلیل مروی لہ الستہ (تقریب) معمر بن المنتشر ہمدانی کوفی ثقہ (تقریب) مسعی بن کدام ہمدانی کوفی ثقہ ثبت فاضل مروی لہ الستہ (تقریب) مسلم بن صبیح ابو النخعی عطاء ہمدانی کوفی ثقہ فاضل (تقریب) موسیٰ بن ابی عایشہ ہمدانی کوفی ثقہ عابد مروی لہ الستہ (تقریب) منصور بن المعتمر سلمی کوفی ثقہ ثبت مروی لہ الستہ (تقریب) یثاثل اہل کوفہ ہیں (ترمذی) معارب بن دثار سدوسی کوفی قاضی ثقہ امام زاہد مروی لہ الستہ (تقریب) عثمان بن عاصم بن حصین اسدی کوفی ثقہ ثبت سنی مروی لہ الستہ (تقریب) ان کی نظیر صحیحین کے روایات میں نہیں ہے۔ (نودوی شرح مسلم) یہ کوفہ کے بیس محدثوں کے نام میں نے پیش کئے ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کے حافظہ ثقاہت عدالت ضبط حدیث فقاہت اتقان کے جملہ محدثین قائل ہیں یہ وہ ائمہ ہیں کہ جن سے بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ وہ روایات حدیث ہیں جن میں کسی قسم کی خرابی کوئی متنفس قیامت نہیں کر سکتا۔ یہ وہ محدثین ہیں جن کی حدیثیں اہل راویوں کے اعتبار سے زیادہ مستند

ہیں۔ یہ وہ راوی ہیں کہ کتب حدیث خصوصاً صحاح ستہ کا مدار ان ہی جیسے حضرات پر ہے۔ پس منہ اشکار یہ کہ دنیا کے تمام کوفہ والوں کی حدیث میں کدورت ہے غلط اور بالکل غلط ہے اور نہ خطیب اور صاحب تدریب کی یہ مراد ہے ورنہ یہ قول ان کا نکتہ عقلاً دونوں طرح غلط ہے جس کی طرف ادلہ عقل والا توجہ نہیں کر سکتا۔ نیز یہ جرح مبہم ہے جو مقبول نہیں چنانچہ گزر چکا۔ عوام کو دھوکہ میں ڈالنا مقصود ہے ورنہ اظہار حق اس کا نام نہیں ہوتا کہ ابو حنیفہ کی عداوت میں جو جی میں آیا یک و یا اور اس کا خیال نہ فرمایا کہ نکل فرعون موسیٰ مگر آپ کیا کریں۔

نیش مقرب نہ از پے کین ست مقتضاتے طبیعتش این ست
ناظرین! یہ ہے ان حضرات کا علی سرایہ اسی پر اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ظاہری ایمان یہ سب صحاح مابہل حدیث و دغا راء شناسیم۔

قولہ پس جب سب کے سب ایک ہی لامعی کے ٹکٹے ہیں تو امام ابو حنیفہ کیسے قوی الحافظ ہو سکتے ہیں! اقول۔ ناظرین ابھی آپ کو دو دودھ اور پانی علیحدہ ہو کر معلوم ہو چکا ہے جس پر مولف کو بہت فخر ہے اس کی حقیقت سے پردہ اٹھ چکا ہے کہ یہ صرف دھوکہ ہے جس کی توت پر ناز تھا اس کا تار مار علیحدہ علیحدہ ہو گیا ہے کوفہ والے اور عراق والے قوی حافظ اور امام ابو حنیفہ بھی قوی حافظ ہیں جیسی تو حافظ ذہبی شافعی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ذکر کیا اور بہت ثناء و صفت کی ہے مگر۔

ہنر بہتم عداوت بزرگتر عیب ست گل ست سعدی در چشم دشمنان غارت
ثانیاً اگر بغرض محال یہی تسلیم کر لیا جائے کہ کوفہ اور عراق والے ضعیف اور کمزور حافظ والے تھے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ابو حنیفہ بھی ایسے ہی تھے حضرت میں اس میں لازم عداوی بھی نہیں مطلقاً تو کہا۔ ان دونوں میں ملازمت ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے ورنہ اثبات مدعا سے آپ کو سول دور ہیں ورنہ غلط القاد ثنائیہ دونوں قول جو آپ نے تدریب سے نقل کئے ہیں تنہی مملہ ہے جو قوت جزئیہ میں ہے۔ پس ثبوت مدعا میں ناکافی ہیں اور اگر کلیہ مراد ہے تو بالکل غلط ہے جو ابھی بیان کر چکا ہوں اور ایک مختصر

فہرست ناموں کی گنا چکا ہوں۔ اس خرابی کے ابطال پر دلیل قائم کرنا چاہیے مگر۔
سبیل کہ پاؤں رکنا سیکھ میں شیخ جی صاحب یہاں پکڑی اچلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں
یہ وہ گڑ نہیں ہے جو چھوٹے کھا جائیں۔ بلکہ یہ مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص ابو جہل اور ابولہب کی عداوت میں مکہ کے تمام صحابہ وغیرہ کو بڑا کہنے لگے یا ایک مسلمان کوئی بڑا کام کرے تو اس کی وجہ سے تمام بڑے ہو جائیں یا ایک نے کوئی حق بات کہی تو سب سے عداوت رکھنی ضروری ہے۔ یہ عجب منطق ہے جس کو اہل حدیث زمانہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

قولہ۔ اب ابو حنیفہ کی بابت خاص قول سنو۔ تخریج ہدایہ ابن حجر فاروقی فی حاشیہ صفحہ ۹۳ میں ہے۔ قال صاحب المنتظم عن عبد اللہ بن علی بن المدینی قال سالت ابی عن ابی حنیفۃ فضغفہ جدا انتقمی یعنی علی بن مدینی کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ علی بن مدینی سے ابو حنیفہ کا حال پوچھا تو انہوں نے نہایت ضعیف بتلایا اھ اقول۔

ہوشیار اسے چرخ غلام ہوشیار دیکھ ہم نے آہ آشبار کی
ناظرین یہ وہ عبارت ہے جس پر متوفی رسالہ کو ناز ہے اسی عبارت کی وجہ سے حافظ ابن حجر کو مضغین امام ابو حنیفہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر کی کتاب تقریب التہذیب وہ کتاب ہے جس میں انہوں نے اقرب الی الصواب اور اعدل او یصح قول لکھنے کی شرط کی ہے۔ اس میں امام ابو حنیفہ کا ترجمہ لکھا ہے لیکن کوئی نقطہ اس عبارت میں ایسا نہیں ہے جس سے امام ابو حنیفہ کے ضعیف ہونے کا وہم بھی ہو۔ وہ فرماتے ہیں۔ النعمان بن اثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس ویقال مولیٰ بنی تیسو فقیہ مشہور من السادسة مات سنة خمسین ومائۃ علی الصبیح وله سبعون سنة روی له الترمذی والنسائی اھ اگر امام ابو حنیفہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک ضعیف ہوتے یا ان کو ان کی تضعیف کا علم صحیح طریق سے ہوتا تو ضرور تقریب میں اپنی شرط کے مطابق لکھتے معلوم

ہوتا ہے کیا مردوں کی گڑھی مورتی بات ہے ع یہ بات نامربر کی بنائی ہوتی سی ہے
حافظ ابن حجر پر بہتان باندھا ہے نہ معلوم آپ کس جون میں تھے جس وقت رسالہ
تصنیف فرمایا غالباً کوئی کتاب اٹھا کر نہیں دیکھی ورنہ کبھی اس قسم کی بکواس سرزد نہ ہوتی
دوسرے حافظ ابن حجر نے خود تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ
کی توثیق نقل کی ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔ قال محمد بن سعد سمعت
یحییٰ بن معین يقول كان ابو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الا بما
يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظه وقال صالح بن محمد الاسدي
عن ابن معين كان ابو حنيفة ثقة في الحديث اه اس عبارت نے میدان صاف
کر دیا ورنہ مزور اس کو رد کرتے اور تصنیف ثابت کرتے بلکہ انہوں نے جرح کو رد کر دیا
ہے جو بعض متعصبوں نے امام صاحب پر کی ہے حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں جس
کا نام الہدی الساری ہے فرماتے ہیں۔ ومن شعلو يقبل جرح الجارحين
في الامام الى حنيفة حيث جرحه بعضهم بكثرة القياس وبعضهم
بقلة معرفة العربية وبعضهم بقلة رواية الحديث فان هذا كله
جرح بما لا يعجز السراوي اه (مقدمہ) اور اسی سبب سے جارحین کی جرح
امام ابو حنیفہ کے حق میں مقبول نہیں ہے۔ مثلاً بعض نے کثرت قیاس کی وجہ سے اور
بعض نے قلت عربیت کی وجہ سے اور بعض نے قلت روایت حدیث کی وجہ سے
ان پر جرح کیا ہے لیکن یہ ایسی جرح ہے جس سے راوی میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا
لہذا مقبول نہیں مردود ہے۔ حافظ کے اس قول نے تو ستم ڈھا دیا کہ امام ابو حنیفہ کو بالکل
بی بری کر دیا کہ جن لوگوں نے جرح کیا ہے وہ مردود ہے اگر حافظ ابن حجر کے نزدیک
قابل اعتبار ہوتی تو اس کی اور تائید کرتے نہ کہ اس جرح کو مردود کر دیتے اس سے
معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ حافظ ابن حجر کے نزدیک مجروح و ضعیف نہیں ان کو مضغنین
امام میں شمار کرنا ان پر افتراء اور بہتان باندھنا ہے

یوں تو ہر ایک کیا کرتا ہے دعویٰ حق کا چاچھ کو اپنی بستانا نہیں کوئی کٹھ

زر کو جس وقت کوئی پہکسا جائے گا حال کھل جائے گا سب اس کے کھسکے کھٹکا
لاکھ تانے پہ ملیح کو چڑھائے کوئی

ناظرین نے حافظ ابن حجر کی تصریحات سے اچھی طرح معلوم کر لیا کہ امام ابو حنیفہ
ان کے نزدیک ثقہ ہیں ضعیف نہیں اسی طرح یحییٰ بن معین اور محمد بن سعد اور صالح بن
محمد اسدی کے نزدیک بھی ثقہ ہیں لہذا متولف رسالہ کا یہ قول بالکل غلط ہو گیا کہ آج تک جتنے
محدث گزرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے کیونکہ یہ چار تو اس میں سے
کم ہو گئے تیسری عرض یہ ہے کہ یہ قول جو متولف رسالہ نے نقل ہے یہ حافظ ابن حجر
کی کتاب درایہ میں جس کو تخریج احادیث ہدایہ سے تبصیر کیا ہے نہیں ہے بلکہ اس کے
حاشیہ پر ہے۔ چنانچہ عبارت صاحب رسالہ سے ظاہر ہے پس اس کو حافظ ابن حجر
کی طرف منسوب کر کے ان کو مضغنین امام میں شمار کرنا یہ ایک اور جھوٹ اور افتراء اور لوگوں
کو دھوکہ دینا ہے اور حرام تہمت مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی اگر حافظ ابن حجر کی عبارت
ہوتی تو درایہ میں بیان کرتے ہوتے ان کو کون مانع تھا افسوس ہے ایسی جہالت اور
ناواری پر کہ عداوت کی وجہ سے کچھ بھی خیال نہ رکھیں کیا کرتا ہوں اور وہ منہ پر کا بھی
نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام کتاب میں کہیں پر بھی نہیں لکھا اور نہ صفت کی یہ عادت تھی کہ منیات
لکھیں حاشیہ پر عبارت کا ہونا پکار کر بتلا رہا ہے کہ یہ کسی متعصب کی کثرت ہے لہذا
اس سے امام کے دامن ثقات ہت پر کوئی داغ نہیں پڑ سکتا۔ چوتھے صاحب المنظم اور
علی بن مرینی کے بیٹے عبد اللہ کے درمیان بہت فاصلہ ہے زمانہ دراز کا بعد ہے سند
میں القطاع ہے یہ قول انہوں نے کس سے سنا اور کہاں سے نقل کیا جب تک بطریق
سند صحیح متصل ثابت نہ ہو قابل اعتبار اور لائق وثوق نہیں اور اس منقطع سند سے
امام صاحب کے دامن عدالت پر کوئی آپج نہیں آ سکتی پانچویں یہ قول منتہی السند
علی بن مرینی کے دوسرے قول کے منافی ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ
ثقہ ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ روایت حدیث میں ان کے شمار مضغنین ثوری
ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن عوام اور جعفر

بن عون ہیں۔ اگر نقل کی ضرورت ہو تو ملاحظہ فرمائیے۔ حافظ ابن حجر کی شافعی خیرات ص ۱۸ کے اتریسویں فصل میں فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفہ روى عنه الثوري وابن المبارك وحمام بن زيد وهشام ووكيع وعباد بن العوام وجعفر بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا بأس به انتهى اب تو ابن حجر کی اور علی بن مدینی کے نزدیک بھی امام ابو حنیفہ ثقہ ثابت ہو گئے ہیں چار محدثوں میں ان دو کو شمار کر کے چوتھم کر لیں تاکہ جملہ محدثین سے کچھ اور کی ہو جلتے اس قول کو عقود الجواهر المنيفہ کے مقدمہ کے صفحہ میں بھی نقل کیا ہے۔ اب مؤلف یہ سالہ یا تو اس قول کو تسلیم کریں اس کی وجہ ترک بیان کریں یا اس کو قبول کریں اور اس کو چھوڑ دیں اور یا بقاعدہ تعارض دونوں کو چھوڑ دیں اور یحییٰ بن معین۔ شعبہ وغیرہ کے قول پر عمل کریں کہ ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ چھٹے صاحب منظم جو ابن جوزی ہیں تسابیل میں ضرب اشل ہیں۔ دیکھو امام سیوطی کی تدریب الراوی جس کا آپ بہت حوالہ دیا کرتے ہیں لہذا جب تک پابہ ثبوت کو نہ پہنچ جاتے اس وقت تک اس قول کا اعتبار نہیں۔ قال ابن حجر فیہ ای فی کتاب ابن الجوزی من الضرر ان یظن مالیس بموضوع موضوعا وعکس الضرر بمستدرک العاکوف انه یظن مالیس بصحیح صحیحا قال لولعیین الاعتناء بانتقاد الکتابین فان الکتابین بتساهلہما اهدم الامتاع بهما الا للعالم بالظن لانه ما من حدیث الا ویسکن ان یکون قد وقع فیہ التساهل اه تدریب (السعی المشکور) ادھر امام ابن الجوزی تشدد فی الجرح میں بھی مشہور ہیں۔ ایک معمولی امر کی وجہ سے بھی راوی کو مجروح کر دیتے ہیں لہذا ان کے قول کا اعتبار نہیں خصوصاً امام صاحب کے بارے میں جب کہ ان کی توثیق کرنے والے ان سے بڑھ کر ہیں۔ ساتویں یہ قول عبد اللہ کا جس کو صاحب منظم نے نقل کیا ہے یحییٰ بن معین کے اس قول کے بالکل خلاف ہے جس کو ابن حجر کی نے خیرات حسان میں نقل کیا ہے وسئل ابن معین عنہ فقال ثقہ ما سمعت احدا یضعفه اه ابن معین سے کسی نے امام صاحب کے بارے میں

دریافت کیا تو انہوں نے کہا ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہو۔ کیا یحییٰ بن معین اور ابو حنیفہ کے درمیان قرون اور صدیوں کا فاصلہ ہے کہ ابن مدینی کی تضعیف ان کی کو خبر نہ ہوتی اور ابن جوزی کو خبر ہو گئی تعجب ہے۔ ان قول کو خوب دہن نشین کرنا چاہیے۔ ابن معین کے نزدیک کسی کی تضعیف ثابت نہیں اور نہ اس بارے میں کوئی قول انہوں نے سنا یہ کلیہ ہے کیونکہ نکرہ نفی کے تحت میں داخل ہو رہا ہے لہذا اصلاً ضعف ثابت نہیں اور جس کسی نے تضعیف کی ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں۔ اس کی بعینہ مثال قرآن شریف کے عدم رب رب کی نفی کی سی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں لا رب فیہ۔ اس قرآن میں شک ہے ہی نہیں۔ حالانکہ بہت سے کفار موجود تھے جو شک کرتے تھے لیکن ان کے شک و ریب کا خدا تعالیٰ نے اعتبار کیا اور بالکل اس کی نفی کر دی۔ اسی طرح یحییٰ بن معین کے قول کا حال ہے کہ گو بعض نے ضعف کہا ہو لیکن وہ ایسے نہیں جس کا قول امام ابو حنیفہ جیسے شخص کے بارے میں مقبول ہو بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ کسی نے تضعیف ہی نہیں کی اور میں نے تو کسی معتبر شخص کو ان کی تضعیف کرتے سنا ہی نہیں۔ فافہم و تدبیر فائدہ دقیق۔ صفی الدین خزرجی علامہ ترمذی میں فرماتے ہیں بالنعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفہ امام العراق وفقیہ الامۃ عن عطاء ونافع والا عرج وطائفة وعنه ابنه حماد وزفر و ابو یوسف ومحمد وجماعة وثقة ابن معین الم صفر ۴۰۲۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی ثقہ ہیں یہ ساتویں محدث ہیں۔ حافظ ابو الجہاج مزنی یوں رقمطراز ہیں۔ قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عنہ کان ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث اه (تہذیب الکمال) یہ آٹھویں محدث ہیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ ثقہ ہیں۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ قال صالح بن محمد حمزہ وخیب سمعت یحییٰ بن معین یقول ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث وروی احمد بن محمد بن محرز

عن ابن معین لا بأس بہ انتہی (تذہیب التہذیب) یہ نویں محدث ہیں جو ثقاہت
ابو حنیفہ کے قائل ہیں اور صالح بن محمد جریرہ و سوس اور محمد بن محمد بن محمد بن جریرہ یوں محدث
ہیں جو توثیق کو نقل کرتے ہیں اور کم از کم ذہبی کے لفظ حنیفہ اور صالح کے لفظ سمعنا
سے ایک تو اور سمعنا چاہتے تو بارہ محدث ہو جاتے ہیں جو ثقاہت ابو حنیفہ کے قائل
ہیں آنحضریوں چونکہ امام ابو حنیفہ کے بہت سے حاسد تھے اس لئے ان کی طرف بہت سی
ایسی باتیں منسوب کر دیا کرتے تھے جو عیوب کی صورت میں ہوتی تھیں اس بنا پر ممکن
ہے کہ علی بن المربین کے سامنے کسی حاسد نے کوئی جھوٹی بات کر دی ہو جس کی وجہ سے
یہ قول اُن سے صادر ہوا۔ جب تحقیق ہوتی تو فرما دیا کہ ابو حنیفہ ثقہ لا بأس بہ
ہیں یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ علی بن المربین کے استاذ اذاتذہ ہیں اور
شیخ الشیعہ ہیں اس بنا پر اور بھی تحقیق کی اُن کو ضرورت ہوتی ہوگی۔ ولا شک ایضاً
ان الامام ابو حنیفہ کان لہ حساد و کثیرون فی حیوۃ و بعد مماتہ السخ
(خدایات حسان) تو جو لوگ آپ سے بغض و حسد رکھتے ہیں اُن کا قول امام کے بارے
میں ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ وارقلنی، بیہقی، ابن عدی وغیرہ کو خاص تعصب امام سے
تھا اسی وجہ سے سختی کے الفاظ اُن سے شان امام میں سرزد ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہم
فرماتے اور مغفرت کرے آمین۔ اسی طرح حافظ ابن عبد البر نے بھی جامع العلم میں بیان
کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے حاسد کثرت سے تھے جو امام پر افترا پروازی کیا کرتے تھے
وکان ایضاً مع ہذا یحسد و ینسب الیہ ما لیس فیہ ویختلق علیہ ما لا
یلبق بہ (مفتوا ابی ہریرہ منہ ۱۰ و غیرت حسان) یہی وجہ تھی کہ تعداد ان فن حافظ ابن حجر اور
حافظ ذہبی ابو الجراح مزنی، صفی الدین خزرجمی، ابن حجر مکی، ابن عبد البر مغربی وغیرہم نے
اُن جبروح کی طرف قطعاً التائید نہیں کیا بلکہ ان کے جوابات شافیہ دے کر ان کو رد کر
دیا اور امام کی توثیق و امامت وغیرہ کے قائل ہو گئے۔ حافظ ابن عبد البر تیرہویں شخص ہیں
جو امام ابو حنیفہ کی ثقاہت کے قائل ہیں۔ علامہ محمد طاہر نے آپ کا ترجمہ بسط کے ساتھ
لکھا ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے امام ابو حنیفہ کا ضعیف ہونا ثابت

ہوتا ہو۔ فرماتے ہیں۔ ولقد ثبتنا الی شرح مناقبہ لا ملنا الخطب و لسنصل
الی الغرض فانہ کان عالماً عاملاً عابداً ورعاً تقیاً اماماً فی علوم الشریعۃ
وقد نسب الیہ من الأقوال ما یجمل قدرہ عنہا من خلق القولان والقدر
والدرجاء و فیہ من ذلک ولا حاجۃ الی ذکر قائلہا والظاہر انہ کان منزلاً فیہا
ویدل علیہ ما لیس اللہ لہ من الذکر المنتشر فی الأفاق و علمہ الطبق الارض
والاخذ بمذہبہ و فقہہ فلولہ لولیکن اللہ سرخفی فیہ لجامع لہ
شطر الاسلام او ما یقاربہ علی تقلیدہ حتی عیذ اللہ بفقہہ و حمل برایہ
الی یومنا ما یقارب اربع مائۃ و خمسین سنۃ و فیہ اول دلیل علی صحۃ
وقد جمع ابو جعفر الطحاوی و ہو من اکبر الأخذین بمذہبہ کتاب
سماء عقیدۃ الی حنیفۃ و ہی عقیدۃ اہل السنۃ و لیس فیہ شیء مما نسب
الیہ واصحابہ و اخبر بعالہ وقد ذکر ایضاً سبب قول من قال عنہ ولا
حاجۃ لنا الی ذکرہ فان مثل الی حنیفۃ و محلہ فی الاسلام لا یحتاج للعتذار
اد معترضین جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر امام صاحب کے مناقب ہم بیان کرنا شروع
کریں تو دفتر سیاہ ہو جائیں مگر اس کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ابو حنیفہ عالم، عامل،
عابد، پرہیزگار، متقی، علوم شریعت کے امام تھے۔ بعض امور کی اُن کی طرف نسبت کی گئی
لیکن ان کی شان اور مرتبہ ان سے پاکدامنی میں بالاتر ہے۔ ان امور کے قائلین کے
ذکر کرنے کی ہم کو حاجت نہیں یہ بات ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ کا دامن ان باتوں سے
پاک و منزه تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے ذکر غیر کو اطراف عالم
میں پھیلا دیا۔ اور ان کے علم نے دنیا کو گھیر لیا۔ اطراف عالم میں ان کے مذہب و فقہ پر عمل
ہو رہا ہے اگر خداوند تعالیٰ کو ان کے ساتھ کوئی تعلق رحمۃ و فضلانہ ہوتا جس کو ہم
نہیں سمجھ سکتے تو آج نصف اہل اسلام یا اس کے قریب ان کی تقلید کرتے حتیٰ کہ اُن
کے فقہ کے سبب سے خدا کی عبادت کی جائے گی اور ہمارے زمانہ تک ان کے اقوال
پر عمل ہو رہا ہے جو تقریباً ساڑھے چار سو سال ہوتے ہیں ان کے حق پر ہونے کی یہ پٹا

دلیل ہے امام طحاوی نے جو ان کے مذہب کے پیروکاروں میں بڑے متبحر ہیں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام عقیدہ ابی حنیفہ رکھا ہے۔ اس میں امام اور ان کے شاگردوں کے عقائد و اقوال و افعال بیان کئے ہیں جو اہل سنت و الجماعت کے عقائد ہیں اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو امام صاحب اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کی جاتی ہے و نیز اقوال کے وجوہ بھی بیان کئے ہیں جو امام کی طرف بھولے نسبت کئے گئے ہیں ہم کو اس پر ان کے ذکر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ امام ابو حنیفہ جیسے شخص کا جو مرتبہ اسلام میں ہے اس کو مذر کرنے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں اس عبارت سے تمام امور کا جواب ہو گیا۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علامہ محمد باقر جوہر جو شخص ہیں جو امام ابو حنیفہ کی تعریف کرتے اور ان کو اچھا سمجھتے ہیں جو یہ خیال کرے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا یا کسی قسم کی جرح کی ہے تو اس کا قول غلط اور بالکل غلط ہے۔ نویں جو نوکر علی بن مدینی نے قول مذکور میں کوئی ضعف کی وجہ نہیں بیان کی اور ذائق کے صاحبزادے اور صاحب المنہج نے کوئی سبب ضعف بیان کیا اس لئے یہ جرح مبہم و مجمل ہے جو بظاہر قابل اعتبار و اعتماد نہیں۔ جرح مقبول اور راوی میں عیب پیدا کرنے والی وہی ہوتی ہے جو منسوخ ہو۔ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں۔ بعد ان یوثق الراوی من جملة المذکورین قد یکون مبہما غیر مفسر و مقتضی قواعد الاصول عند اہلہ انہ لا یقبل الجرح الا مفسرا (شرح الامام باحدیث الکامم) لا یقبل الجرح الا مفسرا مبین السبب (نفوس شریح مسلوس) پس اس قول کا اعتبار نہیں۔ دسویں یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کے روایت و توثیق کرنے والے اور ثنا خواں ان حضرات سے زیادہ ہوں جو جرح کرنے والے ہیں تو جرح کرنے والے کا قول مد اعتبار سے خارج ہے۔ قال ابو عمر و یوسف بن عبد البر الذہبی رووا عن ابی حنیفہ و وثقوا و اشتوا علیہ اکثر من الدین تکلموا فیہ والدین تکلموا فیہ من اہل الحدیث اکثر ما علوا علیہ الاخرق فی الراوی والقیاس ای وقد متزلزلت لیس بعیب (دعوتہ الجواہر صفحہ ۱۰) غیرات حسان

فصل (تیسویں) اسی طرح امام ابو حنیفہ ہیں کہ ان سے روایت حدیث کرنے والے اور ان کے ثنا خواں اور توثیق کے قائل جابرین سے زیادہ ہیں لہذا ان کے مقابلہ میں بعض کے قول کا اعتبار ہی نہیں۔ نیز اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حافظ ابن عبد البر کے نزدیک بھی امام صاحب کی توثیق کے جو محدث قائل ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ لہذا مولف رسالہ کا یہ قول کہ آج تک جتنے محدث گزرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے سراسر کذب و افتراء ہے اور نقش بر آب ہے۔ ناظرین یہاں تک کہ قول علی بن مدینی کے متعلق گفتگو متھی اس جملہ تقریر سے تقریباً تمام رسالہ کی باتوں کا جواب ہو گیا۔ ہر ایک قول کو لے کر علیدہ علیحدہ جواب لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی اپنے نئے مہمان اور فخر زمانہ مولف رسالہ کی قابلیت کو طشت از بام کرنے کے واسطے اقوال نقل کر کے جوابات پیش کرتا ہوں۔ مثل ہے کہ بھولے کو اس کے گمزنک پہنچا دینا چاہیے تاکہ مولف کے دل میں کوئی ہوس باقی نہ رہے۔

قولہ۔ ایسے بہت سے اقوال ہیں ہم بالقرینہ ان کو کہاں تک لکھیں اقول صرف دو قول آپ نے پیش کئے۔ جن کی حقیقت یہاں تک معلوم ہوئی۔ کاش کہ آپ اور بھی اقوال نقل کر دیتے تو دنیا کو معلوم تو ہو جاتا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں اور آپ کی حقانیت عالم پر روشن ہو جاتی لیکن عسفی شناس مذکور اخطا یا نجاست۔

قولہ۔ صرف ہم ان محدثین کے نام مع حوالہ کتب جنہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے کہ دیتے ہیں دستاورد گنواہ اقول ۱۔

ناظرین! مولف رسالہ نے ایک سو گیارہ نام گناتے ہیں جن پر ان کو بڑا فخر ہے کہ ان حضرات نے ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے خیر اس ہم غنیمت ست۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ابو حنیفہ کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ہزاروں لاکھوں محدثین و علماء ہر قرن میں ہوتے چلے آئے ہیں۔ لیکن ان میں سے صرف ایک سو گیارہ ایسے ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہے اور باقی سب ان کی امامت اور ثقاہت عدالت

و غیر کے قائل ہیں۔ لہذا اگر ان حضرات کی جرح امام کے حق میں بالفرض ثابت ہو جاتے تو ان ہزاروں کے مقابلہ میں جو ثقاہت کے قائل ہیں کوئی وقت نہیں بکھتی اور اس سے امام صاحب کے دامن علوم و تربیت پر کسی قسم کا دھبہ نہیں آ سکتا۔ دوسرے مجھے جب پر جب اس لئے اور پیدا ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر جھوٹ بولنے پر ان کو اتنی جرأت کیوں ہو جاتی ہے۔ اسوۂ رسول کا تو یہ اثر ہے ہی نہیں کہ کوئی شخص عامل بالحدیث ہو کہ کذب و افتراء پر کمر باندھ لے اور اس کو دنیا کی لالچ اور عاقبت کے انجام کی پروا نہ ہو ما شاؤ کلا۔ تو میرے متولف رسالہ نے ایسا کیوں کیا اور روز بروز روشن میں عالم کی آنکھوں میں کیوں خاک ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا اس کو فہم نہیں نکل فرعون موسیٰ ع۔ تاثر نے واسلے قیامت کی نظر رکھتے ہیں مگر پیر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مخلوق خدا میں سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ دنیا کی ترکیب اسی پر واقع ہے ورنہ نظام عالم میں غرابی پیدا ہو۔ اسے فوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے۔ اس لئے ایسے حضرات کی بھی حرورت ہے کہ جھوٹ بول کر عوام کو بہکائیں مگر ہم غوث ہمارا خدا غرض۔

ہم گنتی وغور سندم عفاک اللہ عنک گنتی کلام مخمے زید لب لعل شکر فارا
اس لئے ہم تو متولف رسالہ کو دماغی دیتے رہیں گے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ چاند پر حقو کئے سے اپنے منہ پر حقو ک پڑتا ہے جس کو دنیا جانتی ہے۔ تیسرے ناخبرین متولف رسالہ نے اپنے رسالہ میں یہ قاعدہ برتا ہے کہ جس کسی نے اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ کا نام بھی لے لیا خواہ کہیں پر بھی ذکر کیا ہو اس وہ امام کی تضعیف کرنے والوں میں سے ہے۔ یہی سمجھ کر متولف رسالہ نے ایک سو گیارہ نام شمار کئے ہیں ایسی کہ تو قیں صرف متولف رسالہ سے ہی سرزد نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ہم نوا اور دوسرے بھی ایسے ہی کیا کرتے ہیں تو الولد سرلابید سے ہونا ہی چاہیے والشجۃ تنبئ عن الشجرة کا مصداق بنا ہی ضروری ہے مگر

نہ خزانے سے نہ توار ان سے باز و مرے آزماتے ہوتے ہیں

جو امور آپ کے پہلوں کو نہ معلوم ہوتے وہ آپ نے پورے کئے ع اگر ہرگز نہ ہو پس تمام کند۔ اب میں ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے نام ان حضرات کے جن کو متولف نے جارجین میں شمار کیا ہے پیش کرتا ہوں۔ جن سے متولف رسالہ کی دیانت داری اور علمیت معلوم ہو جاتے گی اور حقانیت و سچائی کا روز روشن کی طرح اظہار ہو جائے گا۔ ایک ابو داؤد سجستانی صاحب سن ہیں جن کو سخت ضعیف کہنے والوں میں سے متولف نے شمار کیا ہے مگر اس کی تغلیط حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں کر دی ہے ابو داؤد کا قول امام صاحب کے بارے میں یہ نقل کیا ہے وقال ابو داؤد ان اباحنیفۃ کان اماما ماہ ابو داؤد فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ شریعت کے امام تھے اب ناظرین پر انصاف ہے کہ وہ تو امام کی تعریف کر رہے ہیں اور متولف رسالہ کتا ہے کہ انہوں نے سخت ضعیف کہا ہے

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا بہیں تفاوت رہ از کجاست تابجا

کہتے کون سچا ہے ذہبی یا متولف رسالہ۔ ابو داؤد کے اس قول کو حافظ ابن عبد البر مالکی نے بھی اپنی کتاب العلم میں نقل کیا ہے اور وہ بھی سند کے ساتھ فرماتے ہیں حدیث عبد اللہ بن محمد بن یوسف حدیث ابن رحمون قال سمعت محمد بن بکر بن داسۃ یقول سمعت ابا داؤد سلیمان بن الذشت السجستانی یقول رحمہ اللہ مالک کان اماما رحمہ اللہ الشافعی کان اماما رحمہ اللہ اباحنیفۃ کان اماما (عقود الجواہر ص ۵) اگر امام ہونے کے معنی ضعیف ہونے کے ہیں تو بے شک متولف کا قول صحیح ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ متولف کا قول غلط ہے۔ دوسرے حافظ ابن حجر ہیں ان کے متعلق ماضی میں، میں بیان کر چکا ہوں کہ حافظ نے تہذیب التہذیب اور تہذیب میں کیوں بھی امام کی تضعیف نہیں کی بلکہ مقدمہ میں تردید کر چکے ہیں اور ان کے نزدیک امام ابو حنیفہ مسلم الثبوت ثقہ ہیں۔ چنانچہ تینوں کتابوں کی خدمت میں نقل کر چکا ہوں۔ تیسرے علی بن المدینی ہیں جن کے قول کے متعلق مفصل بحث گذر چکی ہے اور ابن حجر مکی شافعی کی خیرات حسان اثر تیسویں فصل سے نقل کر چکا

ہوں کہ امام ابو حنیفہ ثقتے ان میں کوئی عیب نہیں، چوتھے حافظ ابن عبد البر ہی ان کے اقوال بھی مختلف مقامات میں امام صاحب کے بارے میں منقول ہو چکے ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ ان کے نزدیک امام ابو حنیفہ ثقتے کتاب العلم میں خاص ایک باب اسی بحث میں انہوں نے لکھا ہے اور معتزین کے جوابات دے کر امام کی ثقاہت و عدالت، تقویٰ و پرہیزگاری، علم و فضل کو علی وجہ الکمال ثابت کیا ہے۔ اور اس کا شخص صاحب عقود الجواہر نے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ وہاں مطالعہ کرنا چاہیے۔ پانچویں یہ بھی معین ہیں ان کا قول ما تقدم من مختلف کتابوں سے نقل کر چکا ہوں کہ ان کے نزدیک امام صاحب حدیث میں ثقتے۔ چھٹے ابن حجر مکی ہیں۔ انہوں نے ایک مستقل کتاب امام صاحب کے مناقب میں لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقتے ہیں اور معتزین کے اعتراضات کا بالکلہ استیصال کر دیا۔ ان کی کتاب خیرات حسان سے میں چند عبارتیں نقل کر چکا ہوں۔ ساتویں شعبہ ہیں جن کے بارے میں خیرات حسان میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شعبہ کا اچھا خیال امام صاحب کے بارے میں تھا۔ قال الحسين بن علي الحلواني قال لي مشابله بن سوار كان شعبة حسن الراي في ابي حنيفة (معتز الجواہر) حافظ ابن حجر مکی نے خیرات حسان میں ابن عبد البر علی بن مدینی، یحییٰ بن معین اور شعبہ کا قول نقل کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ قال ابو عمر ويوسف بن عبد البر الذين روى عن ابي حنيفة ووثقوه واثموا عليه اكثر من الذين تكلموا فيه من اهل الحديث اكثرا ما يرواه عليه از غرق في الراي والقياس اى وقد مر ان ذلك ليس بعيب وقد قال الامام علي بن السديني ابو حنيفة روى عنه الشوري وابن المبارك وحماد بن زيد وهشام ووكيع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وجعفر بن العوام وهو ثقة لا باس به وكان شعبة حسن الراي فيه وقال يحمي بن معين اصحابنا يعزطون في ابي حنيفة واصحابه فقبل له اكان يكذب قال لا اءه اسي طرح صاحب عقود الجواہر نے یہ اقوال نقل کئے ہیں پس مولف رسالہ کا یہ کہنا کہ ان حضرات نے ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے غلط اور بالکل غلط

ہے، آخری تاج الدین سبکی ہیں جنہوں نے ابو حنیفہ کی توثیق کی ہے یعنی توثیق کے قائل ہیں۔ چنانچہ اپنے طبقات میں تفریح کی ہے اور جن لوگوں نے جرح کی ہے ان کے قول کو رد کر دیا بایں وجہ کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو جاتے، اور اس کی طاعات معاصی پر غالب ہوں اس کے مدح کرنے والے مذمت کرنے والوں پر زیادہ ہوں تو ایسے شخص کے بارے میں کسی کی جرح گو وہ مفسر ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ کوئی قریب ایسا بھی اس جگہ موجود ہو کہ یہ جرح کسی شخص مذہبی اور مناقشہ فیرو پر مبنی ہے۔ اس وجہ سے امام ابو حنیفہ کے متعلق سنیان ثوری کے قول کا اور امام مالک کے متعلق ابن ابی ذریب و دیگر کلام اور امام شافعی کے متعلق ابن معین کے قول کا اعتبار نہیں۔ ان کی عبارت یہ ہے۔ وفي طبقات شيخ الاسلام التاج السبكي الحذر كل الحذر ان تفهموا ان قاعدتهم الجرح مقدم على التعديل على الطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامته وهداه وكنز مادحو ولد جرحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره لويلتفت الى جرحه شو قال اى التاج السبكي بعد كلام طويل قد عرفت ان الجرح لا يقبل جرحه في حق من خلقت طاعاته على معاصيه ومادحو على ذاميه ومن كره على جرحيه اذا كانت هناك قرينة تشهد بان مثلها حامل على الوقعة فيه من تعصب مذهبي او مناقشة ديسوية وحينئذ فلا يلتفت بكلام الشوري في ابي حنيفة وابن ابى ذریب وغيره في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في احمد بن صالح ونحوه قال ولوا اهلنا نقد يسو الجرح لما سلوا احد من الاثمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون اهل الخيرات الحسن بن افرح لاحظ فراتيس ع الفضل ما شهدت به الاهداء. کمال یہ ہے کہ مخالف بھی تسلیم کر لیں کہ یہ بزرگی و فضیلت ہے۔ اب اسٹے علماء کو ان ایک سو گیارہ میں سے خارج کر دیں اور مولف رسالہ کو ان کی کوتاہ نظری اور افترا پر وادی کی داد دیں۔ ایک حافظ

ذہبی ہیں جن کے بارہ میں یہ زعم ہے کہ انہوں نے بھی سخت ضعیف کہا ہے اور میزان الاعتدال کا حوالہ دیا ہے۔ میزان کی عبارت کے متعلق تو بعد میں عرض کروں گا اگر اس کی امام ذہبی کی طرف نسبت کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں یا ان پر یوں ہی یا ر لوگوں نے ہاتھ صاف کر کے افتر کیا ہے۔ اصل میں حافظ ذہبی کی وہ عبارت جو انہوں نے امام صاحب کے مناقب میں تذکرۃ الحفاظ میں پیش کی ہے نقل کرتا ہوں اس عبارت کے ملاحظہ کے بعد فرما ہی ہر انصاف پسند اور ادنیٰ عقل والا یکبارہ اٹھے گا کہ میزان کی عبارت کی نسبت حافظ ذہبی کی طرف صحیح ہے یا نہیں۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ابو حنیفہ الامام ابو عیسیٰ بن عقیلہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی الکوفی مولدہ سنة ثمانین راخی النس بن مالک حلیہ مریۃ لما قدم علیہم انکوفۃ رواہ ابن سعد عن سیف بن جابر عن ابی حنیفہ انہ کان یقول وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الاعمش وسلمۃ بن کھیل . ابی جعفر محمد بن علی وقتادہ وعمرو بن دینار والی اسحق وخلق کثیر تفقہ بہ نضر بن ہذیل وداؤد الطائی والقاضی ابویوسف ومحمد بن الحسن واسد بن عمرو والحسن بن زیاد ونوح الجامع والی مطیع البلخی وعدۃ کان تفقہ بہ محمد بن ابی سلیمان وحلیہ وحدث عنہ وکیع ویزید بن ہارون وسعد بن البصل والی عاصم وعبد الرزاق وعبید اللہ بن موسیٰ ولبشر کثیر وکان اماما ورعا عالما متعبدا کثیر الشان لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتب قال ابن المبارک ابو حنیفۃ افقہ الناس وقال الشافعی الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ وروی احمد بن محمد بن القاسم عن یحییٰ بن معین قال لا بأس بہ ولو یکن متہما ولقد ضربہ یزید بن ہبیرۃ علی القضاۃ قال ان یکون قاضیا وقال ابو داؤد ان ابی حنیفۃ کان اماما وقال بشر بن الولید عن ابی یوسف قال کنت امشی مع ابی حنیفۃ فقال رجل لا یرہذا ابو حنیفۃ

لا ینام اللیل فقال واللہ لا یتحدث الناس عنی بمالوا ففعل فکان یحیی اللیل صلوة وادعاء وتضرعا قلت ومناقب هذا الامام قد افردتھا فی جزءہ کلامہ فیہا اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے تصریح نہایت ہوتی ہو اس عبارت سے کوئی تفسیر، ہٹ دھرم، ضدی بھی اپنے مطلب کے موافق پہنچ تان کر بھی نہیں نکال سکتا۔ فرماتے ہیں امام اعظم جن کو فقہ عراق کا لقب ملا ہوا ہے جن کا نام نعمان بن ثابت تھی کوئی ہے جن کی پیدائش مشہور میں ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کوثر میں کئی مرتبہ دیکھا جس کو ابن سعد نے سیف بن جابر سے روایت کیا ہے وہ امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام نے حدیث کی روایت عطاء، نافع عبد الرحمن اعرج، سلمۃ بن کھیل، ابی جعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابو اسحاق اور ایک جماعت محدثین سے کی ہے۔ فقی فقہ کو ابو حنیفہ سے زفر بن ہریر، داؤد طائی قاضی ابویوسف، محمد بن الحسن، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح جامع، ابو مطیع بلخی اور ایک جماعت نے حاصل کیا ہے۔ اور خود امام ابو حنیفہ نے فقہ کو حاد بن ابی سلیمان وغیرہ سے حاصل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن البصل، ابو عاصم عبد الرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ اور بہت سے محدثین نے کی ہے۔ ابو حنیفہ امام متقی، پرہیزگار، عالم، عامل، عبادت گزار، رفیع شان والے تھے۔ بادشاہوں کے ہدایا قبول نہیں کرتے خود تجارت اور کسب کرتے تھے اسی سے اپنی معیشت و زبوی کا انتظام کیا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مبارک (جو محدثین کے استاذ اور ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقہا میں فقیہ تر تھے۔ امام شافعی (جو امام محمد کے شاگرد اور صاحب مذہب مجتہد مطلق ہیں) فرماتے ہیں کہ فقیہ فقہ میں تمام فقہا ابو حنیفہ کی عیال اور خوشہ چین ہیں۔ امام بن محمد بن القاسم یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ لا باس بہ اور غیر متہم ہیں (ابن معین کی اصطلاح میں کمر لا باس بہ ثلثہ کے معنی اور مرتبہ میں ہے چنانچہ مالتقم میں گزر چکا ہے) یزید بن ہبیرہ والی نے آپ کو قضاہ کے قبول کرنے پر کویس بھی مارے لیکن قاضی ہونے سے انکار کر دیا۔ ابو داؤد سجستانی کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ

شریعت کے امام تھے۔ بشر بن الولید امام ابو یوسف سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام کی ہجرت میں ایک روز چل رہا تھا کہ اتفاق سے سر راہ دو شخص آپس میں گفتگو کرتے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے ابو حنیفہ کو دیکھ کر دوسرے سے کہا کہ جتنی یہی وہ ابو حنیفہ ہیں جو شب بھر سوتے ہی نہیں۔ جس وقت امام کے کان میں یہ آواز پڑی اسی وقت قسم کھا کر فرمایا کہ میری طرف لوگ ایسے امور کی نسبت کرتے ہیں جن کو میں نے کیا ہی نہیں۔ بخدا آج سے شب کو سونے کا ہی نہیں۔ اس روز سے امام صاحب تمام شب نماز۔ دعا۔ لاری میں گزار دیتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب ایک مستقل کتاب میں بیان کئے ہیں۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام ذہبی امام شافعی۔ ابن مبارک۔ احمد بن محمد بن قاسم۔ یحییٰ بن معین۔ ابو داؤد۔ بشر بن الولید۔ ابو یوسف۔ ابن سعد۔ سیف بن جعفر بھی امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اور مداح ہیں یہیں سے وہ قول مؤلف رسالہ کا صفحہ ہستی سے مٹ گیا جس میں یہ فرماتے ہیں کہ آج تک جس قدر محدثین گزرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے۔ ناظرین ضعیفوں کی یہ تعریف نہیں ہو اگر قیامتہ مذکورین نے کی ہے۔ علامہ ابن اثیر جزیری جامع الاصول میں فرماتے ہیں۔ ولو ذهب الی شرح مناقبہ وفصلانہ لا حلتنا الخطاب ولنوصل الی الغرض منها فانہ کان عالما قاضا من اہلنا عابدا ودعا تقیاً اما مناف علوم الشریعة من ضیاء۔ ناظرین ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں جو علامہ نے امام والا شان کے بارے میں استعمال کئے ہیں۔ اب اس سے زبردست اور ارفع تعریف میں اور کیا لفظ ہو سکتے ہیں جن میں جلال و صاف کو ذکر کر دیا ہے جس کے بعد معاند سے معاند کو بھی دم زدن کی مجال باقی نہیں رہتی۔ ایک ان ناموں میں سے سفیان ثوری کا بھی نام ہے اس کے دو جواب ہیں ایک وہ جو سبکی نے طبقات میں دیا جو ابھی گزر چکا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر مکی شافعی خیرات حسان میں سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ کان ثقتہ صدوقانی الحدیث والفقہ۔ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ حدیث و فقہ میں ثقہ اور پے تھے۔ اللہ کے دین پر مامون

تھے۔ کہتے اب سفیان کی تضعیف کہاں گئی۔ اب خیال تو فرمائیے کہ ایک سو گیارہ میں سے کتنے علماء ضعیف کئے والوں سے کم ہو گئے ع سنی شناس نہ مولبر اعطاء انجاست ناظرین یہاں پر اتنا اور معلوم کریں کہ لفظ ثقہ تبدیل کی اعلیٰ قسم میں سے شمار کیا جاتا ہے چنانچہ ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ کے صفحہ ۵۵ میں تصریح کی ہے۔ اما الفاظ التعديل فعلى مراتب الدولی قال ابن ابی حاتم اذا قيل للمواحد انه ثقة او متقن فهو ممن يحتاج بحديثه وقال الخطيب البوکر ارفع العبارات في احوال الرواة ان يقال حجة او ثقة او ملتقطا۔ ونیز میزان الاعتدال میں حافظ ذہبی نے اسی طرح تصریح کی ہے۔ ایک نام جارحین میں یحییٰ بن سعید القطان کا ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے۔ ناظرین امام صاحب کے بارہ میں یحییٰ یہ فرماتے ہیں بخدا ہم نے ابو حنیفہ سے اپنا قول کسی کا سنا ہی نہیں اور ہم تو ان کے اکثر اقوال پر عمل کرتے ہیں۔ عن ابن معین قال سمعت یحییٰ بن سعید القطان يقول لا تكذب على الله ما سمعنا احسن من راي ابی حنیفہ ولقد اخذنا باكثر اقواله وتهذيب الكمال وتهذيب التهذيب اور عمود الجواب صفحہ ۹ میں اس طرح نقل کیا ہے۔ وقال یحییٰ بن سعید ربما استحسننا الشيء من قول ابی حنیفہ فناخذ به قال یحییٰ وقد سمعت من ابی یوسف الجامع الصغیر فذكره الزدنی حدثنا محمد بن حرب سمعت علی بن المدینی فذكره من اوله الی آخره حرفا بحرف انتهى۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یحییٰ بن سعید امام ابو یوسف کے شاگرد بھی ہیں۔ غرض ان اقوال سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن سعید نے تعریف کی ہے نہ بُرائی۔ اگر کوئی مدعی ہے تو اس کو کسی معتبر کتاب سے یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کرنا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ سخت ضعیف ہیں۔ صرف نام ذکر کر لے سے کام نہیں چل سکتا۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ کے صفحہ ۲۸۰ میں یہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے وکان یحیی القطان یفتی بقول ابی حنیفہ العشاء اسی طرح دیکھ بن الجراح بھی امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے چنانچہ محمد بن الحسین الموصلی

نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ قال یحییٰ بن معین ما رأیت احدا قد مدح علی
وکیع وکان یفتی بواہ ابی حنیفہ وکان یحفظ حدیثہ کلمہ وکان قد سمع من
ابی حنیفہ حدیثا کثیرا (موقوفہ الجواہر ص ۷) ناظرین آپ کے خیال میں کیا یہ
بات آسکتی ہے کہ ایک شخص کی بڑائی بھی کی جائے اور پھر بڑا کہنے والا اسی کے اقوال
پر عمل بھی کرے اور اس کے قول کو مفتی پر بھی سمجھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ بزرگ مولف
رسالہ امام ابوحنیفہ کو یہ بھی ہی سجدہ بڑا بھی کہتے جاتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کے اقوال کو اچھا
بھی سمجھتے اور وقت فتوے ان ہی کی طرف رجوع کرتے اور ان ہی کے تلمیذ کے شاگرد
بھی بن جاتے ہیں ع اللہ تیری شان کے قربان جاسیتے۔ مولف رسالہ کو چاہتے کہ ذرا سوچ بچ
کر جواب دے مگر عہدے کے بخت تو سنے پی، ہی نہیں۔

فیصل بن عیاض فرماتے ہیں کان ابوحنیفہ فقیہا معروفا مشہورا بالورع
معروفا بالافضال علی الناس صبوراً علی تعلیبوا علیہ باللیل والنهار کثیر
الصمت قلیل الکلام حتی ترد علیہ مسئلۃ (تبیض المعینۃ) امام صاحب مشہور
فقیر تھے ان کی پرہیزگاری اور تقویٰ کا شہرہ تھا۔ ان کی بخشش لوگوں پر عام تھی۔ روز
و شب لوگوں پر تعلیم ان کا مذاق تھا اپنے نفس کو اسی کا عادی کر دیا تھا۔ زیادہ تر خاموشی
ان کا شعار تھا جب تک کوئی سوال ان سے نہ کیا جاتے کلام نہیں کرتے تھے۔ عن
ابراہیم بن عکرمۃ ما رأیت فی عصری کلمۃ عالما ورع ولا ازہد ولا اعبد
ولا اعلو من ابی حنیفہ۔ ابراہیم بن عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے تمام عمر کوئی ایسا عالم
نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ پرہیزگار۔ زاہد۔ عابد۔ عالم ہو۔ وعن علی بن عاصم
قال لو وزن عقل ابی حنیفہ بعقل اهل الارض لوزن بحسبہ علی بن عاصم کہتے ہیں
کہ اگر امام ابوحنیفہ کی عقل کا موازنہ دنیا والوں کی عقل سے کیا جائے تو امام ابوحنیفہ کی عقل
ان پر رائج ہو جائے گی اور وہ باعتبار عقل ان پر غالب رہیں گے۔ وعن وکیع قال
کان ابوحنیفہ عظیم الامانۃ وکان یوثر رضاء اللہ علی کل شیء ولواخذتہ
السیفوف فی اللہ لا حتملہا۔ وکیع بن الجراح کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ عظیم الامانۃ

تھے وہ ہر شے پر خداوند تعالیٰ کی رضا مندی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے
بارے میں ان پر تلواریں بھی چلنے لگیں تو ان کے زخموں کی برداشت کر لیتے۔ کیوں نہ
ہو آپ لا یخافون لومة لاشو کے مصداق تھے۔ وعن ابن داؤد قال اذا
ارعت الاشرار فسفیان واذا رعت تلك الدقائق قابو حنیفہ۔ ابن داؤد کا قول
ہے اگر تم کو آزار اور روایات کی ضرورت ہو تو سفیان کا واسن پکڑ لو اور فن حدیث و فقیر کے
و قاتق و نکات معلوم کرنا ہوں تو امام ابوحنیفہ کی صحبت اختیار کرو۔ وعن حید اللہ
بن المبارک قال لولا ان اللہ اهاننی بالی حنیفہ وسفیان الثوری لکننت
کسا ثیابا۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے
ذریعہ سے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا کہ کچھ نہ آتا۔ وعن محمد بن
بشر قال کننت اختف الی ابی حنیفہ وسفیان فاتی ابی حنیفہ فیقول لی من این
جئت فاقول من عند سفیان فیکول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمۃ
والا سود حصن الا حتاجا مثله والی سفیان فیکول من این جئت فاقول
من عند ابی حنیفہ فیکول لقد جئت من عند افقہ اهل الارض۔ محمد بن بشر
کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس آتا جاتا رہتا تھا جس وقت امام
صاحب کے پاس میں آؤں تو وہ مجھ سے دریافت فرماتے کہاں سے آ رہے ہو تو میں
جواب دیتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے آ رہا ہوں اس وقت امام فرماتے کہ تم ایسے
شخص کے پاس سے آ رہے ہو کہ اگر اس زمانہ میں علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اس جیسے
شخص کے محتاج ہوتے۔ اور جب سفیان کے پاس جاتا تو وہ دریافت کرتے کہاں سے
آ رہے ہو تو میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے آ رہا ہوں تو سفیان فرماتے کہ تم ایسے
شخص کے پاس سے آتے ہو جو روئے زمین کے لوگوں میں افقہ ہے۔ وعن یزید
بن ہارون قال اد رکت الناس فما رأیت احدا اعقل ولا ورع من
ابی حنیفہ۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا لیکن امام
ابوحنیفہ سے زیادہ عقل مند اور پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔ وعن اسماعیل بن محمد

الفارسی قال سمعت مکی بن ابراہیم و ذکوا با حنیفة فقال کان اعلو اهل
الارض في زمانہ اسماعیل بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے
سنا کہ امام ابو حنیفہ اپنے زمانہ کے علماء میں سب سے زیادہ علم والے تھے محمد
بن حلیس عن الحسن بن سلیمان انه قال لا يقوم الساعة حتى يظهر
قال علو اہل حنیفة۔ محمد بن حنفی عن حماد بن عمار عن یحییٰ بن
سعد قال میں نے کہا جب تک ابو حنیفہ کا علم ظاہر نہ ہو قیامت نہ آئے گی۔ حتیٰ
یظہر کے فاضل کی تفسیر انہوں نے علم ابو حنیفہ سے کی کہ اس سے امام ابو حنیفہ ہی کا علم
مراد ہے۔ عن محمد بن احمد البغوی قال سمعت مشاہد بن حکیم یقول
ما رأیت اعلو من اہل حنیفة۔ مشاہد بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے
بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ اما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فلقد کان یصا عابذا
زاهدا عارفا باللہ خافعا منہ مریدا و وجہ اللہ بعلمہ الخ (احیاء العلوم) امام غزالی
فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ بھی ماہر زاہد اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اللہ سے
ڈرنے والے اپنے علم سے اللہ کی خوشنودی اور رضا مندی طلب کرنے والے تھے۔ ناظرین
مؤلف رسالہ نے جارجین امام ابو حنیفہ میں امام غزالی کو بھی شمار کیا ہے۔ احیاء العلوم میں
تو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی اور ثناء و صفت اور ان کا علم۔ زہد تقویٰ و غیر اوصاف
جمیل بیان کئے ہیں لیکن مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ امام غزالی نے بھی ان کو ضعیف
کہا ہے۔ مجب پر مجب ہے۔ وقال احمد بن حنبل فی حقه انه من العلو
والورع والزهد وایشاد الدار الآخرة بمحل لا یدرکہ احد (خیرات حسان)
امام صاحب کے بارہ میں امام احمد فرماتے ہیں کہ علم، پرہیزگاری، زہد اور ایثار آخرت
کے ایسے مرتبہ پر امام ابو حنیفہ تھے جن کو کوئی حاصل نہیں کر سکا۔ ناظرین یہ وہی امام
احمد ہیں جو بقول مؤلف رسالہ بڑا کہنے والوں میں شمار ہیں۔ کان عالما حاملا زاهدا
ورعا فقیہا کثیر الخشوع و اشو التضرع الى اللہ الخ (تاریخ ابن خلکان)
امام ابو حنیفہ عالم، عامل، زاہد، متقی، پرہیزگار، کثیر الخشوع۔ دائم التضرع تھے۔ مولانا

فرماتے ہیں :-

بالتضرع ہاش تاسا و اش شوی مگر یہ کن تاجہ و ہاں خداں شوی

قال یحییٰ بن معین القراءة قراءة حمزة والفقہ فقہ ابی حنیفة علی
هذا و رکت الناس (تاریخ ابن خلدون جلد ثالث) ابن معین فرماتے ہیں کہ اصل
قرأت تو حمزہ کی اور اصل فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر میں نے لوگوں کو عامل دیکھا اور اسی
راہ مستقیم پر چل رہی ہیں قال ابو عاصم هو واللہ عندی الفقہ من ابن جریج
ما رأت عینی رجلا اشدد اقتدا علی الفقہ منہ (خیرات حسان) ابو عاصم کہتے
ہیں محمد ابو حنیفہ ابن جریج سے افقہ ہیں۔ میری آنکھوں نے فقہ پر اتنی قدرت رکھنے
والا آدمی نہیں دیکھا۔ هذا اصل ضعیف یعتمد علیہ فی البشارة بابی حنیفة
والفضيلة التامة (تبیس الصنیفة) یہ حدیث اصل صحیح ہے جس پر اعتماد کیا
جاسکتا ہے۔ اس میں امام کے لئے فضیلت کا مل اور ثبات تام ہے۔ امام سیوطی اس
حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے جو
مسلم شریف کے صفحہ ۳۱۲ میں ہے لو کان الدین عند النبی یا الحدیث کہ اگر دین ثریا
پر ہو گا تو ایک شخص اہل فارس کا اس کو حاصل کر لے گا۔ چونکہ امام ابو حنیفہ فارسی النسل ہیں
اور آپ کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا اس مرتبہ کا نہیں تھا۔ اس لئے علامہ نے
اس حدیث کا مصداق ابو حنیفہ کو ہی قرار دیا کہ امام کے واسطے اس حدیث میں اعلیٰ درجہ
کی خوشخبری اور ثبات ہے اور یہ حدیث امام پر منطبق ہے۔ علامہ محمد بن یوسف دمشقی
شافعی شاگرد امام جلال الدین سیوطی کے حاشیہ علی المواب میں فرماتے ہیں۔ وما
جزم بہ شیخنا من انابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاہر یہ مشک
فیہ لا یشک سبل من اسما فارس فی العلو مبلغة احذہ کہ جو اعتقاد ہمارے
شیخ کا ہے کہ اس حدیث سے ابو حنیفہ ہی مراد ہیں اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ
اہل فارس میں سے سوائے امام ابو حنیفہ کے اور کوئی بھی علم کے اس مرتبہ کو نہیں پہنچا
امام ابو حنیفہ پر ہی یہ حدیث منطبق ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری و طبرانی وغیرہ نے بھی

بالنسخ مختلف روایت کیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے امام صاحب کے مناقب میں تبیین الصیغہ تصنیف کی ہے۔ اس میں کوئی لفظ سیوطی کا ایسا نہیں ہے جس سے امام ابو حنیفہ کی تصنیف ثابت ہوتی ہو۔ متولف رسالہ کا سیوطی پر اتنا مہم ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے اگر کوئی مرد میدان ہے تو ثابت کر دکھائے ع یہی گو ہے یہی میدان ہے آتے کوئی۔ علامہ ابو جعفر اللہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ شافعی نے اکناف فی اسرار رجال المشکوۃ میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے من اراد ان یتبعی فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفۃ اہ جو شخص فقر میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابو حنیفہ کی عیال ہے روى البیہقانی قال اخبسنا ابو العباس بن حمدون لفظا قال حد ثنا محمد بن الصباح قال سمعت الشافعی محمد بن ادریس یقول قیل لمانک هل رأیت ابا حنیفۃ قال نعم رأیت رجلا لکلمک فی هذه الساریۃ ان یجعلها ذہبا لکام بحجۃ وفی روایۃ اخوی ماذا اقول فی رجل لو ناظرنی فی ان نصف هذا العمود من ذهب ونصف من فضۃ لکام بحجۃ اہ وحقود الجواهر ص ۱۰۰ اکمال رجال المشکوۃ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ امام مالک نے امام صاحب کی قوت استدلال اور تبحر علمی کو کس شد و مد سے بیان فرمایا ہے۔ اگر کسی کی ہمت ہو تو امام مالک اور امام شافعی کا وہ قول جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے مع سند صحیح کے کتب معتبرہ سے نقل کرے ورنہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے قال الحکمر بن ہشام حدثت بالشام عن ابی حنیفۃ انه کان من اعظم الناس امانۃ و اراده السلطان علی ان یتولی مفاتیح خزائنه او یضرب ظہرہ فاختر عذ ابہو علی عذاب اللہ اہ (اکمال) حکم بن ہشام فرماتے ہیں کہ شام میں مجھ سے بیان کیا گیا کہ امام ابو حنیفہ لوگوں میں بہت بڑے امانت دار ہیں بادشاہ وقت نے ارادہ کیا کہ اپنے خزانہ کی کنجیاں ان کے سپرد کر دے اگر وہ قبول کر لیا تو بہتر ہے ورنہ ان کو مار کر یہ کام کرنا چاہیے تو امام صاحب نے آخرت کے عذاب پر دنیا کے عذاب کو ترجیح دی اور تکلیف برداشت کی لیکن بادشاہ کے غرہ نچی نہ ہوتے اور

خدا کے عذاب سے اس طرح سے بچے۔ والغرض بایراد فکروہ فی هذا الکتاب وان لسنو ومنہ حدیثا فی المشکوۃ للتبرک بہ لعلو مرتبۃ وفور علمہ اہ (اکمال) ابو جعفر اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی کتاب میں ہم نے امام ابو حنیفہ کا جو ذکر کیا ہے مقصد صرف ان کے ذکر سے برکت حاصل کرنا ہے گو مشکوۃ میں امام ابو حنیفہ سے کوئی روایت نہیں کی گئی لیکن چونکہ وہ بڑے مرتبہ والے اور زیادہ علم والے ہیں اس لئے تبرک ان کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ حاسدین اس قول کو دیکھیں اور آتش حسد میں جل کر خاک ہو جائیں۔ وقد سالہ الذوزاعی عن مسائل واراد البحث معہ بوسائل فاجاب علی وجہ الصواب فقال لہ الذوزاعی من این هذا الجواب فقال من الاحادیث التي رویتموها ومن الاخبار والاثار التي نقلتموها وبین لہ وجہ دلالتہا وطریق استنباطہا فانصف الذوزاعی ولسو یتعسف فقال نحن العطاردون وانتم اولاد طباء (مرقات ص ۲۴) ایک مرتبہ امام اوزاعی نے مباحثہ کے قصہ سے امام ابو حنیفہ سے چند مسائل دریافت کئے۔ امام صاحب نے ان کے شافی و صحیح جواب دیئے امام اوزاعی نے فرمایا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے حاصل کیا۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ میں نے ان ہی احادیث و روایات اور اخبار و آثار سے استنباط کیا ہے جو تم نے روایت کی ہیں۔ اس کے بعد امام صاحب نے ان نصوص کے وجہ دلالت اور ان سے استنباط کے طریقوں کو بیان کیا جس کو سن کر امام اوزاعی کو اقرار کرنا پڑا کہ بے شک ہم عطارد اور آپ لوگ اطباء ہیں۔ اس کو انصاف کہا جاتا ہے کہ جو واقعی بات ہو اس کو تسلیم کر لیا اور راہ تصف اختیار نہ کی۔ ایک مرتبہ میافارقین میں بھی امام اوزاعی نے امام صاحب سے رنج یدین فی الصلوۃ کے بارے میں مناظرہ کیا تھا جس کا جواب امام صاحب نے ایسا دیا تھا کہ امام اوزاعی خاموش ہو گئے جس کو حافظ ابن ہمام نے فتح القدر میں نقل کیا ہے وقال جعفر بن الریمع اقممت علی ابی حنیفۃ خمس سنین فمارأیت اطول صمتا منه فاذا سئل عن شئی من الفقه سال کالوادعی اہ (مرقات شجر مشکوۃ ص ۲۶) جعفر بن ریمع کہتے ہیں میں پانچ سال تک ابو حنیفہ کی خدمت میں رہا میں

نے اُن سے زیادہ خاموش رہنے والا شخص کوئی نہیں دیکھا لیکن جس وقت اُن سے کسی فقہی مسئلہ کے متعلق سوال کیا جاتا تھا تو وہ اوی کی طرح ہر پڑھتے تھے قال یعنی بن ایوب الوازی کان ابو حنیفہ لا ینسلم فی اللیل (مقات) یعنی بن ایوب کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ شب بھر سوئے نہ تھے۔ وقال نصر بن شمیل کان الناس یناموا عن الفقہ حتی یقفلوا ابو حنیفہ بما فتقہ و بینہ (مقات) نصر بن شمیل کہتے ہیں تمام لوگ غصہ سے غافل اور خواب میں تھے امام ابو حنیفہ نے ان کو بیدار کر دیا وقال ابن حنیفہ ما قدم مکة فی وقتنا رجل اکثر سؤالا منه (مقات) ابن حنیفہ کہتے ہیں ہمارے مکہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص مکہ میں نہیں آیا جو ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھتا ہو۔ وقد تقول بعض المتعصبین ان منہم من کان قلیل البضاعة فی الحدیث ولا سبیل الی هذا المعتقد فی کبار الائمة لانت السریة انما توخذ من الکتاب والسنة ذالی ان قال، والا امام ابو حنیفہ انما قلت روایتہ لما شدد فی مشوط الروایة والتحمل وضعف روایتہ الحدیث الیقینی اذا عارضها الفعل النفسی وقلت من اجل ذلک روایتہ فقل حدیثہ لا انه ترک روایتہ الحدیث عمدا فعاثہ من ذلک ویدل علی انه من کبار المجتہدین فی الحدیث اعتماد مذہبہ فیما بینہم والتعویل حلیہ واعتبارہ رد اوقبول البی (تاریخ ابن خلدون) بعض متعصبین نے یہ یکو اس کی ہے کہ بعض ان ائمہ میں سے حدیث میں کم پوری دالے تھے لیکن یہ خیال کبار ائمہ کے ہار سے میں بالکل غلط ہے کیونکہ شریعت کا مدار قرآن و حدیث پر ہے دالی ان قال، اور امام ابو حنیفہ کی روایات کے کم ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شرط روایات اور تحمل روایات اور ضعف روایات حدیث میں بہت سختی سے کام لیا اور اس کی صحت میں بہت ہی سخت شرطیں لگاتی ہیں اس بنا پر ان کی روایت حدیث کم ہے یہ بات نہیں ہے کہ انہوں نے قسدا روایت حدیث ترک کر دی حاشا وکلا۔ ان کے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے پر یہ واضح دلیل ہے کہ علماء میں ان کے مذہب

کا اعتبار و اعتماد رد اوقبول ہوتا ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ روایات حدیث میں بہت ہی احتیاط سے کام لیتے تھے اور سخت شرطیں لگا رکھی تھیں جو تقویٰ اور ورع کی ظاہر دلیل ہے وہ توجہ تہدین فی الحدیث سے کبار مجتہدین میں داخل تھے اسی وجہ سے حافظین حدیث میں مخالفین نے بھی اُن کو شمار کیا ہے۔ چنانچہ ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ سے ظاہر ہے کہ متعصبین اور معاندین نے اس سے اپنی ظاہری آنکھیں بند کر لی ہے۔ لیکن حق ہمیشہ ظاہر ہی ہو کر رہتا ہے۔ اور اگر قلت روایت حجب شمار کیا جانے لگے تو میر سب سے پہلے ابو بکر صدیق پر طعن کرنا چاہیے کہ ان کی روایات حدیث باعتبار باقی صحابہ کے بہت ہی کم ہیں۔ چنانچہ ناظرین کتب احادیث پر غنی نہیں تاریخ ابن خلدون کے بعض نسخوں میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کو سترو حدیثیں پہنچی تھیں اور اس قول کو نواب صدیق حسن خاں نے اپنی کتاب حط میں نقل کیا اور وہیں سے اور غیر مقلدین نقل کر کے امام صاحب پر طعن کرتے ہیں۔ لیکن یہ قول کئی وجوہ سے غلط ہے۔ اول اگر یہی تسلیم کر لیا جائے کہ واقعہ میں ابن خلدون سے اس میں غلطی نہیں جوتی تو ضرور یہ غلطی چھاپنے والے اور مطبع والوں اور کاتبین کتاب تاریخ کی ہے کیونکہ یہ قول علما نے ثقات کے اقوال کے صریح مخالف ہے جنہوں نے امام صاحب کی روایات کی تعداد بیان کی ہے جو اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔ امام زرقانی وغیرہ نے چند اقوال امام صاحب کی روایات میں نقل کئے ہیں ان میں قول مذکور نہیں ہے ورنہ ضرور ذکر کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول غلط ہے۔ دوسرے ابن خلدون ہمو تاریخ میں کمال رکھتے تھے اور ان کو امور شرعیہ میں اتنی دستگاہ دہتی چنانچہ سخاوی وغیرہ نے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے لہذا ایسے امور میں ابن خلدون کا قول معتبر نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قول ائمہ اثبات کے اقوال کے مخالف ہو۔ کیونکہ جس شخص کو امور شرعیہ میں ہمارت نہ ہو وہ ائمہ کبار کے مراتب پر مطلع نہیں ہو سکتا تیسرے ابن خلدون نے اس قول کو کھر لیا ہے تعبیر کیا ہے جو ضعف اور عدم یقین پر دل ہے۔ لہذا اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ خود مورخ کو ہی جہم نہیں تو دوسرا کیا جہم کر

سکتا ہے چوتھے امور تاریخ اور حکایات منقولہ کی جانچ پڑتال کرنی ضروری ہے جو امور اور حکایات دلائل قطعیہ و نقلیہ کے قطعی مخالف ہوں وہ اہل عقل و درار باب علم کے نزدیک یقیناً مردود ہیں کہیں ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ پس یہ قول کہ روایات امام سترہ ہیں دلائل قطعیہ اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے جس نے امام محمد صاحب اور امام ابو یوسف صاحب وغیرہ کی تصانیف دیکھی ہیں وہ کبھی بھی اس قول کو باور نہیں کر سکتا کہ امام ابو حنیفہ کی سترہ روایتیں ہیں۔ مولا امام محمد کتاب آثار کتاب الصحیح سیر کبیر کتاب الخراج امام ابو یوسف کی یہ ایسی کتابیں ہیں جو آج ملبوع ہیں۔ ان میں سینکڑوں روایتیں امام ابو حنیفہ سے مروی ہیں۔ چہرے قول کہ ان کی سترہ حدیثیں ہیں قطعاً غلط ہے۔ علاوہ ازیں اس نے مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبد الرزاق تصانیف دارقطنی تصانیف حاکم تصانیف بیہقی اور تصانیف امام حماد کی کو انھیں کھول کر دیکھا ہو گا وہ قول مذکور کو یقینی غلط اور باطل کہے گا۔ پھر ستم یہ ہے کہ مخالف و موافق سب ہی امام ابو حنیفہ کو کبار مجتہدین میں سے سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مجتہد کے واسطے سترہ حدیثیں کسی طرح بھی کفایت نہیں کر سکتی ہیں تو لامحالہ قول مذکور باطل و مردود ہے پس نواب صدیق حسن خاں نے جو قول نقل کیا ہے غلط ہے۔ تعجب تر یہ ہے کہ ایک شخص عالم ہو کر ایسے اقوال مردودہ اپنی کتابوں میں نقل کرے اور ان پر کسی قسم کی جرح و قدرح ذکر نہ کرے اور خاموش چلا جائے اس کی شان ہے بسا بعید ہے۔ جہاں جہاں نواب صاحب نے امام صاحب کے حالات اپنی کتابوں میں بیان کئے ہیں مثلاً حط فی اصول الصحاح الستہ اتحاف النبلاء التاج المکمل۔ ابجد العلوم وغیرہ سب میں اسی ردش کو اختیار کیا ہوا ہے۔ بلکہ ان کتابوں کو نظر غور سے دیکھا جائے تو امام صاحب کے تراجم میں ان کے اقوال متضاد اور متعارض نظر آئیں گے۔ لہذا ایسی کتابوں کی علامہ کو تنقید کرنی ضروری ہے تاکہ عوام گمراہی کے گڑھے میں نہ گر پڑیں۔ ابن جوزی کے متعلق ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تساہل اور تشدد فی الجرح میں ضرب المثل ہیں۔ لہذا ان کی جرح خصوصاً امام صاحب کے بارے میں مردود ہے اسی بنا پر بعض ابن الجوزی نے ان پر استعجاب ظاہر کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ لیس العجب من الخطیب بانہ یطعن

فی جماعۃ من العلماء وانما العجب من المجذ کيف سلک اسلوبہ وجاہ بما هو اعظم منه (مرآة الزمان) خطیب پر تو کوئی تعجب نہیں آتا کیونکہ علماء پر طعن کرنے کی ان کی عادت ہے۔ زیادہ تر تعجب تو ناانجان سے ہے کہ انہوں نے خطیب کا کیوں طریقہ اختیار کیا۔ بلکہ طعن کرنے میں ان سے بھی چند قدم آگے بڑھ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطیب اور ابن جوزی نے جو جرح کی ہے وہ قابل اعتبار نہیں اسی بنا پر بعض علماء نے السہم المصیب فی کبد الخطیب کتاب لکھی جس میں خطیب کی تمام جرح کا جواب دیا ہے۔ نیز ائمہ نے تصریح کی ہے کہ خطیب کی روایات جو امام کی جرح میں نقل کی ہیں باعتبار سند ثابت نہیں غیر معتبر ہیں۔ چنانچہ خیرات حسان میں مصرح ہے۔ علاوہ ازیں خطیب بغدادی کو امام احمد اور امام ابو حنیفہ سے خاص بغض تھا اس وجہ سے اور بھی ایسے امور زبردستی جمع کرتے تھے جو محل طعن ہوں گو واقع میں کوئی ان کی حقیقت و وقعت نہ ہوتی تھی۔ لیکن عوام کو دھوکہ دینے والے سے ان کو کام تھا ابن جوزی کی طرح سنائی۔ جو زقانی۔ مجدالدین فیروز آبادی۔ ابن تیمیہ۔ ابوالحسن بن العطلان وغیرہ بھی تشدد فی الجرح میں مشہور ہیں۔ لہذا بغیر تحقیق کے ہوتے ان کے اقوال مقبول نہیں ہو سکے۔ خطیب کے بعد جتنے بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے سب نے ہی خطیب کی تقلید کی اور کسی نے بھی تنقید و تحقیق سے کام نہ لیا اور کبھی پر مکی مارنے رہے۔ دارقطنی وغیرہ متعصبین میں محدود ہیں ان کی جرح کا بھی اعتبار نہیں۔ حافظ عینی نے بخاری کی شرح عمدۃ القاری اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں دارقطنی اور ابی العطلان کی جرح کا جواب دیا ہے من این له تضعیف ابی حنیفہ و هو مستحق التضعیف فانه روی فی مسندہ احادیث مسقیمہ و معلولہ و مشکوۃ غریبہ و موضوعۃ (ہدایہ شرح ہدایہ) کہ امام ابو حنیفہ کی تضعیف کا دارقطنی کو حق ہی کیا ہے بلکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے سنی میں مفکر معلول۔ سقیم موضوع حدیثیں روایت کی ہیں۔ قلت لو تأدب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ بھذہ اللفظۃ فی حق ابی حنیفہ فانه امام طبق علمہ الشرق والغرب ولما سئل ابن معین

عندہ فقال ثقة مامون ما سمعت احدا ضعفه هذا مشعبة بن الحجاج
يكتب اليه ان يحدث وشعبة مشعبة وقال ايضا كان ابو حنيفة ثقة من
اهل الدين والصدق ولو يتهووا بالكذب وكان مامونا على دين الله
صدوقا في الحديث واثنى عليه جماعة من ائمة الكبار مثل عبد الله
بن المبارك واعد من اصحابه وسفيان بن عيينة وسفيان الثوري و
حماد بن زيد وعبد الرزاق ووكيع وكان يفتي براه والائمة الثلاثة مالك
والشافعي واحمد واخرون كثيرون وقد ظهر لك من هذا تعامل
الدارقطني عليه وتعبه الفاسد وليس له مقدار بالنسبة الى هؤلاء
حتى يتكلموا في امام متقدم على هؤلاء في الدين والتقوى والعلوم
وبتضعيفه اياه يستحق هو التضعيف افلا يرضى بسكوت اصحابه
عند وقد روى في سننه احاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة و
خریبة وموضوعة ولقد روى احاديث ضعيفة في كتابه الجهر
بالسئلة واحتج بها مع علمه بذلك حتى ان بعضهم استخلفه على
ذلك فقال ليس فيه حديث صحيح ولقد صدق القائل حسد والفتی
اذ لو ينالوا سلوة والقوم اعداء له وخصوم ردة القاري هذا مثله اگر دارقطني
کو کچھ حیا اور ادب ہو تا تو امام ابو حنیفہ کی شان میں اپنی زبان سے اس لفظ کو نہ نکالتے
کیونکہ ابو حنیفہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق و مغرب کو محیط ہو رہا ہے جس وقت ابن
میعین سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا ائمہ اور مامون ہیں
میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہو یہ شعبة بن الحجاج ہیں کہ
امام ابو حنیفہ کو فراموش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے
اور شعبہ جیسے کچھ زبردست محدث ہیں ان کو کون نہیں جانتا اور بھی انھیں کا قول ہے کہ
امام ابو حنیفہ ثقہ اور اہل دین اور اہل صدق میں سے ہیں کذب کے ساتھ متہم نہیں ہیں
دین پر مامون ہیں حدیث میں صادق ہیں اور بڑے بڑے ائمہ نے ان کی تعریف اور

ثناء و سنت کی ہے جیسے عبد اللہ بن مبارک کہ یہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں
ہیں سفيان بن عيينة سفيان ثوري حماد بن زيد عبد الرزاق ووكيع جو امام صاحب
کے قول پر فتویٰ بھی دیتے تھے امام مالک امام شافعی امام احمد اور بہت سے بڑے
بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے اسی سے دارقطني کا تعصب فاسد اور
تخالف کا سد ظاہر ہو گیا ان کی کوئی استی ان ائمہ کبار کے مقابلہ میں نہیں جنہوں نے
امام ابو حنیفہ کی تعریف کی ہے تاکہ ایسے امام کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین و فتویٰ
اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے امام ابو حنیفہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطني
تضعیف کے مستحق ہیں کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں اور پھر خود اپنے
سنن میں یقین حدیثیں اور معلول منکر غریب موضوع روایات روایت کی ہیں وغیرہ کتاب البحر
بالسئلہ میں احادیث ضعیفہ باوجودیکہ ان کو علم ان کے ضعیف ہونے کا تھا روایت کیں اور
اپنے مذہب پر ان سے استدلال کیا حتیٰ کہ بعض علماء نے قم کھلائی تو اقرار کیا کہ اس کتاب
میں کوئی حدیث صحیح نہیں تاخرین یہ حال جرح کرنے والوں کا ہے۔ واما قول ابن
القطان وعلته ضعف ابی حنيفة فاساءة ادب وقلة حياء منه فان مثل
الامام الثوري وابن المبارك واضرا بهما وثقوه واثنوا عليه خير افما مقدار
من يضعفه عند هؤلاء الاعلام (نمایہ شرح جلد ۲ بحث اہادۃ ارض مکہ) لیکن ابن القطان
کا قول کہ یہ حدیث ابو حنیفہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے معلول ہے بے ادبی اور حیاتی
ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ کی توثیق اور مدح امام ثوری اور ابن المبارک جیسے ائمہ نے کی ہے لہذا
ان کی کوئی وقعت ان اعلام کے مقابلہ میں نہیں ہے تاکہ تضعیف میں ابن القطان کا قول
مستبر ہو۔ وبعض الجرح صدر من المتأخرين المتعصبين كالدارقطني و
ابن عدي وغيرهما ممن يشهد القرائن الجلية بانہ فی هذا الجرح
من المتعصبين والتعصب امر لا يخلو منه البشر الا من حفظه خالق
القوى والقدرة وقد تقران مثل ذلك خير مقبول من قائله بل هو موجب
لجرح نفسه اه لا تعليق الحمد ۳۳ بعض جروح متأخرین متعصبین سے صادر ہوتی ہیں

جیسے دارقطنی۔ ابن عدی وغیرہ جی پر قرائن طیبہ شاہد ہیں کہ یہ لوگ اس جرح پر تصف و نصب کے پابند ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ تعصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے اور یہ اپنے عمل پر محقق ہو چکا ہے کہ تعصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے لہذا دارقطنی۔ ابن عدی۔ ابن جوزی خطیب وغیرہ سب کے سب خود مجروح ہیں۔ ان کی جرح امام صاحب کے بارے میں ہرگز مقبول نہیں ولا عبوة لكلام بعض المتعصبين في حق الامام ولا بقوله هو انه من جملة اهل الراي بل كلام من يطمع في هذا الامام عند المحققين يشبه الهذيانا اذ (میرزا کبری الشیرازی مثلاً) امام ابوحنیفہ کے حق میں بعض متعصبین کے کلام کا اعتبار نہیں اور نہ ان کے اس قول کا اعتبار ہے کہ وہ اہل راستے میں سے تھے بلکہ جو شخص امام ابوحنیفہ پر طعن کرتا ہے۔ محققین کے نزدیک اس کا کلام بکواس کے مشابہ ہے اس کی کوئی وقعت نہیں۔ ناظرین خیال کریں کہ شیخ عبد الواب شحرانی مذہب کے شافعی ہیں وہ امام صاحب کی تعریف کر رہے ہیں اور جو لوگ امام صاحب میں کلام کرتے ہیں بے ہودہ بکواس فرماتے ہیں۔ بے شک فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔ فانه لا اعتداد بقول المتعصب كما قدح الدارقطني في الامام ابی حنیفہ بانه ضعیف في الحديث اه رشرح مسلم النہج متعصب کے قول کا اعتبار نہیں۔ چنانچہ دارقطنی نے امام ابوحنیفہ میں تدرج کیا اور یوں کہہ دیا کہ وہ حدیث میں ضعیف تھے۔ کیونکہ یہ متعصب ہیں لہذا ان کے بارے میں ان کا قول معتبر نہیں۔ ومن ثمه لو يقبل جرح الجارحين في الامام ابی حنیفہ حیث جرحه بعضهم بكثرة القياس وبعضهم بقله معرفة العربية وبعضهم بقله رواية الحديث فانه هذا كله جرح بما لايجرح الراوي اه مقدمه فخر ابادي ناظرین یہ عبارت حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہے جو پہلے میں ایک مقام پر منقول ہو چکی ہے جو شاہد عادل ہے کہ حافظ کے نزدیک امام صاحب مجروح نہیں بلکہ ثقہ ہیں۔ اسی بنا پر جن لوگوں نے جرح کی ان کے قول کو ابن حجر نے رد کر دیا چنانچہ عبارت بالا شاہد ہے۔ وراية

کے مشابہہ پر جو عبارت لکھی ہوئی ہے جس کو مؤلف رسالہ نے نقل کیا ہے جو ابتدا میں گزر چکی ہے۔ وہ کسی متعصب کی لکھی ہوئی ہے۔ جو مؤلف رسالہ ہی کے بھائی ہند ہوں گے جو اپنے آپ کو ابوالکارم سے تعبیر کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے درایم حدیث من کان له امام کے تحت میں صرف دارقطنی کا قول نقل کیا ہے جو انہوں نے حسن بن عمارہ اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں کہا تھا۔ خود حافظ ابن حجر نے کہیں بھی ضعیف نہیں کہا۔ کوئی عبارت ان کی اس کے ثبوت میں کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا اتنی بات ضرور ہے کہ حافظ ابن حجر کے قلم سے یہاں پر نفرتش ہو گئی اور خاموش چلے گئے اور یہ اسی بنا پر خاموشی کی نسبت میں ان کی طرف کر رہا ہوں کہ ان کی دوسری تصانیف اور ان کے اقوال اس کی تردید کرتے ہیں۔ پس اس سے کوئی عاقل کہیں اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ حافظ ابن حجر کے نزدیک ضعیف ہیں۔ ابوالکارم نے حاشیہ پر صاحب المنظم کا جو قول نقل کیا ہے کہ ابوحنیفہ حافظ نہیں۔ مضطرب الحدیث ذاہب الحدیث ہیں۔ اول اس کو یہ معنی بن معین اور علی بن المدینی اور سفیان ثوری اور شعبہ بن الحجاج اور عبد اللہ ابن المبارک اور حافظ ابن عبد البر وغیرہ امر کا قول یاد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ان کے ثقہ صدوق مامون حافظ الحدیث ہونے کے قائل ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ابوحنس بن عمرو بن علی کے قول کا کوئی اعتبار نہیں دوسرے اس قول کو حافظ وہابی کی تذکرۃ الحفاظ کی عبارت رد کرتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے امام صاحب کو حافظ الحدیث کہا ہے۔ اگر ذاہب الحدیث یا مضطرب الحدیث ہوتے اور حافظ حدیث نہ ہوتے تو امام ذہبی جیسا شخص جو شافعی مذہب کے ہیں امام ابوحنیفہ کو حافظ الحدیث نہ کہتے۔ تیسرے یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ ابوحنیفہ جن کو ذاہب الحدیث مضطرب الحدیث کہا جاتا ہے وہی ابوحنیفہ ہیں جن کا نام نامی نعمان بن ثابت الکوفی ہے جو صاحب مذہب ہیں جن کی طرف حنفیہ منسوب ہوتے ہیں جو شہرہ میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا ہے جو تابعی ہیں۔ کیونکہ ابوحنیفہ بہت سے لوگوں کی کنیت ہے اور ان میں بعض مجروح ہیں۔ امام صاحب اس سے مراد نہیں۔ چنانچہ منصف اور حق پسند حضرات پر پوشیدہ نہیں۔ ناظرین کے اطمینان قلب کے واسطے چند علماء کے

نام ذکر کرتا ہوں جن کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ اول احمد المصدق ابن محمد نیشاپوری ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے جن کو ابن بخار نے ذکر کیا ہے۔ دوسرے جعفر بن احمد بن ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ تیسرے محمد بن عبید اللہ بن علی خطیبی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ چوتھے محمد بن یوسف کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ پانچویں عبد الوہاب کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ چھٹے محمد بن عبد اللہ اللہ دانی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ ساتویں علی بن نصر کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ آٹھویں عبید اللہ ابن ابراہیم بن عبد الملک کی کنیت ابو حنیفہ ہے نویں محمد بن حنیفہ بن مایان قصبی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ دسویں قیس بن احرام کی کنیت ابو حنیفہ ہے گیارہویں ابو الفتح محمد بن ابی حنیفہ کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ بارہویں بکر بن محمد بن علی بن فضل کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ تیرہویں عبد الکریم فرہانی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ چودھویں امام طحاوی کے استاذ کے استاذ الاستاذ خوارزمی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ پندرہویں نعمان بن ابی عبد اللہ محمد بن منصور بن احمد بن حیوان کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ سولہویں احمد بن داؤد دینوری کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ سترہویں وہ ابو حنیفہ ہیں جو سلمان بن مروک کے شاگرد ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبد الکریم روایت کرتے ہیں۔ اٹھارہویں وہ ابو حنیفہ ہیں جو جبریل بن مسلم کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور ان سے مغیرہ بن مقم روایت کرتے ہیں جو مہمل ہیں۔ ان دونوں کو ذہبی نے باب الکئی میں میزان الاعتدال کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ غرض یہ اٹھارہ شخص امام صاحب کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ پس کیسے بغیر دلیل کے یہ کہا جاتا ہے کہ جن ابو حنیفہ کو ذہب الحدیث مصنف الحدیث غیر حافظ کہا جاتا ہے۔ وہ امام صاحب ہیں جن کی توثیق ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبلہ بن معین سفیان ثوری علی بن المدینی شعبہ بن الحجاج عبد اللہ بن المبارک وکیع وغیرہم کرتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہ قول یا تو غلط ہے یا کسی دوسرے ابو حنیفہ کے بارے میں ہے۔ حافظ ابن عبد البر کی کتاب جامع العلم سے علامہ یوسف بن عبد اللہ مصلی نے اپنی کتاب تنویر العیض میں نقل کیا ہے لا تتکلم فی ابی حنیفہ بسوء ولا تصدقن احدا یسئ القول فیہ فانی واللہ ما رأیت افضل ولا اوج ولا افتہ

منہ شوقال ولا یفتراحد بکلام الخطیب فان عندہ العصبیۃ الزائدۃ علی جماعۃ من العلماء کابی حنیفۃ والا امام احمد وبعض اصحابہ وتحامل علیہم بکل وجہ وصنف فیہ بعضہم السہم المصیب فی کبد الخطیب واما ابن الجوزی فاند تابع الخطیب وقد عجب منہ بسط ابن الجوزی حیث قال فی مرآۃ الزمان ولیس العجب من الخطیب فانه طعن فی جماعۃ من العلماء وانما العجب من الجذکیف سلت اسلوبہ وجار بما هو اعطو قال ومن المتعصبین علی ابی حنیفۃ الدارقطنی والوفیو فانه لویذکرہ فی العللیۃ و ذکر من دونہ فی العلل والنقد انتہی (رد المحتار ص ۲۸ جلد اول) امام ابو حنیفہ کے بارے میں کسی بُرائی سے کلام مت کر تو اور جو امام صاحب کے بارے میں بُرائیاں رکھتا ہو اس کی بھی ہرگز تصدیق نہ کر میں نے بخدا ان سے زیادہ افضل اور پر میزگار اور فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہا کہ دیکھو کوئی خطیب کے کلام سے دھوکہ نہ کھاتے کیونکہ خطیب حد سے زیادہ علما پر تعصب کی نظر رکھتے ہیں۔ جیسے امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ان کے بعض اصحاب پر پوری طرح سے خطیب نے حملے کئے ہیں لہذا ان کا اعتبار نہیں اور خطیب کے جوابات میں علما نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام السہم المصیب فی کبد الخطیب رکھا ہے۔ لیکن ابن جوزی۔ پس یہ تو خطیب کے ہی مقلد محض ہیں۔ بسط ابن الجوزی نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ مرآۃ الزمان میں فرماتے ہیں کہ خطیب سے ایسے امور کا ظاہر ہونا کوئی تعجب غیر امر نہیں ہے کیونکہ علما پڑھ کر نا ان کی تو عادت قدیر ہے۔ تعجب تو اپنے دادا پر آتا ہے کہ انہوں نے کیوں خطیب کی روش کو اختیار کیا۔ اور خطیب سے چند قدم آگے بڑھ کر بالکل حد میں تجاوز کر گئے یہ امام صاحب سے تعصب رکھنے والوں میں سے ایک دارقطنی اور ابونعیم بھی ہیں ان نے کہ ابونعیم اپنی کتاب علیہ میں ان حضرات کو لٹے اور بیان کیا جو امام ابو حنیفہ سے علم و زہد میں کئی درجہ کم تھے اور امام ابو حنیفہ کو ذکر نہیں کیا جو مرتبہ اور علم میں مذکورین سے بڑھ کر ہیں لیکن ان کو نہ ذکر کیا تو یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ مولف رسالہ نے بھی بن

معیں کے قول مذکور کو نقل کر کے یہ کہا ہے کہ یہ قول معتبر نہیں کیونکہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ اس لئے یحییٰ بن معین کی توثیق معتبر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جرح تعدیل پر اسی وقت مقدم ہوتی ہے کہ جب مفسر ہو اور کوئی مانع موجود نہ ہو ورنہ یہ عام قاعدہ ہر جگہ نہیں ہے۔ میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب میزان الحق میں فرماتے ہیں۔ پس وجہ جرح مضعین کی ثابت نہ ہوتی اور جرح ان کا بے وجہ باقی رہتا تو پھر اس کو کون قبول کرتا ہے۔ وبهذا التحقيق اندفع ما قال بعض قاصري الانظار المعدورين في بعض الحواشي على بعض الكتب ان الجرح مقدم على التعديل فلا يذوقه تبصيح بعض المحدثين له ذكره ابن حجر وغيره ووجه الاندفاع لا يخفى عليك بعد التامل الصادق الا ترى ان تعديل الجرح على التعديل فرع لوجود الجرح وقد نفينا لعدم وجود وجهه وجعلناه هباء منسوا فاين المتقدم واين التقديس واه (میزان الحق) میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری اس تحقیق سے وہ اعتراض مندرج ہو گیا جو بعض کو تاء نظر اصحاب نے بعض کتب کے حواشی میں کیا ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے لہذا بعض محدثین کی تصحیح اس جرح کو دور نہیں کر سکتی۔ اعتراض کے اٹھ جانے کی وجہ تامل وغور کے بعد مخفی نہیں رہتی کیونکہ ظاہر بات ہے کہ تقدیم جرح علی التعديل وجود جرح کی فرع ہے اور ہم وجود جرح کو مثاکلے ہیں اس لئے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور اس کو ہم نے ہباء غنوا کر دیا ہے پھر کیا مقدم اور کہاں کی تقدیم ہے تو سب وجود جرح پر مبنی ہیں امام نووی فرماتے ہیں۔ ولا يقال الجرح مقدم على التعديل لان ذلك فيما اذا كان الجرح ثابتاً مفسر السبب والافلا يقبل اذا السو لكن كذا (شرح مسلم) یہ وہم نہ ہووے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے کیونکہ یہ اسی صورت میں ہے جب کہ جرح ثابت اور مفسر السبب ہو ورنہ مقبول نہیں اور مقدم نہیں ہوتی۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں وقد مو الجرح لكن ينبغي تقييد الحكم بتقدير الجرح بما اذا فسر اما اذا تعارضان غير تفسير فانه يقدم التعديل قاله الحنفي وغيره وعليه يعمل قول من

قدم التعديل قاله القاضي ابو الطيب الطبري وغيره (رفع المنيت) علما۔ نے جرح کو مقدم کیا ہے لیکن یہ حکم اگر صورت کے ساتھ مقید ہے کہ جرح مفسر ہو۔ اگر دونوں میں تعارض ہو اور کسی قسم کی تفسیر جرح و تعدیل کی نہ ہو تو اس وقت تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ حافظ مزنی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور ایسی ہی صورتوں پر ان علما کا قول محمول ہے جو کہتے ہیں کہ تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہے جیسے قاسمی ابو الطیب طبری وغیرہ مراد یہ ہے کہ تعدیل مفسر ہوگی تو جرح پر مقدم ہوگی۔ ناظرین ان اقوال سے اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا عام قاعدہ نہیں ہے ورنہ کوئی امام اس سے پنج نہیں سکتا۔ امام صاحب کے بارے میں وجہ جرح ظاہر ہے کہ حد اور نصب مذہبی کی وجہ سے ہے چنانچہ سابق میں اچھی طرح واضح ہو چکا۔ لہذا یہاں تو یہ قاعدہ کسی طرح بھی جاری نہیں ہو سکتا۔ تقدیم جرح وجہ جرح کی فرع ہے۔ جب جرح ہی موجود نہیں تو تقدیم کسی چنانچہ میاں صاحب مذکور نے تصریح کی ہے اور اگر بالفرض جرح کو تسلیم کر لیں تو تعدیل وجہ جرح میں تعارض ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور تعارض کی صورت میں بقول حافظ سخاوی اور حافظ مزنی وغیرہ کے تعدیل مقدم ہے۔ غرض کسی طرح بھی امام صاحب کے بارے میں جرح ثابت نہیں ہر پہلو پر نظر ڈالنے اور مولف رسالہ کو یاد دیجئے۔ دوسرے یحییٰ بن معین ہی تعدیل میں متغیر نہیں بلکہ اور بھی ائمہ ہیں جنہوں نے امام صاحب کی توثیق کی ہے جیسے علی بن مدینی، سفیان ثوری، شعبۃ بن الحجاج، حافظ ابن حجر، حافظ ذہبی، حافظ ابو الحجاج مزنی، وکیع بن الجراح، ابو داؤد، حافظ ابن عبد البر، عبد اللہ ابن المبارک، حافظ ابن حجر مکی، امام مالک، امام شافعی وغیرہم۔ چنانچہ مکرر کر رہ چکا ہے۔ بالفرض والحمد للہ یحییٰ بن معین کی توثیق معتبر نہ ہو تو حضرات مذکورین کی توثیق کافی ہے۔ تیسرے یہ جرح مبہم ہے۔ جب تک مفسر نہ ہو اور کوئی مانع نہ ہو اس وقت تک مقبول نہیں۔ کیونکہ عدالت وحدہ اور نصب وحیث غیر شرعیہ کے آثار یہاں پیدا ہیں۔ پس اس جرح کے مردود ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چوتھے ابن جوزی نے خطیب کی تقلید کی ہے اور خطیب کی جرح معتبر نہیں کیونکہ ائمہ پر طعن کرنا ان کی عادت ہے۔ لہذا ابن جوزی کی جرح

کا بھی اعتبار نہیں۔ پانچویں ابن جوزی تشدد دین فی الجرح میں سے ہیں۔ بغیر وہ جوہر کے بھی رواد کو مجروح کر دیتے ہیں۔ چنانچہ گزر چکا لہذا یہ قول ان کا معتبر نہیں۔ چھٹے اس کی سند صحیح بیان کرنی چاہیے۔ بغیر صحت سند کے یہ قول معتبر نہیں۔ ساتویں حافظ ابن عبد البر تصریح کر چکے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی توثیق و ثنا و صفت کرنے والے زیادہ ہیں۔ لہذا ان ائمہ کے مقابلہ میں طاعینین کے کلام کا کچھ اعتبار نہیں۔ امام صاحب کا علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری۔ و پائنت و امانت۔ و روح و ذمہ عبادت و ریاضت۔ تابعیت و اہلسنت۔ ثقاہت و فتاوت و غیرہ اوصاف ایسے ہیں جن کے مقابلہ میں تعریف کئے فیروز رہے۔ چنانچہ مابقی میں مفصل بیان ہو چکا۔ پس ایسے شخص میں وہی عیوب نکالنے کا جس کے دل کی اور ظاہری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی ہوگی۔ اور جو شراب عداوت و حد سے مخمور ہوگا۔ جس نے ضد و عناد پر کمر باندھی ہوگی۔ تعصب و بہت دھڑی جس نے اپنا پیشہ کر لیا ہوگا۔ ورنہ اہل حق اہل الصاف کے نزدیک حق کا برہ ہے و قال ابو یوسف ما رأیت احدا اهلوا بنفس الحديث من ابی حنیفہ و ما رأیت احدا اهلوا بنفس الحديث من امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ جاننے والا نفس حدیث کو کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کوئی ان سے زیادہ تفصیل حدیث کا عالم میری نظر سے گزرا۔ ناظرین جب امام حنیفہ کو بقول حاسدوں اور دشمنوں کے حدیث سے واقفیت ہی نہیں تو احادیث و اخبار کے معانی اور ان کی تفسیر کا ان کو علم ہونا چھوٹے وارو۔ اور وہ بھی ان کے زمانہ میں ان کے برابر کا بھی کوئی نہیں کیونکہ ان سے اچھا تو عالم کوئی تھا ہی نہیں۔ تعریف بھی وہی شخص کر رہا ہے جو اپنے وقت کا امام مجتہد تسلیم کیا ہوا ہے یعنی امام ابو یوسف جن کے شاگرد امام احمد وغیرہ ہیں۔ مجاہدین فیروز آبادی کے متعلق بھی یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تصنیف کی ہے۔ علامہ عبد الوہاب سمرقانی شافعی فرماتے ہیں۔ دسوا علی شیخ الاسلام محمد الدین الغیرونی آبادی کتبنا فی الرد علی ابی حنیفہ و تکفیسہ و دفعہ الی ابی بکر الخیاط الیمینی فارسل یلوم محمد الدین فکتب الیہ ان کان بلفک هذا الکتاب

خالصہ فانه افترأ علی من الاعداء وانا من اعظم المعتقدين فی ابی حنیفہ و ذکرت مناقبہ فی مجلداہ والیوائت والبرہر، امام صاحب کے رد اور تکفیر میں بعض لوگوں نے محمد الدین فیروز آبادی کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی اور ابو بکر بن خیاط یمینی کو لوگوں نے دکھائی تو انہوں نے علامہ فیروز آبادی کو خط لکھ کر بہت لعنت ملاست کی۔ اس پر فیروز آبادی نے ابو بکر کو جواب لکھ بھیجا کہ جب کتاب آپ کے پاس پہنچے تو آپ اس کو جلا دیں۔ یہ مجھ پر دشمنوں نے افتراء پر داری کی ہے۔ میں تو امام ابو حنیفہ کا بہت بڑا مقتد ہوں اور میں نے تو ایک کتاب ان کے مناقب میں لکھی ہے تو میں کس طرح ان کو بڑا بھلا کہہ سکتا ہوں۔ متوفی رسالہ نے ان کو بھی مضطرب امام میں گنایا تھا۔ یہ اپنی بریعت ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرا کام نہیں بلکہ میرے دشمنوں کا ہے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی متوفی رسالہ نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے یعنی غلیظہ الطالبین میں ان کو مرجئی کہا ہے۔ اس کے بارے میں اقول تو یہ عرض ہے کہ پہلے اس کو ثابت کیا جائے کہ غلیظہ الطالبین شیخ کی تصنیف ہے اس بحث کے متعلق الرفع والتکمیل فی الجرح والتعديل مصنف مولانا عبدالحی کسٹوی علیہ الرحمۃ دیکھنی چاہیے۔ دوسرے یہ عرض ہے کہ اگر بالفرض شیخ ہی کی تصنیف و تالیف ہے تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ شیخ نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ امام ابو حنیفہ مرجئی تھے اگر کوئی مدعی ہے تو اس کو شیخ کی عبارت سے جو غلیظہ میں ہو ثابت کر دکھاتے مگر ع سخن شناس نہ ولہر اخطا یا خواست۔ یہی غیر نہیں کہ شیخ نے کیا بیان کیا ہے اور ہم کیا کہہ رہے ہیں شیخ نے مرجیہ کے فرقوں میں غسانیہ کی جگہ حنفیہ کو لکھا ہے جس کی تفصیل و تشریح خود آگے چل کر ان لغتوں سے فرماتے ہیں۔ اما الحنفیۃ فهو بعض اصحاب ابی حنیفہ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء بہ من عنده جملة علی ما ذکرہ البریوقی فی کتاب الشجرۃ (غلیظہ الطالبین) کہ میں نے جو حنفیہ کے فرقہ کو مرجیہ میں شمار کیا ہے اس سے تمام حنفی مراد نہیں ہیں بلکہ بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ایمان صرف معرفت

اور اقرار لسانی کا نام ہے۔ ناظرین اس عبارت میں کہاں شیخ نے امام کو یا جملہ حنفیہ کو مرجع کہا ہے۔ اس سے کس طرح امام کے متعلق شیخ کی تضعیف ثابت کی جاتی ہے یہ روز روشن کو شب بتلانا اور عوام کو دھوکہ دہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اسی کو حق اور دیانت داری اہل حدیث اور خصوصاً مولف رسالہ سمجھتے ہیں۔ کیا یہی اچھا ذریعہ آخرت کے ستارے کا ہاتھ لگا ہے۔ یطیع اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان فی السذہب الحنفی طریقة انیفة ہی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونضجت فی زمان البغدادی واصحابہ (محدث الحرمین) مجہد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ہی عمدہ طریق ہے ہر سب طریقوں سے زیادہ موافق اس سنت معروفہ کے کہ جو بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں جمع کی گئی ہے۔ یہ وہی شاہ صاحب ہیں جن کے ذمہ یہ الزام ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے اگر وہ بڑے تھے تو ان کا مذہب کیسے اچھا ہو گیا اور وہ بھی تمام طرق سے اور احادیث کے زیادہ موافق جب پر مجب ہے۔ غرض مولف رسالہ نے جتنے نام شمار کراتے تھے ان میں سے اکثر کو جس لکھ چکا ہوں، اسی طرح اوروں کو ناظرین قیاس کریں مگر مجھ تو سب ہی کا جواب ہو چکا تھا لیکن اطمینان کے لئے اتنی تفصیل سے میں نے ذکر کر دیا تاکہ اچھی طرح مولف رسالہ کی دیانت داری کی فادیں۔ اب میں چند نام کتب کے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں جن میں امام صاحب کے مناقب موجود ہیں جن کے مولفین شافعی، مالکی، حنبلی حنفی ہیں عقود المرحان، تلامذہ عقود الدرر والعقیان یہ دونوں کتابیں امام صاحب کے مناقب میں حافظ ابو جعفر طحاوی نے تالیف کی ہیں۔ البستان فی مناقب الشہان علامہ محمد بن الدین بن عبد القادر بن ابوالوفا قرشی نے تالیف کی۔ شقائق النعمان علامہ جبار اللہ زحمتی کی کشف الآثار علامہ عبد اللہ بن محمد عارثی کی۔ الانصار لامام ائمہ الامصار علامہ یوسف بسط ابن جوزی کی تبیین الصیغہ امام جلال الدین سیوطی نے تالیف کی۔ محرر سطور نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ محضہ السلطان علامہ ابن کاس نے تالیف کیا۔ عقود الجان علامہ محمد بن یوسف دمشقی

نے تالیف کی۔ ابانہ احمد بن عبد اللہ شیر آبادی کا تنویر الصیغہ علامہ یوسف بن عبد اللہ کی تصنیف ہے۔ خیرات حسان حافظ ابن حجر مکی شافعی کی۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تلامذہ العقیان یہ بھی حافظ ابن حجر مکی شافعی نے امام صاحب کے مناقب میں تصنیف کی ہے۔ الفوائد المہمہ علامہ عمر بن عبد الوہاب عرمی شافعی کی۔ مرآة الجنان امام باہلی کی تذکرۃ الحنفیہ امام ذہبی کی۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب التہذیب الکاشف یہ دونوں بھی حافظ ذہبی شافعی کی ہیں۔ تہذیب الکمال حافظ ابوالحجاج مزنی کی جامع الاصول علامہ ابن اثیر جزیری کی احیاء العلوم امام غزالی کی۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب الاسماء والمقامات امام نووی کی۔ تاریخ ابن خلدون۔ تاریخ ابن خلکان۔ الکمال فی اسما الرجال لصاحب الشکاۃ۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ میزبان کبری شیخ عبد الوہاب شعرائی کی۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اثبات الوقت والحوار برہمہ شعرائی کی ہے۔ طبقات شافعیہ ابوالاسحاق شیرازی کی۔ اذل کتاب منہ میں ابو عبد اللہ بن خضر دہلی نے امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں۔ محرر سطور نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ الايضاح عثمان بن علی بن محمد شیرازی کی۔ جامع الانوار محمد بن عبد الرحمن غزوفی کی۔ مرقات شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری کی۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ منشیق النظام فاضل سہیل کی۔ اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مسند امام اعظم کا احسان کے واسطے میرے خیال میں اس سے اچھا کھتی حاشیہ نہیں بلکہ مستقل شرح ہے۔ النافع الکبیر مقدمہ تعلیق مجید مقدمہ ہدایہ مقدمہ شرح وقایہ مقدمہ سحایہ اقامۃ الحج والرفق والتکلیل۔ تذکرۃ الراشد مولانا عبد المجید لکھنوی کی ہیں۔ یہ آٹھوں کتابیں محرر سطور کے مطالعہ سے گزری ہیں۔ آثار السنن، اور شجرۃ البیہ علامہ شوق نبوی کی۔ ان دونوں کتابوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ خصوصاً آثار السنن بہت نایاب کتاب ہے۔ خدا ان کو جلد سے خیر دے۔ علامہ تہذیب التہذیب الکمال علامہ صفی الدین خربری کی یہ کتاب بھی مطالعہ سے گزری ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، نایبہ شرح ہدایہ یہ دونوں کتابیں حافظ وقت عینی کی ہیں اور دونوں محرر سطور کے مطالعہ میں رہ چکی ہیں۔ شرح علی علم ابن حجر مکی شافعی کی۔ حاشیہ محمد بن یوسف دمشقی علی المصابہ۔ عین العلم محمد بن عثمان عینی کی کتاب

کا بھی محرر سطور نے مطالعہ کیا ہے۔ انتصار الحق جواب معیار الحق فاضل رام پوری کی یہ بھی مطالعہ سے گزری ہے۔ اچھی کتاب ہے۔ شرح مسلم الثبوت علامہ بحر العلوم لکھنوی کی غیث النعمان فاضل لکھنوی کا اس کو بھی دیکھا ہے۔ تہذیب حافظ ابن عبد البر استاذ کار حافظ ابن عبد البر کتاب جامع العلم حافظ ابن عبد البر اس کا ایک مختصر ہے۔ احقر نے اس کا مطالعہ کیا ہے بہت ہی عجیب کتاب ہے۔ مجمع البحار علامہ محمد طاہر عثمانی حنفی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب قانون فن رجال میں ہے جو قلمی ہے چھپی ہوئی نہیں ہے اس کے خطبہ میں خود مولف نے اپنے آپ کو حنفی لکھا ہے احقر نے اس کا مطالعہ کیا ہے اچھی کتاب ہے۔ طبقات کمری تاج الدین سبکی کی۔ تراجم الانوار شمرانی شافعی کی۔ تذکرۃ الاولیاء مدارعی۔ فیوض العرین شاہ ولی اللہ محدث کی۔ عقود الجواہر المہذب علامہ سید محمد قاضی زبیدی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے یہ وہ کتاب دو جلدوں میں ہے جس میں ان روایات حدیثیہ کو جمع کیا ہے جن کو امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں، بہت عجیب کتاب ہے ہر شخص کو جو حنفی مذہب رکھتا ہو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ امام ابو حنیفہ کو کتنی حدیثیں پہنچی تھیں اور دشمن کتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ در مختار۔ رد المحتار دونوں کا مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب النجی الباری اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب التہذیب۔ تقریب التہذیب یہ دونوں بھی حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہیں احقر نے دونوں کا مطالعہ کیا اور فائدہ حاصل کیا ہے۔ رد المحتار علامہ شیب کی جو مشہور بحر فیش ہیں۔ التاج المکمل۔ حطی فی الأصول الصحاح الستہ۔ اتحافی النبلاء کشف الالتباس۔ یہ چاروں کتابیں نواب صدیق حسن خاں قنوجی کی ہیں جو میرے مطالعہ سے گزری ہیں۔ المتعاشب المہذب۔ کتاب الخفایہ یہ دونوں مولوی عبد الاول جو پوری کی ہیں جو خاکسار نے دیکھی ہیں کتاب المناقب للموفق بن احمد مکی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مناقب کروری اس کو بھی احقر نے دیکھا ہے۔ یہ دونوں کتابیں دائرۃ المعارف میں چھپی ہیں جو جید رہاؤ میں ہے۔ البیاض علامہ شمس الدین سیواسی کی۔ جزئ المناقب حافظ ذہبی مصنف کاشف کی ہے۔ الطبقات السنیہ علامہ تقی الدین ابن عبد القادر کی۔ معین فی مناقب ابی حنیفہ حافظ ذہبی کا ہے۔ یہ اناسی کتابوں کے نام ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ان سے

پیش کئے ہیں جس میں بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو خاص امام صاحب کے مناقب و محامد میں لکھی گئی ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے حاسدوں اور دشمنوں کے اور کوئی بھی امام صاحب کے فضائل کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں آپ کے مناقب موجود ہیں جس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھ سکتا ہے۔ مذکورہ کتب میں سے بیا لیس کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور ان کا مطالعہ کیا ہے۔ ناظرین یہاں تک ان اقوال کے متعلق ذکر تھا جس کے نام تولد رسالہ نے گناتے تھے۔ تقریباً نصف نام میں نے ان میں سے ذکر کئے ہیں انہیں پر اور دو کو قریب کر لیجئے۔ گو مضمون بہت طویل ہو گیا مگر فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اب آگے مولف عمل افشانی فرماتے ہیں۔

قولہ۔ یہ تو ہوا امام صاحب کی نسبت۔ اقول۔ ناظرین جس کی کیفیت مفصل طور پر معلوم کر چکے ہیں صرف دو قول یہاں پر امام صاحب کے مجاہدہ نفس اور ریاضت فی العبادت کے بارہ میں پیش کرتا ہوں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ عن حفص بن عبد الرحمن کان ابو حنیفہ یحیی اللیل کلہ ویقرأ القرآن فی رکعة ثلاثین سنة ۱۰۔ حفص بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ تمام شب عبادت میں گزار دیا کرتے تھے اور تیس سال تک ہر ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ عن مسروق قال دخلت لیلة المسجد فرأیت رجلاً یصلی یقرأ فی الصلوة حتی یختم القرآن کلہ فی رکعة فنظرت فاذا هو ابو حنیفہ ۱۱۔ مسمر کہتے ہیں کہ میں ایک رات ایک مسجد میں جو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کر دیا میں نے جو غور سے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہ نیکے صاحب ہے کوئی ایسی عبادت اور ریاضت کرنے والا۔ مگر اتنے ابو حنیفہ کی عبادت کو اس نے اس عبادت کو بھی بدعت بنا دیا چنانچہ الجرح علی اصول الفقہ کے مولف نے اس کا ذکر کیا ہے۔ احقر نے اس کا جواب بھی لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے جس کا نام انصارم السلول ہے جس کے سامنے مخالفین کو بھی دم زنون کا چارہ نہیں ہے۔

قولہ اب نیئے ان کے بیٹے اور پوتے کی بابت میزان الاعتدال جلد اول میں ہے
اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی عن ابیہ عن
جدہ قال ابن عدی ثلثہم وضعفوا فقہ الخ قولہ ناظرین آپ کو پہلے معلوم
ہو چکا ہے کہ ابن عدی متعصبین میں سے ہیں خصوصاً امام ابو حنیفہ کے ساتھ توازن
کو خاص طور پر محبت ہے اسی لئے ان پر صفاتی کا ہاتھ پھیرتے ہیں لہذا ان کے قول
کا اعتبار نہیں۔ دوسرے جب تک جرح مفسر نہ ہو اس وقت تک مقبول نہیں ہوتی چنانچہ
مفصل بحث گزر چکی ہے اور ابن عدی کا قول مذکور جرح مبہم ہے مفسر نہیں لہذا مقبول
نہیں۔ اسی بنا پر حافظ ابن حجر نے کوئی قطعی فیصلہ تقریب میں ان کے متعلق نہیں کیا۔
صرف لفظ تکلموا کہہ کر خاموش ہو گئے۔ اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ الکوفی
القاضی حنیفہ الامام تکلّموا فیہ من التاسعة مات فی خلافة المامون اد
(تقریب) اور ظاہر ہے کہ لفظ تکلموا جرح مبہم ہے لہذا مدار اعتبار سے ساقط ہے
ومن ذلک قولہم فلان ضعیف ولا یبیلون وجہ الضعف فہو جرح
مطلق والا ولی ان لا یقبل من متاخری المحدثین لانہم یجرحون بما
لا یکون جرحا ہ (سی مشکوٰۃ) انہیں اقوال میں سے جو جرح مبہم میں شمار ہوتے ہیں محدثین
کا یہ قول ہے کہ فلاں ضعیف ہے اور وجہ ضعف بیان نہیں کرتے تو یہ جرح مطلق ہے
بہتر یہ ہے متاخرین محدثین سے اگر یہ قول صادر ہو تو مقبول نہیں کیا جائے کیونکہ ان
کی عادت ہوتی ہے کہ یہ ایسی باتوں کے ساتھ جرح کرتے ہیں جو واقع میں جرح نہیں
ہوتی ہیں۔ قال ابن سعد لہ لیکن بالقوی قلت ہذا جرح مردود وغیر
مقبول اہ (مقدمہ فتح الباری) حافظ ابن حجر مقدمہ میں عبد الاعلیٰ بصری کے ترجمہ میں فرماتے
ہیں کہ ابن سعد نے یہ کہا کہ عبد الاعلیٰ قوی نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جرح مردود ہے
مقبول نہیں۔ ناظرین دیکھتے کہ لفظ لم یکن بالقوی اور فلاں ضعیف دونوں سے ضعف راوی
ثابت نہیں ہوتا۔ حالانکہ دونوں لفظ جرح کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں معلوم ہوا
کہ یہ جرح مبہم غیر مفسر ہے جس سے عیب پیدا نہیں ہو سکتا پس اسی طرح ابن عدی کا

یہ کتنا کہ تینوں ضعیف ہیں غلط ہے مقبول نہیں وجہ یہ کہ کوئی سبب ضعیف نہیں پایا جاتا
قلت قول ابن عدی ان کان مقبولا فی اسمعیل وحماد اذا بین سبب
الضعف لعدم اعتبار الجرح المبہم فہو غیر مقبول قطعاً فی ابی حنیفہ
وہذا کلام غیرہ ممن ضعفہ کالدارقطنی وابن القطان کما حققہ
العینی فی مواضع من البناۃ۔ شرح المداۃ وابن الہمام فی فتح القدیر
وغیرہما من المحققین اہ (فوائد ہرمز) جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے
میں سبب ضعف نہ بیان کیا جائے اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں کیونکہ
جرح مبہم مردود ہو کر کہتی ہے لیکن ابن عدی کی جرح امام ابو حنیفہ کے بارے میں قطعی
اور یقینی غیر مقبول ہے۔ اسی طرح دارقطنی اور ابن القطان وغیرہ کا کلام بھی قطعاً غیر مقبول
ہے۔ چنانچہ حافظ عینی اور حافظ ابن ہمام وغیرہ متحققین نے تصریح کی ہے۔ میزان میں مذکور
فہی ابن عدی کا قول نقل کرنے کے بعد خطیب کا قول نقل کرتے ہیں وقال الخطیب
وحدث عن عمرو بن ذر ومالك بن مغول وابن ابی ذیاب وطائفة وعنه
سہل بن عثمان العسکری وعبد المومن بن علی الرازی وجماعة ولی
قضاء الرصافة وهو من كبار الفقہاء قال محمد بن عبد اللہ الانصاری
ما ولی من لدن عمر الی الیوم اعلو من اسمعیل بن حماد قیل ولہ الحسن
البصری قال ولہ الحسن اہ (میزان جلد اول ص ۱۰۱) کہ فی حدیث اسماعیل نے عمر بن ذر
اور مالک بھی مغول اور ابن ابی ذیاب اور ایک جماعت محدثین سے حاصل کیا ہے اور
ان سے فی حدیث کو سہل بن عثمان اور عبد المومن الرازی اور ایک گروہ محدثین نے حاصل
کیا۔ رصافہ کے قاضی اور کبار فقہاء میں شمار تھے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ عمر
بن عبد العزیز کے زمانہ سے لے کر ہمارے زمانے تک اسماعیل بن حماد سے زیادہ عالم
کوئی قاضی نہیں مقرر ہوا کسی نے پوچھا کہ حسن بصری سے بھی علم میں امام اسماعیل بڑھ کر
تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ حسن بھی ان کے برابر کے نہیں تھے۔ قضات کے لائق امام
اسماعیل ہی تھے۔ اس عبارت سے امام اسمعیل کی محدثیت، قضاہت، اعلیت وغیرہ واضح

روز روشن کی طرح ثابت ہیں نہ معلوم کیوں ان کو ضعیف کہا جاتا ہے۔ علاوہ انہی ابن عدی کے قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک بھی اسماعیل بن حماد ضعیف ہوں۔ کیونکہ حافظ ذہبی نے میزان میں ایسے لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے جو واقع میں ثقہ اور جلیل القدر ہیں لیکن اقل لین اور اقل تخریج کی وجہ سے جو قابل اعتبار نہیں ہے ان کو ذکر کر دیا ہے وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر ابن عدی وغیرہ ایسے حضرات کو اپنی تصانیف میں ذکر نہ کرتے تو میں اپنی کتاب میں ان کی ثناء بہت کی وجہ سے ان حضرات کو ذکر نہ کرتا پڑھتے ان کے اس قول کو وفیدہ من تكلو فيه مع ثقته وجلالته باونی لین و باقل تخرج فلولاً ابن عدی او غیریہ من مؤلفی کتب الجرح ذکرنا ذلک الشخص لما ذکرته لثقتہ اہ دیباچہ میزان جداول اور اسی طرح امام ذہبی نے یلواشت کے طور پر ختم کتاب پر بھی اس قول کو یاد دلایا ہے۔ چنانچہ تیسری جلد کے انتہا پر فرماتے ہیں وفیدہ خلق کما قدمنا فی الغلبة من الثقات ذکرناھو للذب عنھو اولان الکلام فیھو غیر موثر ضعف اہ میزان جلد ثالث صفحہ ۴۴) میری اس کتاب میں بہت سے ثقہ لوگ بھی مذکور ہیں۔ چنانچہ میں نے خطبہ میں اس کی تصریح کی ہے لیکن میں نے ان کو دو وجہ سے ذکر کیا ہے یا تو ان سے ضعف کو دفع کروں یا جو کلام ان کے بارے میں کیا گیا ہے وہ ان میں ضعف کو پیدا نہیں کرتا۔ ان تمام امور پر نظر فرماتے ہوئے ہر شخص جس کو ادنیٰ محتمل ہوگی یہ کہ دسے گا کہ ایسی حالت میں کسی طرح بھی ابن عدی کی جرح نہ کرنا مقبول نہیں ولی القضاء بالجانب الشرقي ببغداد وقضاء البصرة والرقعة وكان بصيرا بالقضاء عارفا بالاحكام والوقائع والنوازل صالحا دينا عامدا اذا هذا صنف الجامع في الفقه والرد على القدريّة وكتاب الاحرجاء وعن الحلواني اسمعيل نافلة ابی حنیفة کان یختلف الی ابی یوسف یتفقہ علیہ شعوباً ربحال یعرض علیہ ومات شایا اہ (الترغیب البیہ ص ۳۷) امام اسماعیل بغداد کی جانب شرقی اور بصرہ اور رقہ کے قاضی رہ چکے ہیں۔ قضات کے مابہر احکام اور حوادث اور واقعات کے پورے عارف و عالم

تھے صالح۔ دیندار۔ عابد۔ پرہیزگار۔ زاہر تھے۔ کتاب الارباب۔ الجامع۔ الرد علی قدرچند لکھا میں تصنیف کیں۔ جوانی کی حالت میں انتقال ہوا۔ اس عبارت میں جو اوصاف ایک بڑے عالم و امام کے واسطے شایاں ہیں وہ سب موجود ہیں۔ ان حضرات کی عصیت پر تعجب آتا ہے کہ جب ایسے ائمہ ضعیف ہو جائیں گے تو پھر ثقہ کون ہو گا۔ افسوس صد ہزار افسوس۔

ناظرین! اب حماد کے بارے میں سنیں۔ وبعض المتعصبين ضعفوا حمادا من قبل حفظه كما ضعفوا اباہ الامام لكن الصواب هو التوثيق لا يعرف لہ وجه في قلة الضبط والحفظ وطعن المتعصب خين مقبول انتهى (زین القلم) بعض متعصبین نے حفظ کے اعتبار سے امام حماد کی تضعیف کی جس طرح متعصبین نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے لیکن حماد کے بارے میں صحیح توثیق ہی ہے کیونکہ قلت حفظ اور ضبط کی کوئی وجہ ہی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر کیونکہ ضعیف ہو سکتے ہیں اور متعصب کی جرح مقبول ہی نہیں تاکہ تضعیف مقبول ہو۔ علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ هو حماد بن النعمان الامام ابن الامام تفقه على ابيه وافتي في زمنه وتفقه عليه ابنه وهو في طبقة ابی یوسف ومحمد و زفر والحسن بن زیاد وكان الغالب عليه الورع قال الفضل بن دكين تقدم حماد بن النعمان الى شريك بن عبد في شهادة فقال شريك والله انك لعفيف النظر والفرج خيار مسلو اہ (سند الامام شرح المسند) حماد کو ان نفعان بن ثابت کے بیٹے خود بھی امام وقت ہیں اور امام کے بیٹے بھی ہیں۔ فنی فقرہ کو اپنے والد ماجد امام حنیفہ سے حاصل کیا اور امام صاحب ہی کے زمانہ میں مشقی بھی تھے ان سے ان کے بیٹے اسماعیل بن حماد نے فنی فقرہ حاصل کیا۔ امام ابو یوسف۔ امام محمد امام زفر۔ امام حسن بن زیاد کے طبقہ میں شمار ہیں۔ اتفاقاً پرہیزگاری ان پر غالب مٹی فضل بن دکین کہتے ہیں کہ تاو ایک شہادت میں شریک بن عبد کے یہاں بلائے گئے تو شریک نے کہا بخدا پاک نظر اور پاک فرج ہیں اور مسلمانوں میں آپ اچھے علم علیٰ نیر

ابن عدی وغیرہ متعصب ہیں چنانچہ مابقی میں مفصل معلوم ہو چکا ہے جب تک کوئی وجہ وجہ بیان نہ کریں ان کی تضعیف کا اعتبار نہیں ہے۔

قولہ۔ اب سینے ان کے مقرب شاگردان کی نسبت ضعف کا متذکرہ ہے امام ابو یوسف کو یحییٰ بن داؤد نے کہا۔ اب بابت میزان الاعتدال میں ہے۔ قال الفلاس کشید الغلط و قال البخاری ترکوه۔ ابی قولہ۔ اور لسان المیزان میں ہے۔ قال ابن المبارک ابو یوسف ضعیف الروایۃ۔ اقول۔

ہو قاضی بفکر تزلزل نہ گرد و زو ستار بنداں فہل
ناظرین یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کے امام احمد حنبل وغیرہ محدثین شاگرد ہیں
چنانچہ کئی سلسلے ان کے ابتدا میں بیان کر چکا ہوں یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کے
بارے میں امام نسائی نے کتاب الضعفاء والمتروکین میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف ثقہ ہیں
یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں حافظین حدیث میں
شمار کیا ہے۔ سمع هشام بن عروہ و ابی اسحق الشیبانی وعطاء بن السائب
وطبقہم وعنه محمد بن الحسن الفقیہ و احمد بن حنبل و بشر
بن الولید و یحییٰ بن معین و علی بن الجعد و علی بن مسلم الطوسی
و خلق سواہم نشاء فی طلب العلم و کان ابوہ فقیہا فکان ابو حنیفۃ
یتعاہدہ قال العزنی ابو یوسف اتبع القوم للحديث و روی ابراہیم بن
ابی داؤد عن یحییٰ بن معین قال لیس فی اہل اسی احد اکثر حدیثا ولا
اثبت منه و روی عباس عنہ قال ابو یوسف صاحب حدیث و صاحب
مسند و قال ابن سماعۃ کان ابو یوسف یصلی بعد ما ولی القضاء فی کل یوم
ماتی رکعۃ و قال اسمد کان منصفاً فی الحدیث مات سنة اثنتین وثمانین
و مائة وله اخبار فی العلم والسیادة وقد افردتہ و افردت صاحبة محمد
بن الحسن فی جزء انتہی ملخصناہ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی) ابو یوسف نے فن حدیث کو
ہشام بن عروہ، ابی اسحاق شیبانی، عطاء بن سائب اور ان کے طبقے والوں سے حاصل

کیا ہے اور فن حدیث میں امام ابو یوسف کے شاگرد امام محمد، امام احمد، یحییٰ بن معین
بشر بن ولید، علی بن جعد، علی بن مسلم طوسی اور ایک غلو محدثین کی ہے۔ طلب علم ہی
میں ان کی نشوونما ہوتی ہے ان کے والد ماجد کی افلاس کی حالت تھی اس لئے امام ابو یوسف
ان کی خبر گیری رکھتے اور ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ امام مزنی کا قول ہے کہ امام
ابو یوسف جماعت بھر میں حدیث کے منبع زیادہ تھے۔ ابراہیم بن ابی داؤد، یحییٰ بن معین
سے نقل کرتے ہیں کہ اہل راستے میں امام ابو یوسف اثبت اور اکثر حدیث ہیں۔ عباس
دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف صاحب حدیث، صاحب
سنت ہیں، ابن سماعہ کہتے ہیں کہ قاضی ہو جانے کے بعد امام ابو یوسف ہر روز دو سو
رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف حدیث میں منصف تھے
۱۸۷ھ تک ایک سو بیسی میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ امام ذہبی صاحب کتاب کہتے ہیں کہ ان
کے واقعات علم و سیادت کے بہت سے ہیں۔ میں نے ان کے اور امام محمد کے مناقب
کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔ ناظرین یہ امر کے احوال ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابو یوسف
کے بارے میں کتنے زبردست الفاظ مدحیہ ہیں اس پر بھی معاذین اور عباد انکھیں نکال
رہے ہیں کیا آپ کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ جو شخص بقول بخاری متروک ہو بقول
فلاس کثیر الغلط ہو وہ ان الفاظ کا ایسے اثر سے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے مستثنیٰ ہو سکتا
ہے ہرگز نہیں کیا ایسے شخص کے بارے میں کوئی ناقد رجال ہو کہ اس کے مناقب میں
کتاب تضعیف کر سکتا ہے کبھی نہیں۔ بخاری نے محض اس رجحان کی وجہ سے جو ان
کو بعض حنفیوں سے سہ گئی تھی امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کے بارے میں کلام کر دیا
مالانکہ یہ محض تعصب پر مبنی ہے، جو قابل قبول نہیں ہے۔ متروک اور کثیر الغلط ہونے
کی تمت ہی تمت ہے جس کا کچھ وجود نہیں ورنہ امام احمد جیسا شخص اور ابن معین
جیسا ناقد کبھی بھی امام ابو یوسف کا شاگرد نہ ہوتا بلکہ سب سے اول میں لوگ ان کی تضعیف
کرتے۔ لیکن یہ حضرات جب ان کو صاحب حدیث، صاحب سنت، منصف فی الحدیث
اثبت و اکثر حدیثا، اتبع الحدیث، حافظ حدیث فرماتے ہیں تو پھر ترکہ اور کثیر الغلط کی

بنیاد معنی مداومت اور تعصب پر ثابت ہو جاتی ہے جس کا گواہ دینا کچھ مشکل نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔ کان القاضی ابو یوسف من اهل الكوفة وهو صاحب بن حنیفة وكان فقیها عالما حافظا له راجع الكل ملّا، کہ قاضی ابو یوسف کو فہ کے اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ فقیر عالم حافظ حدیث تھے۔ سلیمان تیمیہ یحییٰ بن سعید انصاری راہش محمد بن یسار وغیرہ جن حدیث کو حاصل کیا ہے۔ نواب صاحب نے ان چار ناموں کو زیادہ لکھا ہے۔ اس لئے نقل کر دیا۔ آگے چل کر نواب صاحب لکھتے ہیں۔ ولو یختلف یحییٰ بن معین واحمد بن حنبل وعلی بن المدینی فی ثقتہ فی النقل اھ (الناجی الکامل ص ۹) کہ یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل اور علی بن مدینی تینوں اماموں کا امام ابو یوسف کے ثقتہ فی الحدیث ہونے پر اتفاق ہے یہ ابی مدینی وہی شخص ہیں جن کے لئے بخاری کو اقرار کرنا پڑا کہ میں اپنے آپ کو امین سے چھوٹا سمجھتا ہوں۔ حافظ ابن حجر تقریب میں ابن مدینی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ثقتہ ثبت، امام اعلو اہل عصرہ بالحدیث وعلیہ حتی قال البخاری ما استصرفت نفسی الا عنہ (تقریب) کہ ابن مدینی ثقتہ ثبت۔ امام اعلم ابن زمانہ بالحدیث وعلیٰ ہی حتی کہ بخاری بھی کہہ گئے کہ ان کے سامنے میری کوئی حقیقت نہیں۔ جب علی مدینی امام ابو یوسف کو ثقتہ کہتے ہیں تو بخاری کا قول ان کے مقابل میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ ولو یختلف یحییٰ بن معین واحمد وابن المدینی فی کونہ ثقتہ فی الحدیث اھ (الناجی سماعی) امام ابو یوسف کے ثقتہ فی الحدیث ہونے میں ابن معین احمد علی بن المدینی متفق نہیں ہیں۔ و ذکر ابن عبد البر فی کتاب الذمہاء فی فضائل الشافعی الفقہاء ان ابایوسف کان حافظا و انہ کان یحضر المحدث و یحفظ خمسمین مستین حدیثا مشہور بقوم فیملیہا علی الناس وکان کثیرا بالحدیث اھ (الناجی الکامل ص ۹) حافظ ابی عبد البر مالکی مغربی کتاب الامتہاء میں فرماتے ہیں جن میں فقہائے ثلاثہ کے مناقب بیان کئے ہیں کہ امام ابو یوسف حافظ تھے ان کے حافظہ کی یہ حالت تھی کہ حدیث کی مجلس میں تشریف

لاتے اور پچاس ساٹھ حدیثیں وہیں یاد کر لیتے اور جب اس مجلس سے اٹھتے تو فوراً لوگوں کو جوں کی توں لکھا دیا کرتے تھے۔ ان میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوتا تھا اور امام ابو یوسف کثیر الحدیث تھے اس قول سے فلاس کے قول کی تردید ہو گئی۔ اگر کثیر الغلط ہوتے تو ابی عبد البر کہتی بھی ان کے حافظہ کی تعریف بالغلط مذکورہ نہ کرتے۔ قال طلحہ بن محمد بن جعفر ابو یوسف مشہور الا من ظاہر الفضل افقہ اہل عصرہ ولو یقتدہ احد فی زمانہ وکان النہایتہ فی العلم والحکمو والیاسۃ والقدس وهو اول من وضع الکتاب فی اصول الفقہ علی مذہب ابی حنیفہ واصلی المسائل ونشر ما وبث علوم ابی حنیفہ فی اقطار الارض اھ (الناجی الکامل ص ۹) ظہر یہ محدث کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف مشہور للعلم ظاہر الفضل۔ افقہ۔ اہل زمانہ۔ ان کے زمانہ میں ان سے کوئی فضل میں متقدم نہ تھا۔ علم فیصل جات۔ ریاست۔ قدر و منزلت کی منتہا تھے۔ مذہب امام ابو حنیفہ کے موافق اصول فقہ میں اول انہیں نے کتابیں تصنیف کی ہیں مسائل کا اظہار ان کا شیوع انہیں نے کیا۔ اظہار عالم میں امام ابو حنیفہ کے علم کو انہیں نے پھیلایا۔ قال حماد بن ابی مالک ما کان فی اصحاب ابی حنیفہ مثل ابی یوسف ملّا۔ ابو یوسف ما ذکر ابو حنیفہ ولا محمد بن ابی لیلیٰ وکنہ ہوا الذی نشر قولہما و بقی علمہما اھ (الناجی الکامل ص ۹) عار بن ابی مالک کہتے ہیں کہ اصحاب ابی حنیفہ میں امام ابو یوسف جیسا کوئی شخص نہیں ہے اگر امام ابو یوسف نہ ہوتے تو محمد بن ابی لیلیٰ اور امام ابو حنیفہ کا کوئی ذکر نہ کرتا انہیں نے دونوں کے قول و علم کو عالم میں پھیلایا وقال ابو یوسف سألنی الامام عن مسئلة فاجبتہا عنہا فقال لی من ابنک لک هذا فقلت من حدیثک الذی حدثتنا انت شرذکرت لہ الحدیث فقال لی یا یعقوب انی لا حفظ هذا الحدیث قبل ان یجتمع ہواک وما عرفت تاویلہ حتی الان اھ (الناجی الکامل ص ۹) امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مجھ سے امتش نے ایک مرتبہ ایک مسئلہ پوچھا میں نے اس کا جواب دے دیا تو وہ فرماتے گئے تم کو یہ جواب کہاں سے معلوم ہوا تو میں نے کہا کہ اسی حدیث سے جو آپ نے مجھ سے بیان کی تھی

اور چرہ حدیث میں نے ان کو سنا دی تو امش کہنے لگے اے یعقوب یہ امام ابو یوسف کا نام ہے، میں بھی اس حدیث کا حافظ ہوں لیکن اب تک اس کے معنی میری سمجھ میں نہ آتے تھے اس وقت سمجھا ہوں۔ ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں اور امام ابو یوسف کے حافظہ اور فہم کی داد دیں جن کا امش نے بھی اقرار کر لیا۔ اسی پر فلاس اور بخاری کثیر الغلط اور ترکہ کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! و اخبار ابی یوسف کثیرۃ و اکثر الناس من العلماء علی فضلہ و تعظیمہ (۱) (الناظر المکمل ص ۱۲۷) امام ابو یوسف کے اخبار بہت ہیں اور اکثر علماء ان کی فضیلت اور تنظیم کے قائل ہیں۔ یہ نواب صاحب کا قول ہے جو فیصلہ کے طور پر ہے۔ ماقبل میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جن کے مدح کرنے والے زیادہ ہوں اس کے بارے میں جارحین کی جرح مقبول نہیں۔ نیز ہم عصر کی جرح بھی دوسرے ہم عصر کے بارے میں مقبول نہیں۔ عبداللہ بن مبارک، وکیع بن الجراح ہم عصر ہیں۔ بخاری، دارقطنی، ابن عدی وغیرہ متعصب ہیں لہذا ان کی جرح بھی مقبول نہیں۔ ناظرین اب میزان الاعتدال کی عبارت کے متعلق شیخ مولف رسالہ نے جو فلاں کا قول نقل کیا ہے اس کا ایک لفظ ترک کر دیا کیونکہ وہ امام ابو یوسف کی مدح میں تھا اصل عبارت یوں ہے۔ قال الفلاس صدوق کثیر الغلط فلاں کہتے ہیں امام ابو یوسف صدوق کثیر الغلط تھے۔ دوسرے جملہ کا جواب عرض کر چکا ہوں پہلا جملہ الفاظ تعدیل و توثیق میں سے ہے لہذا فلاں کے نزدیک بھی ان کا صدوق ہونا مسلم ہے۔ ۱۰ دوسرا ہاتھ مٹی کھول یہ چوری میں نکلی، وقال حم والناقد کان صاحب سنۃ (۱) (میزان ص ۳۲۷) مروی کہتے ہیں امام ابو یوسف صاحب سنت تھے یہ بھی توثیق ہے وقال ابو حاتم یکتب حدیثہ (۱) (میزان الاعتدال ص ۳۲۷) ابو حاتم کہتے ہیں امام ابو یوسف کی حدیث لکھی جاتی ہے یہ بھی تعدیل کے الفاظ ہیں۔ وقال النضر بن جہواتبع القائم للحدیث (۱) (میزان ص ۳۲۷) امام مزنی کا قول ہے کہ وہ اتباع الحدیث دوسروں کے اعتبار سے ہیں یہ بھی مدح ہے۔ واما الطحاوی فقال سمعت ابوا یوسف بن ابی داؤد السیراسی سمعت یحییٰ بن معین یقول لیس فی اصحاب الراہی اکثر حدیثا

ولا اثبت من ابی یوسف (۱) (میزان جلد ثالث ص ۳۲۷) لیکن امام طحاوی نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ابوا یوسف بن ابی داؤد ہر کسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا امام ابو یوسف اکثر حدیث اور اثبت فی الحدیث باعتبار دوسرے اصحاب راستے کے ہیں۔ وقال ابن عدی لیس فی اصحاب الراہی اکثر حدیثا منه الا انہ یروی عن الضعفاء الکثیر مثل الحسن بن عمارۃ وغیرہ وکثیرا ما یخالف اصحابہ ویلتصق الاثر فاذا روی عنہ ثقتہ وروی ہو عن ثقتہ فلا یاس بہ (۱) (میزان ص ۳۲۷) ابن عدی کہتے ہیں اصحاب راستے میں ان سے زیادہ حدیث والا کوئی دوسرا نہیں ہے مگر اتنی بات ہے کہ ضعیفوں سے زیادہ روایت کرتے ہیں جیسے حسن بن عمارہ وغیرہ ہیں اور بسا اوقات اپنے اصحاب کی مخالفت اور حدیث کی اتباع کرتے ہیں جس وقت ان سے کوئی ثقتہ روایت کرے اور وہ بھی ثقتہ سے روایت کریں تو لا باس بہ ہیں۔

ناظرین میزان کی یہ سب عبارتیں بھی میں امام ابو یوسف کی ائمہ نے توثیق کی ہے مولف رسالہ نے اپنی حقانیت اور دیانت داری ظاہر کرنے کے واسطے حذف کر دیں اور صرف فلاں اور بخاری کے قول کو نقل کر دیا تاکہ عوام کو دھوکہ میں ڈال دیں۔ ضعیف راویوں سے روایت کرنا اگر کسی کو ضعیف بنا دیتا ہے تو پھر امام مسلم اور امام بخاری بھی ضعیف ہیں کیونکہ انہوں نے بھی روایت ایسے لوگوں سے کی ہے جس نے بخاری مسلم کا مطالعہ کیا ہے اور کتب رجال پر اس کی نظر ہے وہ بھی طرح جانتا ہے کہ بخاری مسلم میں کتنے راوی متکلم فیہ ہیں۔ میں نمونہ کے طور پر چند نام بخاری کے ذکر کرتا ہوں ان سے اندازہ فرمائیں اور مولف رسالہ کو داد دیں۔ حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ کتاب المناقب میں حسن بن عمارہ موجود ہیں جن کے ترک پر ائمہ جرح و تعدیل کا اتفاق ہے (مقدمہ ص ۳۹) اسید بن زید الجمال بخاری کتاب الرقاق میں موجود ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کی ان کے بارے میں توثیق نہیں دیکھی (مقدمہ ص ۳۸) حسن بن بصری کو دیکھتے اور بخاری میں موجود ہیں۔ امام احمد ابن معین

ابو حاتم نسائی ابن عربی یہ پانچوں ان کے ضعیف ہونے کے قائل ہیں (مقدمہ ص ۳۹۳)
 غرض ایسے ہست۔ بنکلیں گے جن میں ائمہ نے کلام کیا اور وہ بھی حد درجہ کا پھر
 بخاری میں موجود ہیں۔ لہذا اگر کوئی بخاری کو ضعیف کہنے لگے تو کیا مولف رسالہ
 یا ابن عدی اس کے ہم نوا ہوں گے۔ پس جو اس کا جواب ہے وہی امام ابو یوسف کی
 طرف سے جواب ہے۔ میں نے تحقیق اتمام میں اس کے متعلق زیادہ بسط سے بحث
 کی ہے جو مطلوب ہے ظہر راستے ایسی طرح ہے جس سے راوی ہر دھڑ نہیں ہوتا
 چنانچہ مقدمہ فتح الباری اور کتاب جامع العلم سے منقول ہو چکا ہے لہذا ایسے امور کو
 پیش کرنا مفید نہیں۔ امام ابو یوسف پر جو یہ مصیبت آئی ہے کہ وہ ضعیف ہو گئے وچ
 اس کی صرف امام ابو حنیفہ کی شاگردی ہے۔ مولف رسالہ نے یہاں پر دریدہ وہنی سے
 کام لیا ہے جو اہل علم کی شان سے اور خصوصاً اہل حدیث کی شان سے سبعا بعید ہے
 ان الفاظ کے نقل کرنے کو بھی میں اچھا نہیں سمجھتا۔ لہذا ترک کرتا ہوں۔ صرف جواباً یہ
 عرض ہے ع کلی ست سعدی و در چشم دشمنان خاست۔ اب آگے مولف رسالہ
 عمل نشانی فرماتے ہیں۔

قولہ یہ تو بجا حال ابو یوسف کا۔ اقول جس کی تفصیل ناظرین معلوم کر چکے ہیں
 قولہ اب نینے امام محمد کا حال جنہوں نے ایک موطا بھی لکھ ماری ہے (پانچوں
 سواروں میں اپنے کو بھی شامل کرنے یا خون لگا کر شیدہ بننے کو) اقول ناظرین یہ ہے
 تہذیب اور سلف کے ساتھ ان کا یہ برتاؤ ہے۔ کیا آپ اس کو علی تحریر سمجھتے ہیں جو
 اور الفاظ گندے کہے ہیں وہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں جس سے بازار ہی بھی ماتیں
 لیکن یہ حضرات کا طریقہ ہے کہ ہر ایک کو بڑا جلا کا کرتے ہیں اور سوائے اس کے
 ان کے ہر میں اور کچھ نہیں ہے۔

آپ نے گالیاں دیں خوب بود خوب کیا بھڑا مجھ کو مزا آیا شکہ پاروں کا
 امام محمد کے موطا تصنیف کرنے پر آپ کو کیوں حسد پیدا ہو گیا۔ اگر آپ میں کچھ ہمت
 ہے تو اپنی سند کے ساتھ اسی طرح کی حدیث کی کتاب چھوٹی سی چھوٹی تصنیف کر کے

دکھائیں۔ دیکھیں تو سہی آپ کہتے پانی میں ہیں۔ امام محمد نے ایک موطا ہی تصنیف نہیں
 کی تو سونا نوے کتابیں تالیف کی ہیں۔ آپ سنا نوے ہی تالیف کر کے دکھائیں۔ امام
 محمد کی تصانیف سے بڑے بڑوں نے فائدہ حاصل کیا ہے اور تعریف کی ہے اولاً
 کے علم کا وہاں مان گئے ہیں۔ چنانچہ آ رہا ہے۔

یہاں تک تو ناظرین نے مولف رسالہ کی علمی حالت کا اندازہ کر لیا ہے۔ اب
 اور آگے چل کر معلوم کر لیں گے۔ نیز امام محمد صاحب کی قدر و منزلت فضیلت و علمیت
 وغیرہ بھی معلوم ہو جائے گی۔

قولہ امام نسائی نے اپنے رسالہ کتاب الضعفاء والمتروک میں لکھا ہے و محمد
 بن الحسن ضعیف اور میزان الاعتدال میں ہے۔ لینہ النسائی۔ غیہ من
 قبل حفظہ اور لسان میزان میں ہے۔ قال ابو داؤد لا یکتب حدیثہ و یجوز
 ترجمہ اردو) اقول

کم بہت و لغزش بہت ہے ملتے دل کانوں پر ہاتھ رکھ کر کے سنوں ما جلتے دل
 میزان الاعتدال میں تلبیس امام نسائی نوکر کرنے کے بعد ذہبی فرماتے ہیں یروى
 عن مالک بن انس وغیرہ وکان من لجور العلو والفقہ قویا ف مالک
 (میزان جلد ثلث ص ۳۳) حدیث کی روایت امام مالک وغیرہ سے کرتے ہیں۔ علم و فہم کے
 دریائے ناپید اکنار تھے۔ روایات مالک میں قوی تھے۔ ناظرین مقدمہ میزان الاعتدال
 کی عبارت کو پیش نظر رکھیں کہ میری اس کتاب میں وہ لوگ ہیں جن میں مشدین فی الجرح
 نے اونی لین کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ حالانکہ وہ جلیل القدر اور ثقہ ہیں۔ اگر ابن عدی
 وغیرہ ان کو اپنی کتابوں میں ذکر کرتے تو میں بھی ان کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اپنی
 اس کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا۔ امام ذہبی مالک میں ان کو قوی کہتے ہیں۔ علم کے دریا
 ناپید اکنار اور فقہ کے بحر بے پایاں ہیں اس سے امام ذہبی کے نزدیک مدوح اور ان
 کا ثقہ ہونا ظاہر ہے امام ذہبی فرماتے ہیں۔ ولوار من الراى ان احذف اسم
 احد ممن له ذکر بتلبیس مافی کتب الا شمة المذکورین خوفا من ان

یتعقب علی لاف ذکوته لضعف فیه حدیثی ۱۰۱ میں نے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں لوگ میرے درپے نہ ہو جائیں مناسب نہیں سمجھا کہ جن حضرات کی تعلیم کتب ائمہ نہ کویرین میں ہیں ان کو ذکرہ کروں اور ان کے ناموں کو حذف کروں۔ بات نہیں ہے کہ میرے نزدیک ان میں کسی قسم کا ضعف تھا اس لئے میں نے ان کو اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ حاشا وکلا۔ لہذا یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ امام محمد حافظ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں اس لئے ان کو میزان میں ذکر کیا ہے اگر کوئی مدعی ہے تو ثابت کر دکھائے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ہو محمد بن الحسن بن فوقہ الشیبانی مولاً ہو ولد بواسط و نشأ بالکوفة و تفقه علی ابن حنیفۃ و سمع الحدیث من الثوری و مسعی و عمرو بن ذر و مالک بن منقول و لا و زاعی و مالک بن انس و ربیعۃ بن صالح و جماعۃ و عنہ الشافعی و ابو سلیمان الجوزجانی و هشام الرازی و علی بن مسلم الطوسی و غیر ہو ولی القضاء فی ایام الرشید و قال ابن عبد الحکیم سمعت الشافعی یقول قال محمد اقم علی باب مالک ثلاث سنین و سمعت منہ اکثر من سبع مائۃ حدیث و قال الربیع سمعت الشافعی یقول حملت عن محمد و قرعین کتبا و قال ابن علی بن السمدینی عن ابیہ فی حق محمد بن الحسن صدوق ۱۰۲ (سان المیزان) یہ کتاب حیدرآباد میں مطبوع ہوئی ہے محمد بن الحسن مقام واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں انہوں نے نشوونما پائی۔ فن فقہ کو امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا۔ سفیان ثوری۔ مسعر۔ عمرو بن ذر۔ مالک بن منقول اور زاعی۔ مالک بن انس۔ ربیع بن صالح۔ اور ایک جماعت محدثین سے فن حدیث کو حاصل کیا۔ امام شافعی۔ ابو سلیمان جوزجانی۔ هشام الرازی۔ علی بن مسلم طوسی وغیرہ محدثین نے فن حدیث کے حصول میں امام محمد کی شاگردی اختیار کی۔ ہارون رشید کی خلافت کے زمانہ میں قاضی مقرر کئے گئے تھے۔ امام شافعی صاحب فرماتے ہیں کہ امام محمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام مالک صاحب کے یہاں تین سال اقامت کی اور سات سو

سے زیادہ مدینہ میں امام مالک سے سنیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ بھر کتابیں امام محمد کی مجھ کو پہنچیں۔ علی بن مدینی کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد محمد بن الحسن کو صدوق کہا کرتے تھے۔ جب ابن مدینی نے امام محمد کی توثیق کر دی تو پھر اور کسی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ وہی ابن مدینی ہیں جن کے سامنے امام بخاری جیسے شخص نے مذاکرے اور کوتاہ کیا اور ان کے فضل و کمال کا اقرار کئے بغیر بارہا نہ ہوا چنانچہ گزر چکا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ صدوق الفاظ توثیق میں سے ہے چنانچہ حافظ ذہبی میزان کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ فاعلی العبارات فی الرواۃ المقبولین ثبت حجة۔ وثبت حافظ وثقة متقن وثقة شریفة ثم صدوق ولا بأس بہ ۱۰۳ (میزان جلد اول ص ۳) اور جب ثابت ہو کہ لفظ صدوق توثیق ہے تو امام محمد صاحب کے مقبول اور ثقہ فی الحدیث ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا اور وہ بھی علی بن مدینی کی توثیق جو امام بخاری اور نسائی وغیرہ پر غالب ہے قال الشافعی ما رأیت اعقل من محمد بن الحسن ۱۰۴ (الناظر سمانی) امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد صاحب کو کوئی نہیں دیکھا۔ وروی عنہ ان رجلاً سالہ عن مسئلۃ فاجابہ فقال الرجل خالفك الفقهاء فقال له الشافعی وهل رأیت فقیہا اللهم الا ان یکون رأیت محمد بن الحسن ۱۰۵ (الناظر سمانی) امام شافعی سے کسی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا اس کا انہوں نے جواب دیا سائل نے کہا کہ فقہا تو آپ کی اس مسئلہ میں مخالفت کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا تو نے کیا کوئی کبھی فقہ دیکھا۔ ہاں امام محمد کو دیکھا ہو تو بے شک ٹھیک ہے کہ وہ اسی قابل ہیں اس سے ظاہر ہے کہ امام شافعی بھی امام محمد کی فتاویٰ فی الدین کا لوہا مائلے ہوئے ہیں وکان اذا حدثتہم عن مالک امتلأ منزلہ وکثر الناس حتی یضیق علیہ الموضع و تنذیب الاسماء جس وقت امام محمد حدیث کی روایت امام مالک سے کرتے تو ان کا مکان کثرت سامعین اور شاگردوں سے بھر جاتا تھا حتیٰ کہ خود موضع جلوس بھی تنگ ہو جاتا تھا اگر امام محمد صاحب کو حدیث دانی میں دخل نہ ہوتا تو یہ کثرت از و عام محدثین کی کیوں

ہوتی اگر وہ ضعیف ہوتے یا حافظ حدیث نہ ہوتے تو یہ محدثین بڑے بڑے کیوں ان کی شاگردی کو مایہ ناز نہ سمجھتے اور کیوں ان کے مکان کو شوق سماعت حدیث میں بھر دیا کرتے۔ اس کو تو وہی حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں جن کو خدا نے عقل و ہوش عنایت کئے ہیں اور علم دین سے کچھ حصہ ملا ہے۔ عن یحییٰ بن معین قال کتبت الجامع الصغیر عن محمد بن الحسن (۱۵) تاریخ خطیب و تنزیب الاسماء، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے جامع صغیر کو روایۃ امام محمد سے لکھا ہے۔ عن یحییٰ بن معین قال سمعت محمد اصحاب الراۃ فقیل سمعت هذا الكتاب من ابی یوسف قال واللہ ما سمعته منه وهو اعلو الناس به الہ الجامع الصغیر فان سمعته من ابی یوسف (۱۵) مناقب کروری (۱۵) امام محمد سے یحییٰ بن معین کا روایت کرنا اور ان کی کتابوں کی سماعت کرنی اور ان کی شاگردی اختیار کرنی یہ سب امور امام محمد کی فضیلت اور صاحب علم اور عادل ضابط حافظ محدث فقیہ صدوق ہونے پر دلالت ہیں۔ عن عبد اللہ بن حلی قال سالت ابی عن محمد قال محمد صدوق (۱۵) مناقب کروری جلد ثانی (۱۵) عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی بن مرینی سے امام محمد کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ امام محمد صدوق ہیں عن عاصم بن عمامہ الثقفی قال کنت عند ابی سلیمان الجوزجانی فأتاہ کتاب احمد بن حنبل بانک ان توکت روایۃ کتب محمد جئت الیک لنسمع منک الحدیث فکتب الیہ علی ظہری وقعتہ ما مصیرک الینا یرفعنا ولا قعودک عا یرضعنا ولیست عندی من هذا الكتاب او قاراحتی اریہا حسبۃ (۱۵) مناقب کروری جلد ثانی (۱۵) اگر امام محمد صدوق اور ثقہ عادل حافظ ضابط محدث نہ ہوتے تو امام احمد جیسا شخص ان کی کتابوں کی روایت کی تمنا نہ کرتا کیونکہ وہ ثقہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔ نیز جو جواب ابو سلیمان جوزجانی نے امام احمد کو دیا وہ بھی امام محمد کے علم و فضل اور کمال پر دلالت ہے چنانچہ ظاہر ہے و ذکر السلفی عن احمد بن کامل القاضی قال کان محمد موصوفا بالروایۃ والکمال فی الراۃ

والتصنیف ولہ الحنفیۃ الرفیعۃ وكان اصحابہ یعظمونہ جدا (۱۵) مناقب کروری جلد ثانی (۱۵) احمد بن کامل قاضی کہتے ہیں کہ امام محمد روایت حدیث اور کمال فی الفقہ اور وصف تصنیف کے جامع تھے۔ ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ ان کے اصحاب ان کی بہت ہی تعظیم کرتے تھے۔ و ذکر الحلبي عن یحییٰ بن صالح قال قال یحییٰ بن اکثو القاضی رأیت مالکاً و محمد اقلت ایہما افقہ قال محمد (۱۵) مناقب کروری جلد ثانی (۱۵) یحییٰ بن صالح کہتے ہیں کہ یحییٰ قاضی نے فرمایا کہ میں نے امام مالک کو بھی دیکھا اور امام محمد کو بھی میں نے دریافت کیا دونوں میں افقہ کون ہے تو جواب دیا کہ امام محمد افقہ ہیں۔ و بہ عن ابی عبیدہ قال ما رأیت اعلو بکتاب اللہ تعالیٰ من محمد (۱۵) مناقب کروری جلد ثانی (۱۵) ابی عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے کتاب اللہ کا عالم امام محمد سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ عن ادريس بن یوسف القزاطیسی عن الامام الشافعی ما رأیت رجلاً اعلو بالحدود والحرام والناسخ والمنسوخ من ہذا (۱۵) مناقب کروری جلد ۱۵ (۱۵) امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کسی کو طلال و حرام اور ناسخ و منسوخ کا عالم نہیں دیکھا۔ عن ابی ہیسو الحلی قال سالت احمد بن حنبل من این لك هذه المسائل الدقاق قال من کتب محمد بن الحسن (۱۵) مناقب کروری جلد ۱۵ (۱۵) امام احمد سے دریافت کیا کہ یہ مسائل دقیقہ آپ نے کہاں سے حاصل کئے تو انہوں نے جواب دیا کہ امام محمد صاحب کی کتابوں سے میں نے حاصل کئے ہیں۔ اس روایت کو خطیب نے اپنی تاریخ میں اور امام نووی نے تہذیب الاسماء میں بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابو عبیدہ کے قول مذکور کو بھی امام نووی نے کتاب مذکور میں نقل کیا ہے۔ غرض ناظرین کے سامنے مشتے نمونہ از خروارے امام محمد کے بارے میں ائمہ کے اقوال پیش کئے ہیں جو امام محمد کے فضل و کمال، علم و حفظ، صدق و دیانت، مفسر و محدث، فقیہ ہونے پر شاہد عادل ہیں۔ اگر ایسا شخص ضعیف ہو تو پھر قیامت نہیں تو اور کیا ہے۔ ناظرین ان اقوال سے جہالتِ شان امام محمد ظاہر ہے۔

قولہ - یہ تو ہوا امام صاحب کے شاگردوں کا حال۔ اقول۔ جن کی کنیت ناظرین نے معلوم کر لی۔

قولہ۔ لیکن امام صاحب کا ایک مزید احوال اور سنئے۔ اقول۔

یہ سنا ہے حضرت نافع میاں آنے کو ہیں میں سمجھتا ہوں جو کچھ مجھ سے فرماتے کو ہیں اس کے متعلق پہلے بھی کچھ عرض کر چکا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فرمائیے اور جواب سنئے۔

قولہ۔ امام صاحب اس کے علاوہ کہ ضیف تھے مرحۃ بھی تھے اقول۔

دیکھتے ہی تجھ کو اسے قاصد سجدہ جاتی گئے وہ ان کے دل پر حال دل میرا ہے یکسر آئینہ ہم تو پہلے ہی بحر رہے ہیں کہ عوام کو گمراہ کرنا آپ حضرات کے باتیں ہاتھ کا کھیل ہے حق پوشی آپ کا شعار اور نا انصافی آپ کا دیر و سہ خیر۔

ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ نہ تو ضیف تھے نہ مرحۃ۔ یہ بات نامرہر کی بنائی ہوتی سی ہے۔ امام صاحب پر یہ اتہام اور افتراء ہے۔ سنئے مرحۃ ارجاء سے مشتق ہے۔ جو باب افعال کا مصدر ہے۔ لغت میں اس کے معنی تاخیر کرنا ہیں اصطلاح میں ارجاء کے معنی اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنے کے ہیں۔ مرحۃ ضالہ اس فرقہ کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے اور ساتھ اس کے اس فرقہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکے اور گناہ کو گناہ پر سزا سنیں دی جاتے گی۔ بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی اور عذاب ثواب گناہوں اور نیکیوں پر مرتب ہی نہیں ہوتا۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔ ان کے عقائد اس کے خلاف ہیں چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خود فقہ اکبر میں تصریح فرماتے ہیں اور فرقہ مرحۃ کا رد کر رہے ہیں۔ لا نقول حسنا تانا مقبولة وسياتنا مغفورة كقول المرحبة ولكن نقول من عمل عملا حسنا بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسدة ولعمري بطلها حتى يخرج من الدنيا مومنا فان الله تعالى لا يضعها بل يقبلها منه ويشيبه

حلیہا (فقہ اکبر) ہمارا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ ہماری نیکیاں مقبول اور گناہ بخشے جوتے ہیں جیسا کہ مرحۃ کا اعتقاد ہے کہ ایمان کے ساتھ کسی قسم کی بڑائی نقصان دہ نہیں اور نافرمان کی نافرمانی پر سزا نہیں۔ اس کی خطائیں سب معاف ہیں۔ بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص کو قتی نیک کام اس کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو صانع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کرے اس پر ثواب عطا فرمائے گا۔ ناظرین اس عبارت نے تمام ہمتانوں کو دفع کر دیا۔ امام ابو حنیفہ تو مرحۃ کا رد فرماتے ہیں اگر خود مرحۃ جتنی ہوتے تو ان کے عقیدہ کا رد کیا اور اپنے عقیدہ کا انہار کیوں کرتے جو مرحۃ کے خلاف اور اہل سنت کے موافق ہے۔ انہوس ہے ان حضرات پر جو حدائق اور عناد کو اپنا پیشوا اور امام بنا کر اس کی اقتدا کرتے اور حق کو پس پشت ڈالتے ہیں من العجب ان غسان كان يحكي عن ابى حنيفة مثل مذهبه ويعده من المرحبة (دلیل نخل عبد الکیم شہرستانی) قعوب خیر یہ بات ہے کہ غسان اپنا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب کی طرح بیان کرتا ہے۔ پھر بھی ان کو مرحۃ میں سے شمار کرتا ہے ناظرین غسان ابن ابان مرحۃ ہے۔ اس نے اپنے مذہب کو رولج دینے کے لئے امام صاحب کی طرف ارجاء کی نسبت کی اور مرحۃ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کر دیا کرتا تھا۔ حالانکہ امام صاحب کا وامن اس سے بالکل بری تھا اسی بنا پر ملا ملائین اشیر ہزری نے اس کی تردید کی وہ فرماتے ہیں۔ وقد نسب اليه وقيل عنه من الاقاويل المختلفة التي يجعل قدره عنهما ويتنزه منها القول بخلق القرآن والقول بالتدوير والقول بالارجاء وغير ذلك مما نسب اليه ولا حاجة الى ذكرها ولا الى ذكر قائلها والظاهر انه كان ممنها عنهما (جامع الاصول) بہت اقوال مختلفہ ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے اور وہ ان سے بالکل منزہ اور پاک ہیں چنانچہ خلق قرآن۔ تفسیر ارجاء۔ وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال کا

اور ان کے قائلین کا ذکر کیا جلتے۔ کیونکہ ہر سی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ان تمام امور سے بری اور پاک تھے جب علماء اہل ائمہ نے اس کی تصریح کر دی کہ یہ جملہ امور امام ابو حنیفہ پر مبتنان و جھوٹ اور افتراء پر وازی ہے اور امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک و صاف تھا تو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے اور حق کا قانع سمجھتے ہیں۔ پھر ایسے غلط اور باطل امور کو کتابوں رسالوں میں لکھ کر شائع کرتے اور عوام کو بہکاتے ہیں۔

اے ہنرمند! نہادہ برکت دست عیب دار گرفتہ زیر بغل
ناظرین ان عبارتوں پر غور فرمائیں اور متواتر رسالہ کو داد دیں۔ ایمان کے متعلق
امام صاحب کا عقیدہ ان کے اس قول سے معلوم کر لیتے۔ اخبرنی الا امام الحافظ
ابو حفص عمر بن محمد الباق النسفی فی کتابہ الی من سمرقند۔ اخبرنا
الحافظ ابو علی الحسن بن عبد الملک النسفی انا الحافظ جعفر بن محمد
المستغفی عن النسفی انا ابو عمیر و محمد بن احمد النسفی انا الامام الیستاف
ابو محمد الحارثی ابنہ محمد بن یزید ابنہ الحسن بن صالح عن ابی
مقاتل عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال الایمان هو المعرفة والتصديق
والاقرار والاسلام قال والناس فی التصديق علی ثلاثہ منازل فمنہم
من صدق اللہ تعالیٰ وبما جاء منہ بقلبه ولسانه ومنہم من صدق بلسانه
و یكذب بقلبه ومنہم من یصدق بقلبه و یكذب بلسانه فاما من صدق
اللہ وبما جاء من عنده بقلبه ولسانه فهو عند اللہ وعند الناس مومن
ومن صدق بلسانه وکذب بقلبه کان عند اللہ کافرا وعند الناس مومنا
لان الناس لا یعلمون ما فی قلبه وعلیہم ان یسموه مومنا بما ظہر
لہم من الاقرار بهذه الشهادة و لیس لہم ان ینکلفوا حلل القلوب
ومنہم من یکون عند اللہ مومنا وعند الناس کافرا وذلک بان یکون
الرجل مومنا عند اللہ یظہر انکف بلسانه فی حال النقیۃ فیسمیه من لا

یعرفہ متقی کافرا وهو عند اللہ مومنا اہ کتاب المناقب للرفیق بن احمد لکھی جلد اول ص ۵۴
دوسرے امام صاحب فرماتے ہیں کہ معرفت اور تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اور اسلام کے
مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ لیکن تصدیق قلبی میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے
اللہ تعالیٰ کی اور جوامور اس کی طرف سے آتے ہیں وہ لوگوں کی تصدیق قلب و زبان سے
کی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو زبان سے اقرار کرتے ہیں لیکن قلب سے تکذیب
کرتے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو قلب سے تصدیق کرتے اور تکذیب لسانی کا ارتکاب
کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے حضرات عند اللہ اور عند الناس مومن ہیں اور دوسری قسم کے
لوگ عند اللہ کافر اور عند الناس مومن شمار ہوتے ہیں کیونکہ لوگوں کو باطن کا حال معلوم
نہیں وہ تو صرف ظاہری حال دیکھ کر حکم لگاتے ہیں اور وہ ظاہر میں تصدیق کرتا ہے
لہذا ان کے نزدیک مومن ہے اور چونکہ تکذیب قلبی ہے اس لئے خدا کے نزدیک
کافر ہے۔ تیسری قسم کے لوگ خدا کے نزدیک مومن اور دنیا والوں کے نزدیک کافر
شمار ہوتے ہیں چونکہ کسی خوف و مصیبت کی وجہ سے انہوں نے کلمہ کفر نکالا ہے لیکن
دل میں تصدیق و ایمان باقی ہے اس لئے خدا کے نزدیک مومن ہے اور ظاہری
حالت تکذیب کی ہے اس لئے دنیا والوں کے نزدیک کافر ہے کیونکہ ان کو ان کی باطنی
حالت کا علم نہیں ہے۔ اس لئے ان پر حکم کفر عائد کرتے ہیں۔ ناظرین اب تو آپ کو معلوم
ہو گیا کہ ایمان میں امام صاحب کا قول فرقہ مرتبہ کے بالکل خلاف ہے۔ امام صاحب کو
مرتبہ میں شمار کرنا جاہلوں اور مفسدوں کا کام ہے۔ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اعمال
ظاہریہ تصدیق قلبی کے اجزا نہیں ہیں۔ ایمان کامل کے اجزاء ہیں مطلق ایمان کے متمم
اور مکمل ہیں۔ اعمال ظاہریہ جس سے ایمان میں کمال نور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہی امام
ابو حنیفہ کا عقیدہ اور جملہ حنفیہ کا اعتقاد ہے خارجیوں اور رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ اعمال
ایمان کے اجزاء ہیں۔ اگر کوئی عمل فرماں مثلاً ایک وقت کی نماز کسی نے ترک کر دی تو ان
کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کے نزدیک وہ فاسق ہے کافر
نہیں میں حنفیوں کا عقیدہ ہے۔ یہ ارہا۔ کے معنی ہیں کہ اعمال ایمان سے جس کو

تصدیقِ قلبی کہا جاتا ہے طہرہ ہیں اس کی حقیقت اور ماہیت میں داخل نہیں ہیں اس کے متمات ہیں۔ اسی بنا پر عقائد میں مرحبہ کی دو قسمیں کی ہیں، شعبہ المرجئة علی نوعین مرحبۃ مرحومة وھما اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مرجئة ملعونة وھما الذین یقولون بان المعصیۃ لا تغتفر والعاصی لا یعاقب (۱) (قتیدہ ابوالشکور) پھر مرحبہ کی دو نوعیں ہیں ایک مرحبہ مرحومہ جو صحابہ کرام کی جماعت ہے اور دوسری نوع مرحبہ ملعونہ کی ہے جو اس کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو عتاب و عذاب نہیں ہوگا۔ تاخرین صحابہ کرام بھی مرحبہ کہلاتے ہیں لیکن وہ اس گمراہ فرقہ سے علیحدہ ہیں۔ اگر بالفرض کسی نے امام ابوحنیفہ کو مرجئی لکھا ہے تو اس کا مطلب وہی ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس لفظ کو اطلاق کرنے میں لیا جاتا اور سمجھا جاتا ہے۔ درود و ہر فرق کے واسطے ثبوت کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال و اعمال اور ان کا عقیدہ مذہب مرحبہ ضالہ کے خلاف ہے تو پھر کس طرح ان پر اس کو منطبق کیا جاتا ہے، حافظ ذہبی مسمر بن کلام کے ترجمہ میں لکھتے ہیں، اما مسمر بن کلام فجحة امام ولا عبرة بقول السیلمانی کان من المرجئة مسمر وحماد بن ابی سلیمان والنعمان وحمز بن مرة وعباد العزیز بن ابی رعد وابطو معاویة وحمز بن ذر و سدد جماعة قلت الدرجہ مذہب لعدۃ من جملة الصلحاء لا یلغی المتعالم علی قائدہ، مردیان الاعتدال بدلائل ۱۲۷، قول سلیمان کا اعتبار نہیں کہ مسمر اور حماد اور نعمان اور حمز بن مرہ اور عبید اللہ اور ابو معاویہ اور حمز بن ذر وغیرہ مرجئی تھے۔ ان کی طرف اس کی نسبت کرنی غلط ہے اس سے دی ہار جا۔ مراد ہے جو ملعون فرقہ کا اعتقاد ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں اربابہ برہے بڑے علما کی ایک جماعت کا مذہب ہے، لہذا اس کے قائل پر تعامل مناسب نہیں اسی سے وہی ارہا۔ مراد ہے جو صحابہ کرام کا طریق تھا۔ صدر اول میں فرقہ معتزلہ اہل سنت کو مرحبہ کہتا تھا۔ پس اگر کسی نے امام کو مرحبہ کہا تو اس سے کوئی نقصان نہیں کیونکہ یہ قول معتزلہ کے ہیں جو اہل سنت کے بارے میں استعمال کرتے تھے، نواب مدین حسن خاں

نے کشف الالتباس میں تصریح کی ہے کہ اگر اہل بصرہ کے متقلدین ہی اہل سنت والجماعت میں منحصر ہیں اور اہل سنت کا انحصار متقلدین ائمہ اربعہ میں ہے، پس وہ حدیث جو مولف رسالہ نے ترمذی سے نقل کی ہے جو ابن عباس سے مرفوعہ مروی ہے وہ امام صاحب اور حنفیہ پر کسی طرح منطبق نہیں ہو سکتی درود صحابہ کرام اور اہل علماء بھی اس سے عبارات بالا پنج نہیں سکھتے اور پھر اس کا جو کچھ نتیجہ ہے ظاہر ہے۔
قولہ۔ اب سینے ثبوت۔ اقول۔ اب ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ ان اقوال کا اعتبار نہیں۔

قولہ۔ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں فہرست اسمائے مرحبہ کی یوں گنائی ہے۔ اقول۔ جس کا جواب امام ذہبی میزان الاعتدال میں دے چکے ہیں اس کو ملاحظہ فرماتیں، جو ابھی میں نقل کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جامع الاصول کی عبارت کو ملاحظہ فرماتیں جو منقول ہو چکی، اس کے بعد قتیبہ کی عبارت کو غور سے دیکھیں، پھر فقرہ اکبر کی عبارت کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور کتاب المناقب پر سرسری ہی نظر ڈال لیں تو تمام مرتلے ملے ہو جائیں گے۔ ابن قتیبہ دینوری کی اگر فہرست گنا نے سے یہ منشا ہے کہ یہ حضرات فرقہ ضالہ گمراہ میں داخل ہیں تو عقل و نقل دونوں کے اعتبار سے غلط ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرحبہ مرحومہ میں داخل ہیں جو اصحاب رسول کریم اور اہل سنت کا فرقہ ہے تو کوئی عیب نہیں درود اس کی دلیل ہونی چاہیے، علاوہ انہیں ایک اور مصیبت یہ ہے کہ اگر ابراہیم تمیمی عمرو بن مرہ مسمر بن کلام، فارحہ بن مصعب ابو یوسف وغیرہ بقول مولف رسالہ مرجئی ہیں، اور مرجئی بزرگ مولف مسلمان نہیں چنانچہ تصریح کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان نہیں، تو امام ابو حنیفہ کے بارے میں ان حضرات کی جرح جو بزرگ مولف کافر ہیں کیونکہ قابل قبول ہوگی کیونکہ انہیں حضرات کو جابرین امام میں بھی قبول نے ٹھکر کیا ہے اس کا جواب مولف صاحب ذرا سوچ سمجھ کر دیں گے۔

اے چشم اشکبار فراد بچھنے تو دے ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو
قولہ۔ یہ چاروں کے چاروں مرحبہ ہیں اور مرحبہ کی بابت حدیث اور پرستانی گئی

قولہ۔ اب تمام حنفیوں کی بابت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ لیس لیس فی الاسلام نصیب کما ورد فی الحدیث فافہموا ولا تعجلوا اقول۔ جب ناظرین کو پوری کیفیت معلوم ہو چکی کہ حنفی اس سے بری ہیں یہ ان پر تحت ہے تو مولف رسالہ کا یہ قول کہونکر جمع ہو سکتا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مولف جیسے حضرات کو اسلام میں کچھ حقہ نہیں ہے کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی کریم فرماتے ہیں۔ لا یتجاوز القرآن عن حناجہ ہو یسر قون من الدین کما یسر ق السہو من الومیۃ۔ صحیح حدیث ہے۔ صحاح ستہ میں موجود ہے۔

تبعیہ منصف بنو خدا کے لئے کیا ہیں ہیں فقط جفا کے لئے
امام صاحب کے استاذوں کو معلوم کرنا ہو تو تبعیہ الضعیفہ تنویر الضعیفہ
الضعیفہ مقابلہ الضعیفہ تہذیب الضعیفہ تہذیب الاسماء غیرات حسان

قلادہ عقیان، طبقات حنفیہ، تذکرۃ الحفاظ وغیرہ کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں اور اگر فہرست اسماء کی معلوم کرنی ہو تو کتاب المناقب موفقی بن احمد کی کی جلد اول کے صفحہ ۳۳ سے ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح کتاب المناقب بزاز کی کردری کے جلد اول کے صفحہ ۳۳ سے ملاحظہ فرمائیں۔ سینکڑوں مشائخ آپ کو امام صاحب کے ملیں گے حتیٰ کہ شمار کرتے کرتے آپ چار ہزار ستانوں تک پہنچ جائیں گے۔ یہاں پر ان کی فہرست شمار کرنی طول اہل ہے اس لئے کتاب کا حوالہ مع صفحہ لکھ دیا ہے تاکہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے قول کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ بتیں ہی کافی ہیں۔

قولہ۔ حماد کی بابت تقریب التہذیب ص ۶۳ میں لکھا ہے دعی بالارجاد اقول۔ پوری عبارت تقریب کی ص ۶۳ میں یہ ہے حماد بن ابی سلیمان مسلم الا شعری مولانا ابو اسمعیل الکوفی فقیہ صدوق لہ اوامام من الخامسة رہی بالارجاد مات سنۃ عشتین او قبلہا ہا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق ہیں بعض اوامام بھی ان کے ہیں ارجاد کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حافظ کے نزدیک بھی مرجئی تھے۔ نیز ان کی طرف ارجاد اور وہم کی نسبت کرنی متحمل اور مصیبت پر مبنی ہے جو احادیث حماد روایت کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں امر سے وہ بری تھے۔ ان کی روایات مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مسند امام اعظم، موطا امام محمد وغیرہ کتب میں موجود ہیں جن حضرات نے ان کی روایات کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی حاملہ روایات ارجاد کے خارج کو ان سے ملتی ہیں، وہ فقیہ، ماول، ضابطہ حافظ متقن، صادق تھے۔ اسی بنا پر حافظ ذہبی یہ فرماتے ہیں، اگر ابن عدی ان کو ذکر کرتے تو میں بھی ان کے ثقت ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب میں ان کو ذکر کرتا، رواۃ حدیث میں اگر بالفرض ارجاد تسلیم کر لیا جاسے تو جرح نہیں ہے کیونکہ صحیحین کے روایات میں بہت سے راوی رافضی خالی اور خارجی ہیں جیسے عدی بن ثابت وغیرہ۔ پس اگر ارجاد معززت رساں ہو تو رافضی ہونا بطریق اولیٰ محل فی الروایۃ ہو گا۔ چہ جائیکہ علوی الرضی کیونکہ رضی مطلق

کے اقبال سے ارجاد کا مرتبہ کم ہے، نیز حنفیوں کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ اہل بدعت کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ جب تک کوئی داعی نہ ہو اور وہ حدیث ان کی بدعت کی تائید و موافقت کرتی ہو تو جو ارجاد کے ساتھ منسوب ہو اس کی روایت کیوں نہ مقبول ہوگی۔ علاوہ انہیں جب کہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مرجئی کی دو قسمیں ہیں مرجئی ملعونہ تو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ وہ فرقہ ملعونہ میں داخل ہیں اس کے واسطے دلیل کی ضرورت ہے۔ امام حماد کی روایات اور اقوال جو ان سے منقول ہیں وہ صریح اس امر میں ہیں کہ وہ فرقہ ملعونہ میں کسی طرح داخل نہیں۔ پھر قائل کے کلام کی ایسی تاویل کیوں کی جاتی ہے جو اس کی منشا کے خلاف ہے نیز ابن عدی رد کر چکے ہیں کہ سلیمان کے قول کا اعتبار نہیں کہ حماد مرجئی تھے لہذا ان تمام امور پر نظر ڈالتے ہوئے کون مائل ان پر جرح کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

قولہ۔ اور میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۳ میں ہے۔ تکلم فیہ بالارجاد اقول یہاں بھی وہی مجہول کا صیغہ ہے۔ امام ذہبی کے نزدیک امام حماد مرجئی نہیں تھے۔ اسی بنا پر وہ فرماتے ہیں۔ حماد بن ابی سلیمان ابو اسمعیل الاشعری الکوفی احد الائمة الففہاء سمع النس بن مالک وقف۔ بابواہیو النخعی روی عنہ سفیان وشعبۃ وابو حنیفہ وخلق تکلم فیہ بالارجاد ولولا ذکر ابن عدی فی کاملہ لسا وردتہ (میزان جلد اول ص ۲۳) حماد بن ابی سلیمان جن کی کنیت ابو اسمعیل ہے جو اشعری کوئی ہیں۔ ائمہ فقہاء سے ایک امام فقیہ ہیں حضرت انس سے احادیث سننی ہیں۔ ابراہیم نخعی سے فن فقہ حاصل کیا ہے۔ روایت حدیث میں سفیان، شعبہ امام ابو حنیفہ اور ایک جماعت محدثین کی ان کی شاگرد ہے۔ ارجاد کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔ اگر ابن عدی اپنے کامل میں ان کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی اپنی اس کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا لہذا ذکر تہ لثقتہ (میزان جلد اول ص ۲۳) کیونکہ یہ ثقت ہیں۔ اگر بالفرض حماد مرجئی ہوتے اور بزم تولد رسالہ مرجئی مسلمان نہیں ہیں تو سفیان اور شعبہ وغیرہ غیر مسلم سے روایت کیوں کرتے۔ اس سے تو ان حضرات کی عدالت بھی ساقط

ہو گئی اور ان کی روایات درجہ اعتبار سے گر گئیں کیونکہ نوزب اللہ یہ لوگ کافر کے شاگرد ہوتے اور انہی کافر کی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ امام ذہبی مسنون کلام کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ ولا عبوة بقول السليمانى كان من المرجحة مسعر وحماد بن ابى سليمان (الميزان جلد ثالث ص ۱۹۳)۔

سنبعل کہ باقول رکھنا میکہ میں فیج جی صاحب یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں اب اس عبارت نے بالکل مطلع صاف کر دیا۔ اب اور شیخے۔ قال ابن معین حماد ثقة وقال ابو حاتم صدوق وقال العجلي كوفي ثقة وكان افقه اصحاب ابوا حاتم وقال النسائي ثقة اه (تذیب التذیب) وفی الکشاف کان ثقة اماما مجتہدا کرمینا جوادا (تشیق النام و تلیق محمد) یحیی بن معین کہتے ہیں حماد ثقة ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ صدوق ہیں۔ مجلی کہتے ہیں کوفی ثقة ہیں۔ اصحاب ابراہیم میں افقہ ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ثقة ہیں۔ کاشف میں ہے کہ حماد ثقة۔ امام مجتہد جواد کریم ہیں۔ ناظرین ان اقوال کو ملاحظہ فرما کر متوفی رسالہ کو داد دیں کہ کہتے حق پوش اور حق کش ہیں قولہ۔ دونوں عہدوں کا حاصل یہ ہوا کہ حماد مرجحہ تھے۔ اقول۔ میں ابھی اقوال نقل کر چکا ہوں ان کو ملاحظہ فرماتیں۔ اگر بالفرض ارجاء ثابت ہو تو مرجحہ مرحومہ کی فہرست میں داخل کئے بغیر حارۃ کار نہیں۔ نیز ارجاء ثقاہت کے مضمر نہیں ورنہ سفیقا وغیرہ ثقہ نہیں رہتے اور ان کی روایت پر سے امان اٹھ جاتے گا۔ نیز ابن معین ابو حاتم۔ نسائی۔ مجلی۔ ابن عدی۔ حافظ ذہبی۔ حافظ ابن حجر وغیرہ بقول متوفی رسالہ اسلام سے خارج ہوں گے کیونکہ یہ ائمہ اسلام ہر م متوفی ایک کافر کی اتنی تعریف و مدح سرائی کر رہے ہیں اور اس کی روایات کو معتبر سمجھتے بلکہ اپنا پیشوا امام۔ مجتہد وغیرہ مانے ہوئے ہیں۔ مجب ہے۔ ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ ناظرین یہ ہے ان حضرات کی تحقیق اور ان کا مبلغ علم۔

مختصر اٹھے ہے نہ تلوار ان سے یہ ہار و برے آزمائے ہوئے ہیں
قولہ۔ اب سنو اعمش کے بابت جو دوسرے استناد امام صاحب کے ہیں

اقول۔ سنائے اور اپنی جہالت کی داد ناظرین سے وصول کرتے پھر میں بھی وہ جہالت پیش کروں جس کو آپ اور آپ کے ہم نوا پر کہ لیں پر کھالیں اور مصرین کو دکھالیں۔
قولہ۔ میزان الاعتعال جلد اول ص ۳۱ میں ہے۔ قال ابن المبارک انما افسد حدیث اہل الکوفۃ ابو اسحق والاعمش وقال احمد فی حدیث الہ عمش اضطراب کشیر وقال ابن ابی الدین الاعمش کان کشیر الوہو انتہی ملخصا۔ اقول۔

بتاتے دیتے ہیں تم کو گواہ کرتے ہیں ہٹو فلک کے تنے سے ہم آہ کرتے ہیں ناظرین یہ اعمش وہی ہیں جو صحاح ستہ کے رواۃ میں داخل ہیں۔ ہمارا کچھ مرجح نہیں۔ اگر یہ ضعیف ہو جائیں سب سے زیادہ میسبت کا سامنا اہل حدیث کو اور خصوصاً متوفی رسالہ کو ہو گا۔ کیونکہ یہ اعمش بخاری۔ مسلم کے راوی ہیں۔ یہ دونوں وہ کتابیں ہیں جن پر غیر متقدمین خصوصیت کے ساتھ ایمان لاتے ہوئے ہیں۔ اور بخاری کا تو مرتبہ صحت میں قرآن شریف کے بعد سمجھتے ہیں اس لئے ہماری بلا سے اگر یہ ضعیف ہو جائیں لیکن پھر بھی متوفی رسالہ کی خاطر سے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن میں متوفی رسالہ اپنی آنکھیں امام ابو حنیفہ کی عداوت کی وجہ سے بند کر لی ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ سلیمان بن مہران الاسدی الکاهلی ابو محمد الکوفی الاعمش ثقة حافظ عارف بالقراءۃ و دق لکنہ یدلس من الخامسة اه (تقریب ص ۱۸۱) سلیمان بن مہران اسدی کا بی بی کی کنیت ابو محمد ہے جو کوفہ کے رہنے والے ہیں جن کا لقب اعمش ہے ثقہ حافظ ہیں۔ قرأت کے باہر و عارف ہیں۔ پرہیزگار ہیں۔ لیکن تبدیل کرتے ہیں۔ طبقہ خامسہ میں داخل ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان پر صحاح ستہ کے رواۃ کی علامت لکھی ہے اور مرتبہ ثانیہ میں ان کو داخل کیا ہے اور مرتبہ ثانیہ میں وہ شخص حافظ کی اصطلاح میں داخل ہو گا جس کی حدیثیں نے تاکید کے ساتھ مدح کی ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں الثانية من اکدمدحه اما باقل کا وثقی الناس او بتکبر الصفۃ لفظا کشفۃ ثقة او معنی کشفۃ حافظ اه (تقریب ص ۱۸۱) مرتبہ ثانیہ میں وہ لوگ ہیں جن کی مدح تاکید کے

ساتھ کی گئی یا تو افضل تفضیل کا سیف استعمال کیا گیا ہو جیسے اولئ الناس یا الغفلون میں صفت کو مکرر کر دیا جائے جیسے ثقت ثقت یا معنوں میں مکرر کر دیا جائے جیسے ثقت مافظ۔

ناظرین نے تقریب کی عبارت ملاحظہ فرماتی ہے کہ مافظ ابن حجر نے ان کی تصریح میں ثقت مافظ اور عارف و روع الفاظ ذکر کئے ہیں۔ لہذا ان کے ثقت مافظ و روع ہونے میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں۔ ہاں جن کی آنکھوں پر عداوت و تعصب کی پٹی بندھی ہوتی ہے وہ بے شک نہیں دیکھ سکتے کیونکہ اندھے ہیں وہی منہ اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سیلمان مجروح ہیں ان کی مثال بعینہ یہ ہے۔

اس سادگی پر کون دم رواتے لئے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں اب امام ذہبی جو فرماتے ہیں ان کو سنتے ابو محمد احد الاثمة الثقات حدادہ فی صفار التابعین ما لفتوا علیہ الا التذلیس (۱) (میزان جلد اول ص ۴۳) سیلمان بن عمران جن کی کثرت ابو محمد ہے ائمہ ثقات میں سے ایک ثقت امام ہیں۔ ان کا شمار صفار تابعین میں ہے۔ سوائے تذلیس کے اور کوئی عیب ان میں محدثین کے نزدیک نہیں ہے۔ ناظرین اگر کوئی بات ہوتی تو امام ذہبی اس طرح نہ کہتے۔ ما لفتوا علیہ الا التذلیس۔ امام ذہبی عبداللہ ابن مبارک وغیرہ کا قول نقل کر کے جواہر لکھتے ہیں۔ کانہ عنی الروایۃ عن جاد والہ فالاعمش عدل صادق ثبت صاحب سنۃ وقرآن یحسن الظن بمن یحدثہ ویروی عنہ ولا یحکنتا بان لقطع علیہ بانہ علو ضعف ذلک الذی یدلسہ فان هذا حوام (۱) (میزان جلد اول ص ۴۳) گویا ان کی مراد وہ حضرات ہیں جن سے انہوں نے روایت کی ہے ورنہ خود اعمش عادل صادق ثبت صاحب سنت وقرآن ہیں۔ جن محدثین سے یہ روایت حدیث کرتے ہیں ان کے بارے میں اعمش کا نیک خیال ہے ہم کو مجال نہیں کہ ہم قطعی طور پر اعمش پر حکم لگا دیں کہ جس سے یہ حدیثیں کرتے ہیں اس کے ضعف کا ان کو یقینی علم ہے۔ کیونکہ یہ امر حرام ہے لہذا اعمش جیسے شخص سے کبھی یہ ممکن نہیں

ہو سکتا کہ وہ اس طرح کریں اور ابن جریر نے جو کثیر الوہم کہا ہے تو اس کے آگے اتنا جملہ اور ہے فی احادیث ہولاء الضعفاء الغرض ناظرین نے متوفی رسالہ کی دیانت داری دیکھ لی کہ حقیقت حال اور حق کے چپانے کی کتنی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں اس کا بدلہ دیں۔

قولہ اب دیکھو امام صاحب کے استاد کے استاد کی بابت یعنی ابراہیم نخعی جو عاود اور اعمش دونوں کے استاد ہیں۔ اقول۔ ناظرین کو ان کے متعلق بھی اجتہاد میں معلوم ہو چکا ہے کہ ابراہیم کے حجت ہونے پر محدثین مستقر ہیں۔ لہذا اس سے قبل متوفی نے کون سے تیر مارے ہیں۔ جواب ابراہیم نخعی کے متعلق تیر مارے گئے۔

قولہ خود اعمش ان کے شاگرد کہتے ہیں مارا بیت احد ادوی بعد یث لہ یسمعد من ابراہیم الخ اقول۔ اول تو تقریب کی عبارت سنئے مافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران الکوفی الفقیہ ثقتہ الا اللہ یرسل کثیرا من الخامسة مات سنۃ ست وتسعين وھو ابن خمسین او نحوھا (تقریب ملاحظہ) ابراہیم نخعی جن کی کثرت ابو عمران ہے کوئی ہیں۔ فقہ ہیں۔ ثقت ہیں مگر ارسال بہت کرتے ہیں۔ کیسے مافظ ابن حجر کے نزدیک مجروح نہیں ہیں۔ جب آپ کو کوئی قول جرح کا نہیں ملا تو آپ نے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ شاباش۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔ آپ نے جو اعمش کا قول نقل کیا ہے اس سے قبل جو میزان میں عبارت تھی اس کو کیوں ترک کر دیا۔ حق تو یہ تھا کہ اسے بھی ساتھ ہی ساتھ نقل کر دیتے۔ لیکن میں ہی نقل کئے دیتا ہوں۔ ابراہیم بن یزید النخعی احد الا علام یرسل عن جماعة (۱) (میزان ص ۴۳) جلد اول، ابراہیم نخعی علم کے پہاڑوں میں سے ایک کوہ گراں ہیں ایک جماعت سے ارسال کرتے ہیں۔ زید بن ارقم انس بن مالک وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے جس کو ذہبی نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے وقد رأی زید بن ارقم وحسین ولسو یصح لہ سماع من صحابی (میزان صفحہ ۴۴) تابعی ہیں غیر القرون میں داخل ہیں اور بشارت نبوی طوبی لمن رأی من رآف

میں شامل ہیں۔ اعمش کے قول مذکور کا مؤلف رسالہ مطلب بیان کریں کہ کیا ہے یہ من
ابراہیم کس لفظ کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کا ترجمہ صحیح کیا ہے۔ اعمش جو شاگرد ابراہیم
نخعی کے ہیں وہی فرماتے ہیں غور سے دیکھو۔ قال الا عمش کان خبیثاً
الحدیث (۱) (تذیب التذیب) ابراہیم نخعی حدیث میں اچھے اور غیر پسندیدہ نئے
اور دوسرا قول ان کا غور سے پڑھو۔ قال الا عمش قلت لا براہیمو اسنادی عن
ابن مسعود فقال اذا حدثک من رجل عن عبد اللہ فهو الذی سمعت و
اذا قلت قال عبد اللہ فهو من غیب واحد (۲) (تذیب التذیب) اعمش کہتے ہیں میں
نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت مجھ سے منہ بیان کر دیتے تو انہوں
نے جواب دیا کہ جب کسی واسطے سے عبد اللہ سے روایت کروں تو میں نے اسی شخص
سے وہ روایت سنی ہوتی ہے اور جب یہ کہوں کہ ابن مسعود نے یہ فرمایا ہے تو میری
سے مشائخ کے واسطے سے وہ روایت مجھ کو پہنچی ہوتی ہے اس لئے اس میں کسی قسم کا
شک نہیں ہوتا جو آپ نے فرمایا ہے۔ اعمش کا قول نقل کیا ہے وہ جرح نہیں ہے اور نہ
انہوں نے بطریق جرح بیان کیا۔ ورنہ انہیں کے قول کے متعارض ہو گا جو تہذیب سے
نقل کر چکا ہوں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ مفتی اہل الکوفۃ کان رجلاً صالحاً فقیہاً
(تذیب التذیب) کو فر کے مفتی اور صالح فقیہ تھے وجماعۃ من الاثمة صححو
مراسیلہ (۳) (تذیب التذیب) ائمہ کی ایک جماعت نے ان کے مراسیل کی تصحیح کی ہے وقال
الشعبی ما تروا احداً اعلو منہ (۴) (تذیب التذیب) شعبی کہتے ہیں ابراہیم نخعی نے
اپنے بعد اپنے سے زیادہ کوئی عالم نہیں چھوڑا ابن حبان نے ثقات تابعین میں ابراہیم نخعی
کو ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی میزبان میں فرماتے ہیں قلت واستغفر لا من حل ان
ابراہیمو حجة (۵) (میزان ۳۵) کہ اس امر پر اتفاق ہو چکا ہے کہ ابراہیم نخعی حدیث میں
حجت ہیں اسی بنا پر صحاح ستہ کے رواۃ میں داخل ہیں اگر ثقہ مادل نہ ہوتے تو امام بخاری
جیسا شخص جس پر غیر مقلد ایمان لاتے ہوتے ہیں اپنی کتاب صحیح میں ان کی روایات نقل نہ
کرتے۔ ناظرین یہ ہے تحقیق قولت کی ہلکا کچھ جرح نہیں۔ اگر وہ ضعیف ہو جائیں کیونکہ

بخاری مسلم کے راوی ہیں یہ کتابیں پھر صحیح نہیں رہیں گی کی غیر مقلدوں کو زیادہ پریشانی
ہوگی انہیں خود اس کا انتظام کرنا چاہیے۔

قولہ۔ امام ذہبی کہتے ہیں کان لا یحکمہ العریبۃ یعنی ابراہیم نخعی کو عربی کا علم
اچھا تھا۔ اقول۔ اس جملہ کے یہ معنی نہیں بلکہ امام ذہبی کی اس سے غرض یہ ہے کہ بولتے
وقت کسی کسی اعراب میں تغیر و تبدل ہو جاتا تھا جو حدیث دانی میں کوئی عیب پیدا نہیں
کرتا اور اس سے ثقاہت و عدالت میں کوئی فرق آتا ہے اس وجہ سے حجت ہیں
اس مطلب کو اس کے بعد والا جملہ دبعالحن متعین کرتا ہے کیونکہ لحن اعراب ہی میں
غلطی کرنے کا نام ہے۔ اسی وجہ سے مؤلف رسالہ نے اس جملہ کو نقل ہی سے اڑا دیا
تاکہ اپنا مطلب پورا ہو جائے۔ اگر ایسے امور کسی قسم کا عیب یا راوی میں جرح پیدا کرتے
ہوتے تو ذہبی کہیں بھی ان کی تعریف میں احد الاحلام اور حجت کا لفظ استعمال نہ کرتے
حافظ ابن حجر ان کو رجل صالح دیکھتے۔ اعمش ان کو میرافی الحدیث کے لقب سے یاد
کر کرتے۔ ابن حبان ثقات میں شمار کرتے۔ قال المعاریبی حدثنا الا عمش قال
ابراہیمو النسخی ما اکت من اربعین لیلۃ الا حجة عنب (۱) (کشف) اعمش کہتے
ہیں ابراہیم نخعی بیان کرتے تھے کہ چالیس روز سے سوائے ایک انگور کے اور کچھ میں نے
نہیں کھایا ہے۔ وقال التیمی وکان ابراہیمو عابداً صابراً علی الجوع الدائم
(تذیب التذیب) ابو اسامہ تیمی کہتے ہیں۔ ابراہیم عابد اور ذاتی جھوک پر مبر کرنے والے تھے
اور کوئی غیر مقلد ایسا مجاہد نفس اور ریاضت کرے تو سہی خصوصاً مؤلف رسالہ کر کے
وکلایے تو معلوم ہو۔ ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کی عداوت میں بڑے بڑے
ائمہ میں جو بخاری مسلم کے راوی کہلاتے ہیں متواتر رسالہ جرح کرنے بیٹھ گئے۔ یہ خیال نہ
کیا کہ آخر اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اور اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔ غیر کہ لاتے دہریشی غاوند
قولہ۔ یہاں تک تو ناظرین امام صاحب اور ان کے شاگردان اور ان کے استاؤں
کا حال معلوم ہو گیا ہو گا۔ اقول۔ جس کی ناظرین نے پوری کیفیت معلوم کر لی صرف انسان
کی ضرورت ہے۔

قولہ۔ لیکن ہم ایک مزے دار بات سنانا چاہتے ہیں۔ اقول۔ اس سے بجز اس کے کہ آپ کی ہمت و دہری اور عداوت و تعصب ظاہر ہو اور کیا ظاہر ہو گا۔

قولہ۔ وہ یہ ہے کہ امام صاحب کے اعلیٰ شاگرد یعنی امام ابو یوسف انہوں نے اپنے استاد امام صاحب کے ہمچو اور مرجع ہونے کی کن صاف لغتوں میں تصدیق کی ہے کہ اللہ اللہ چنانچہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اقول۔ مگر کیا نامح نے مجھ کو قید اچھایا ہی ہے۔ یہ جنوں عشق کے انداز چٹ بائیں گئے کیا ناظرین ار جا۔ اور مرجع کے متعلق گزشتہ صفحات میں معلوم کر چکے ہیں۔ اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر مولف رسالہ کی ایک اور فرست و دانائی کی بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف مولف رسالہ کے نزدیک مرجع ہیں مرجع کی فہرست میں ان کو شمار کر چکا ہے اور جو مرجع ہو وہ مولف رسالہ کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ چنانچہ خود وہ تصریح کر چکا ہے۔ لہذا امام ابو یوسف جو اس کے زعم فاسد کے اعتبار سے غیر مسلم ہیں ان کا قول امام ابو حنیفہ کے بارے میں کیونکر معتبر ہو گا اس کا جواب مولف رسالہ یا ان کے ہی خواہ دیں۔

دوسرے امام ابو یوسف باوجودیکہ جانتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مرجع اور جہی تھے تو پھر ان کے شاگرد کیوں بنے رہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کی انہوں نے اشاعت کیوں کی۔ ایسے شخص کے مذہب کی اشاعت جو بزم مولف رسالہ غیر مسلم تھا امام ابو یوسف جیسے شخص سے عاۃ محال ہے۔

تیسرے جب ان کے نزدیک جہی اور مرجع تھے تو پھر انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کیوں کی۔ چنانچہ مابقی میں بعض اقوال ان کے منقول ہو چکے ہیں جس سے یہ ثابت ہے کہ یہ بات نامہ بر کی بنائی ہوئی سی ہے۔ مولف رسالہ جیسے حضرات نے موضوع روایت امام ابو یوسف کی طرف سے گھڑی ہے اور ان کی طرف اس کو منسوب کر دیا۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ کہاں تک یہ قول صحیح ہو گا۔

چوتھے خطیب کی روایات اسانید معتبرہ سے ثابت نہیں و بعض الجرح لا تثبت ہو وایۃ معتبرہ کی وایۃ الخطیب فی جرحہ واکثر من جاء بعده عیال علی روایتہ فہی مرد وۃ و مچر و حۃ ۱۰ (مقدمہ تعلیق مجلد ۲۳) بعض جرح روایات معتبرہ سے ثابت نہیں چنانچہ خطیب کی روایات اور جو لوگ خطیب کے بعد ہوئے ہیں وہ خطیب ہی کی روایات کے متعلق ہیں لہذا یہ جرح مردود و مجروح ہیں۔ ان کا اعتبار نہیں۔ حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ اعلو انہ لوی قصد الا جمع ما قبل فی الرجل علی عاۃ المورخین و لوی قصد بذلک تنقیصہ ولا حط من تبتہ بدلیل انہ قدم کلام المادحین و اکثر منہ و من نقل مآثرہ مشوعقبہ بذکر کلام القادحین و مما یدل علی ذلک ایضاً ان الاسانید التي ذکرها للقدح لا یخلو غالبها من متکسوفیہ او مجهول ولا یجوز اجماعاً ثلثو عرض مسلوس بمثل ذلک فکیف باامام من ائمة المسلمين و غیرت حسان فضل انالیسوی امور میں کے طریق پر کسی شخص کے بارے میں جو جو اقوال طے خطیب نے ان کو جمع کر دیا۔ اس سے امام کی تنقیص شان اور مرتبہ کا کم کرنا مقصود نہیں کیونکہ اول خطیب نے مادحین کے احوال کو نقل کیا اس کے بعد جو جرح کرنے والے ہیں ان کا کلام نقل کیا جو اس امر کی دلیل ہے کہ تنقیص مقصود ہی نہیں۔ اور اس پر ایک اور بھی قرینہ قویہ ہے کہ جن روایات کو جرح کے طور پر ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر کی سند میں مجہول اور ضعیف لوگ موجود ہیں اور ائمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ ان جیسی روایات سے کسی ادنیٰ مسلمان کی آبروریزی کرنی جائز نہیں چر جائیکہ ایک مسلمانوں کے امام و پیشوا کی ہتک کرنی بطریق اول مرام ہوگی۔ ابن حجر مکی نے اس فصل میں خطیب کی جرح کے جواب دیتے ہیں۔ حافظ ابن حجر مذہب کے شافعی ہیں مولف رسالہ کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ یہ مخالفین مذہب امام ابو حنیفہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس فصل میں آگے فرماتے ہیں۔ و بعض صحتہ ما ذکرہ الخطیب من القدح عن قائلہ یعتد بہ فانہ ان کان من غیر اقوال الامام فہو مقلد لما قالہ

او کتبہ اعدادہ وان کان من اقوانہ فکذلک لمام ان قول الاتقی ان
بعضہم فی بعض غیر مقبول۔ (خبرات سان) اور اگر بالفرض یہ بھی مان لیں کہ جو
قول خطیب نے جرح میں نقل کئے ہیں وہ صحیح ہیں تو اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو
وہ اقوال امام صاحب کے ہم زمانہ کے ہیں یا ہم عصروں کے نہیں ہیں۔ اگر دوسری
صورت ہے تو اس کا اعتبار ہی نہیں کیونکہ یہ جو کچھ دشمنوں نے لکھا اور کہا ہے اس کی
تعلیل کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ دشمنوں کا قول معتبر نہیں اور اگر پہلی صورت ہے کہ یہ جرح
امام صاحب کے ہم عصروں سے صادر ہوتی ہے تو اس کا بھی اعتبار نہیں کیونکہ بعض
ہم عصر کا قول دوسرے ہم عصر کے حق میں مقبول نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ
ذہبی نے اسی کی تصریح کی ہے۔ لہذا جھوٹا یا مرجوحہ ہونے کی جو روایت ہے خواہ کسی
کی بھی ہو اور صحت کے درجہ پر پہنچی ہو تو ہو درجہ قبول اور حد اعتبار سے ساقط ہے
قالا لا سیما اذا لاح انه لعداوة اولمذہب اذا لحسد لا ینجو منه الا
من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصمہ اسوا اہلہ من ذلک الا
عصم النبیین والعصم یقتضی اہلہ واولول حافظ فرماتے ہیں خصوصاً اس وقت تو بالکل
نہی وہ جرح مردود ہے جب کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عداوت یا مذہب کی وجہ سے ہے
کیونکہ حد ایک ایسا امر من ہے کہ سوائے انبیاء اور صدیقین کے اور کوئی اس سے محفوظ اور
بچا ہوا نہیں۔ وقال التاج السبکی ینبغی لک ایہا المسترشد ان تسلك
سبیل الادب مع الاثمة الماضین وان لا تنطل الی کلام بعضہم ف
بعض الا اذا اتی بسبب مان واضح شعراں قد رت علی التاویل وحسن الظن
فبذلک والا فاضرب صفحا لی ما جوی بینہم وادام سبکی فرماتے ہیں
اے غالب ہدایت تیرے لئے یہ مناسب ہے کہ تم گزشتہ کے ساتھ ادب و لحاظ
کا طریق اتم سے جانے نہ دینا اور جن بعض نے بعض میں کلام کیا ہے اس کی طرف
نظر اٹھا کر بھی تو نہ دیکھنا جب تک وہ دلیل روشن اور برہان قوی اس پر پیش نہ کرے
پھر اگر تجھ کو قدرت تاویل وحسن ظن کی سہ تو اس پر عمل کر ورنہ ان امور کو جو آپس میں

باری ہوتے اور پیش آتے پس پشت ڈال دے۔ اس میں مشغول ہونے سے کچھ فائدہ
نہیں۔ بیش بہا اوقات ضائع ہوتے ہیں۔ فانک اذا اشتغلت بذلک وقت
علی الملک فالتوم اثمة اعلام ولا قوا لہم محامل وربما لو نفہم
بعضہا فلیس لنا الا التواضی والسکوت مما جوی بینہم کما لفعل
فیما جوی بین الصعابة اگر تم ان امور کے درپے ہو گے تو ہلاکت میں پڑو
گے۔ کیونکہ یہ لوگ ائمہ اعلام ہیں اور ان کے اقوال محامل حسد پر محمول ہیں۔ بسا اوقات ہم
بعض امور کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لہذا سوائے سکوت اور رضامندی ظاہر کرنے کے
اور کچھ ہم کو اختیار نہیں وہی طریق اسلم ہے جو صحابہ کے واقعات و معاملات میں ہم نے
اختیار کیا ہے۔ مرآة الزمان کی عبارت پہلے منقول ہو چکی ہے کہ خطیب سے یہ تعبیر
امر نہیں کیونکہ ان کی عادت ہے کہ وہ ائمہ میں کلام کیا کرتے ہیں اور ان کو اپنے ظن کا لٹا
بٹاتے ہیں۔ و لیس العجب من الخطیب بانہ یطعن فی جماعة من العلماء
مرآة الزمان پس ان تمام عبارات سے یہ ظاہر ہے کہ یہ روایات خطیب قابل اعتبار نہیں
اور امام ابو یوسف پر یہ الزام اور شان ہے ولا عیبہ نکلام بعض المتعصبین
فی حق الامام (انی ان قال) بل کلام من یطعن فی هذا الامام عند المحققین
یشبہ الہذیانات (۱) دینان کبرئی شمرنی ص ۱۷۷) یہ عبارت بھی پہلے منقول ہو چکی ہے
لیکن ضرورتاً یاد دہانی کے طور پر پیش کیا ہے۔ ذکر الامام الثقة ابو بکر محمد بن
عبد اللہ بن نصیر الزعفرانی بغدادی قال ان الرشید استوصف الامام
من ابی یوسف فقال قال اللہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لیدیہ رقیب عتید
کان علمی بہ اند کان شدید الذہب عن المعارم شدید الورع ان ینطق فی
دین اللہ تعالیٰ بلاہ علو یجب ان یطاع اللہ تعالیٰ ولا ینافس اہل الدنیا
فیما فی ایدیہم طویل الصمت واثو الفکر مع علو واسع لو یکن
مہذا ولا لثنا ان سئل عن مسئلة ان کان لہ علو بہا احاب والاقس
مستطیبا عن الناس لا یمیل الذ طمع ولا یذکر احدا الا بخیر فقال الرشید

هذه اخلاق الصالحين فامر الكاتب فكتبها شعرا عطاها لابنه وقال احفظها
(مناقب کردی جلد اول ص ۲۲)

ناظرین اس واقعہ سے کائنات فی نصف النہار ثابت ہے کہ امام ابو یوسف پر
بہ الزام اور بہتان ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کو جہمی یا مرجئی کہتے تھے۔ ورنہ جس وقت غلیفہ
ہمدون رشید نے امام ابو حنیفہ کے اوصاف اُن سے دریافت کئے تھے تو ضرور وہ
اُن امور کو بھی نوکر کرتے جو دشمنوں کا خیال ہے انہوں نے تو ایسے اوصاف بیان کئے
کہ جو ایک اہل سنت والجماعت کے ہونے چاہئیں اور ایک پیشوائے قوم اور مقتدائے
وقت کے واسطے لازم اور ضروری ہوں جس کا غلیفہ نے بھی اقرار کر کے یہ کہہ دیا کہ بیشک
یہی اخلاق صالحین کے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عیب یا جرح وغیرہ ہوتی تو فوراً غلیفہ وقت
اس کو ذکر کرتا اور ابو یوسف کو روکتا کہ تم جو یہ باتیں بیان کر رہے ہو یہ غلط ہیں بلکہ وہ
مثلاً مرجئی تھے یا جہمی تھے وغیرہ لک لیکن اس نے کچھ نہ کہا جو ظاہر دلیل ہے کہ امام
ابو یوسف پر ہمت ہی ہمت ہے کہ کتاب المناقب للموفق کے جلد اول صفحہ ۲۶۰ میں بھی اس
واقعہ کو نقل کیا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف اپنا علم اور یقین ظاہر کر رہے ہیں
اور اس سے قبل قرآن کی آیت شہادت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ یہ ثابت رہے کہ
میں جو کچھ امام کے حق میں بیان کر رہا ہوں یہی حق ہے کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ زبان
میں نکلتا ہے وہ ہمت اعمال میں مکتوب ہوتا ہے۔ اللہ اللہ الہی تصدیقات کے باوجود
بھی کوئی میانہ انصاف سے دیکھنا نہیں چاہتا اور وہی اپنی صداقت کی پٹی آنکھوں پر باندھ
ہوئے ہے۔ من کان فی هذه اعمى فهو فی الاخرة اعمى۔

قولہ۔ دیکھو ابو یوسف نے تو اپنے استاد کی یہ گت کیا۔ اقول۔ جس کو ناظرین نے
معلوم کر لیا مزلت رسالہ کو چاہیے کہ پہلے اردو بولنا سیکھے پھر کچھ کہے۔ اگر جعفر دی ہے
تو امام ابو یوسف کے قول کو سند کے ساتھ پیش کرے پھر دیکھیں گے کہ کیا گل کھلتے ہیں۔

قولہ۔ اور امام محمد نے یہ گت کیا کہ امام مالک کو ہر بات میں ابو حنیفہ پر فضیلت دے دی
اقول۔ امام محمد کے اس قول کو نقل کر رہے ہیں انہوں نے امام ابو حنیفہ پر امام مالک کو

ہر بات میں فضیلت دی ہے۔ یہ تو آپ کا زبانی جمع خرچ ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں
اگر امام محمد صاحب کے نزدیک ہر امر میں امام مالک افضل ہوتے تو امام ابو حنیفہ کے مذہب
کی تردید اور اُن کے مذہب کے مطابق تصنیف و تالیف نہ کرتے بلکہ امام مالک ہی
کے مذہب کو رواج دیتے جس نے کتب کا ہر روایت کا خصوصاً اور ان کی دیگر تصانیف
کا مجموعہ مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ امام محمد کے نزدیک امام ابو حنیفہ کا کیا مرتبہ
ہے۔ وقال اسمعیل بن ابی رجا رأیت محمدا فی المنام فقلت له ما فعل
الله بک فقال غفر لی شعر قال لو اردت ان اعذبک ما جلت هذا العلو
فیک فقلت له فاین ابو یوسف قال فوقنا بد رجسین قلت فای حلیفة قال
ہیہات ذاک فی اعلیٰ علیین (مستفاد ص ۳) اسماعیل ابن ابی رجا۔ کہتے ہیں کہ میں نے
امام محمد کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا
تو انہوں نے فرمایا مجھ کو بخش دیا اور یہ فرمایا کہ اگر میرا ارادہ عذاب دینے کا ہوتا تو تمہارے
اندر یہ علم دین امانت نہ رکھتا۔ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کہاں ہیں تو انہوں نے جواب
دیا۔ ہم سے دو درجہ اوپر ان کا مقام ہے۔ میں نے کہا ابو حنیفہ کہاں ہیں تو امام محمد فرماتے
ہیں ان کا کیا پوچھنا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے مراتب عطا کئے
ہیں۔ مگر یہ واقعہ خواب کا ہے لیکن اس سے آنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد صاحب کے دل
میں امام ابو حنیفہ کی کیا وقعت تھی را امام محمد صاحب کی جتنی کن ہیں کبیر کے نام سے مشہور ہیں
ان میں امام ابو حنیفہ سے بغیر واسطہ روایت کی ہے اور جو صغیر کے ساتھ موسوم ہیں ان میں
بواسطہ امام ابو یوسف کے امام صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ اگر امام مالک ہر امر میں امام
ابو حنیفہ پر فضیلت رکھتے تھے تو امام محمد کو چاہیے تھا کہ امام مالک سے روایات بواسطہ اور
پہلے واسطہ جمع کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات نامہ بر کی بنائی ہوئی سی ہے
و ذکر الامام ظہیر الدین المدینی الخوارزمی انہ قال مذہبی ومذہب
الامام والبی بکو شعور عن شعور عثمان شعر علی رضی اللہ عنہما واحدا
ومناقب کردی جلد ثانی ص ۱۱۲ امام محمد صاحب فرماتے ہیں میرا اور امام ابو حنیفہ اور ابو جعفر و عمر

اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا مذہب ایک ہی ہے۔ اس سے بھی امام صاحب کی عزت و توقیر جو امام محمد کے دل میں ہے ثابت ہے۔ اگر ابو حنیفہ سے امام مالک افضل تھے تو امام محمد نے ایک افضل کو چھوڑ کر مفضول کے ساتھ اپنے مذہب کی کیوں توحید بیان کی۔ فرض یہ سب عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کی باتیں ہیں۔ مولف رسالہ کا مقصود اظہار حق نہیں بلکہ سلف کو بڑا جگلا کرنا ہے۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے۔

قولہ۔ لو صاحب کو کچھ اور بھی سہو گے۔ آقرم تم کو اور بھی سند تھے ہیں امام صاحب زینق بھی تھے۔ خلیف بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ الا قول۔ ناظرین کو خلیف بغدادی کی روایات کے متعلق مفصل معلوم ہو چکا ہے لہذا اس کا اعادہ کرنا تحصیل ماسل ہے کیونکہ محققین نے ان کا اعتبار ہی نہیں کیا اور ایک لایعنی امر خیال کر کے ترک کر دیا۔ کان ابو حنیفۃ یحسد وینسب الیہ مالئین فیہ وینتلق الیہ مال الیق بدہ او کتابہم ابی عبد اللہ امام صاحب کے حاصر بہت تھے اور ایسے امور ان کی طرف منسوب کئے جاتے تھے جو ان میں نہ تھے اور ایسی باتیں ان کے متعلق گھڑی جاتی تھیں جن کے شایان شان وہ نہ تھے۔ قال الحافظ عبد العزیز بن رواد من احب اباحنیفۃ فهو سنی ومن البغضه فهو مبتدع (غیرت حانی) قلت قد احسن شیخنا ابو العجاج حیث لم یورد شیئاً یلزم منه التضعیف (تذہیب) ذہبی کہتے ہیں ہمارے شیخ ابو الجہاج مزی نے بہت ہی اچھا کلام کیا کہ اپنی کتاب میں امام صاحب کے بارے میں کوئی لفظ بیان نہیں کئے، جس سے ان کی تضعیف ہوتی ہو۔ وقد جہل کثیر من قرءوا للسہام الفضیۃ وتحلوا بالصفات القبیحۃ القطعیۃ علی ان یحطوا من مرتبۃ هذا الامام الا غلطو والحبو المقدم الی قولہ فما قدر واعلیٰ ذلک ولا یفید کلامہم فیہ (غیرت حانی) بہت سے جاہل جو اوصاف قبیر سے آراستہ ہیں اس بات کے درپے تھے کہ اس امام اور جبرمقدم کے مرتبہ کو گٹھائیں لیکن ان کو قدرت نہ ہوئی اور نہ ان کا کلام کچھ امام صاحب کے بارے میں اثر کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ خود رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں۔ ان کو امام ابو حنیفہ کے مرتبہ کی خبر

نہیں۔ ناظرین جس کی رائے اتنی تعریف کرتے ہوں سینکڑوں کتابیں اس کے مناقب میں لکھی ہوں۔ سینکڑوں اس کے شاگرد ہوں۔ سینکڑوں کتابیں اس کے مذہب کی دنیا میں پھیلی ہوئی ہوں۔ لاکھوں اس کی تقلید کرتے ہوں۔ جی میں علما۔ علماء۔ شہداء۔ وغیرہ سبھی قسم کے لوگ موجود ہوں۔ حافظ حدیث۔ مجتہد فقیہ۔ عادل۔ صالح۔ امام الامۃ کجا ہاتا ہو۔ کیا وہ شخص زہدین ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ جتنے بھی گزریے ہیں سب ہی کے لئے یہ حکم لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ بھی اس فرست میں محدود ہو جائیں گے۔ مولف رسالہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان سے توبہ و درتہ کرائی گئی گویا اس کے نزدیک تو امام ابو حنیفہ زہدین کا فرد وغیرہ تھے۔ خود بانہ من ذلک۔ ناظرین کے اطمینان قلب کے واسطے یہاں پر ایک واقعہ کو نقل کرتا ہوں جس سے زندہ لیت اور کافرت کی حقیقت سے پردہ اٹھ جاتے گا اور معلوم ہو گا کہ اصلیت کیا ہے اور دشمنوں نے اس کو کس صورت میں پیش کیا ہے۔ الحبر نا الامام الاجل وکن الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد الکرمانی انا القاضی الامام ابو بکر عتیق بن داؤد الیمانی قال حکى ان المخوارج لما ظہروا علی الکوفۃ اخذوا اباحنیفۃ فقیل لہم ہذا شیخہم والخوارج یعتقدون تکفیر من خالفہم فقالوا تب یا شیخ من الکفر فقال انا تائب من کل کفر فخلوا عنہ فلما ولی قیل لہم وانه تائب من الکفر وانشما یعنی بدہ ما انتہر علیہ فاسترجعہ فقال لا مسہو یا شیخ انما تب من الکفر وقلنی بدہ ما نحن علیہ فقال ابو حنیفۃ ابظن ققول ہذا ام لعلہ فقال بل بظن فقال ان اللہ تعالیٰ یقول ان بعض الظن اشروعہ وخطیئۃ منک وکل خطیئۃ عندک کفر فتب انت اولاً من الکفر فقال صدقت یا شیخ انا تائب من الکفر فتب انت ایضاً من الکفر فقال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ انا تائب الی اللہ تعالیٰ من کل کفر فخلوا عنہ فلہذا قال خصمادہ استتیب ابو حنیفۃ من الکفر من متین فلبسوا علی الناس وانشما یعنون بدہ استتابہ الخوارج (ابو کتاب المناقب للفرق ص ۱۱۱ جلد اول) جب کوفہ پر خوارج کا غلبہ ہوا تو انہوں نے

امام ابو حنیفہ کو پھر کسی نے خار جیوں سے یہ کہہ دیا کہ یہ شخص کو فرجہ والوں کا شیخ و پیشوا ہے۔ خار جیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو ان کی مخالفت کرے وہ کافر ہے۔ انہوں نے امام صاحب سے کہا اے شیخ کفر سے توبہ کر امام صاحب نے فرمایا کہ میں ہر قسم کے کفر سے توبہ کرنا ہوں۔ خار جیوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا۔ جب امام صاحب وہاں سے جانے لگے تو خار جیوں سے مولف رسالہ جیسے شخص نے کہا کہ انہوں نے اس کفر سے توبہ کی ہے جس پر تم جے ہوتے ہو تو فوراً امام صاحب کو واپس بلایا اور ان کے سردار نے امام صاحب سے کہا آپ نے تو اس کفر سے توبہ کی جس پر ہم چل رہے ہیں۔ امام صاحب نے جواب دیا یہ بات تو کسی دلیل سے کہتا ہے یا صرف حیران ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں سے کہتا ہوں۔ کوئی یقینی دلیل اس کی میرے پاس نہیں ہے۔ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور یہ خطا تجھ سے صادر ہوئی اور ہر خطا تیرے اعتقاد کے مطابق ہے پس اول تجھ کو اس کفر سے توبہ کرنی چاہیے۔ اس سردار نے جواب دیا بے شک آپ نے یہ فرمایا۔ میں کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ بھی توبہ کریں۔ پھر امام صاحب نے فرمایا۔ میں تمام کفریات سے اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں انہوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کی بنا پر امام صاحب کے دشمن کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی۔ انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ خار جیوں کے جواب میں امام صاحب نے یہ لفظ فرماتے تھے۔ تاخرین دشمنوں نے اس کو امام صاحب کے کفر پر محمول کر کے روزِ روشن میں لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر تازہ لے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

قولہ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الی قولہ ایں خیال است و محال ست جنوں۔ اقول۔ آپ کو خبر ہی نہیں کہ کس بنا پر کہا جاتا ہے سنو اور غور سے سنو اور اگر آنکھیں ہوں تو دیکھ بھی لو۔ صحیح مسلم ص ۲۱ میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین عند الشیطان لذهب بہ رجل من فارس من ابناء فارس حتی یقتلوا لہ

صحیح مسلم صفحہ ۳۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین شریاکے پاس بھی ہو تو ایک شخص اہل فارس میں کا اس کو ضرور حاصل کر لے گا۔ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے بھی بالفاظ مختلفہ روایت کیا ہے۔ فارس سے مراد عجم ہے (غیرت حسن) اس حدیث کا مصداق علما نے امام صاحب کو بتایا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں ہذا اصل صحیح یعتمد بہ علیہ فی البشارة بالی حنیفۃ و فی الفضیلۃ التامۃ اور تبیین العیض یہ حدیث الیہ اصل صحیح ہے جس پر امام ابو حنیفہ کی بشارت اور فضیلت تامل کے لئے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی کے شاگرد رشید علامہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی فرماتے ہیں وما جزم بہ شیخنا من ان ابا حنیفۃ هو المراد من ہذا الحدیث ظاہر لا مشک فیہ لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغ احداءہ (ماشیہ علی المواہب) جو بارے استاد نے کہا ہے کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ ہی مراد ہیں یہی ظاہر اور صحیح ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیونکہ اہل فارس میں کوئی شخص بھی علم میں امام ابو حنیفہ کے مرتبہ پر نہیں پہنچا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر مکی شافعی اور عبد الوہاب شعرائی شافعی وغیرہ نے بھی امام ابو حنیفہ کو اس حدیث کا مصداق بتایا ہے پس ان بڑے بڑے اماموں کے مقابلہ میں کسی کا قول قابلِ ساعت نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں نے اپنی بعض تالیفات میں اس بحث کو چھیڑ کر بخاری وغیرہ کو اس بشارت میں داخل کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کو خارج کر دیا ہے۔ یہ سراسر تعصب اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے کیونکہ ائمہ مذکورین نے تصریح کی ہے کہ عجم میں کوئی بھی امام ابو حنیفہ کے مرتبہ کا نہیں ہوا۔ بخاری۔ اجتہاد۔ تفقہ۔ حفظ۔ امامت۔ عدالت۔ ریاضت۔ عبادت۔ زہد۔ ورع۔ تقویٰ۔ مجاہدہ نفس وغیرہ میں امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے برابر بھی نہیں چر جائیکہ امام صاحب کے اوصاف مذکورہ میں شرکت کریں۔ انہیں امور کی وجہ سے ہم ان کی تقلید کرتے ہیں ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں بلکہ تابعی ہونے کی وجہ سے تمام ائمہ سے افضل سمجھتے ہیں۔

یہ تو نہان ہی غور شدہ فلک ہے وائے مہر تاباں ہیں آج ایسا دکھائے کئی
 ہیں جوئی تشریف کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود مخالفین امام صاحب کے
 علم و فضل کے قائل ہیں اور لوہا مانے ہوتے ہیں۔ چنانچہ سابق میں مفصل ظاہر ہو چکا
 قولہ سلو اور خور سے سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اہل حنیفہ کی فتنہ
 پیچھے سے منع کیا ہے الا قولہ

میری سند جو گوش نصیحت نبوت ہو میرا کہا کہ جو تمہیں کچھ بھی پیش ہو
 کیا اب کوئی اور صورت نہیں رہی جو خواب کے واقعات سے استدلال ہونے
 لگا۔ اچھا یہی ہے تو دیکھو اور خور سے آنکھیں کھول کر دیکھو۔ عن ابی معانی فی الفضل بن
 خالد قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما نقول فی علمہ ابی حنیفہ
 فقال قلت علمہ یحتاج الناس الیہ اہ فضل بن خالد کہتے ہیں میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے امام ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں آپ
 سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا علم ہے جس کی لوگوں کو حاجت ہے۔ کہتے اجازت
 دی یا منع فرمایا۔ اور خور سے دیکھتے۔ تبے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ شہود کو راایت
 اہل مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریا سے غلیم سے ناید و سائر مذاہب در رنگ
 حیاض و جداول بنظر سے درآیند و بظاہر ہم کو ملاحظہ نمودہ نے آید سواد اعظم از
 اہل اسلام بقہان ابی حنیفہ اندہ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم)
 خور فرمائیے کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا یہ مجدد صاحب وہی ہیں
 جی کے بارے میں نواب صدیق حسن خاں قزوچی کہتے ہیں۔ علوم مرتبہ کشف ہائے
 مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از سرچشمہ صحو سرزدہ و گاہے مخالف شرع
 نیفا وہ بلکہ بیشتر را شرع مویہ است (ریاض المتراض ص ۱۸) کہ مجدد صاحب کے
 کشف کہی بھی شریعت کے مخالف نہیں ہوتے بلکہ اکثر کی شریعت نے تائید کی ہے
 اس لئے ان کے کشف کے مراتب تو بہت ہی بالاتر ہیں۔ وہ مجدد صاحب یہ
 فرماتے ہیں کشفی نظر میں مذہب حنفی کی فورایت ایک دریا سے ناپیدا کنہ معلوم ہوتی

ہے اور باقی مذاہب چھوٹی چھوٹی تالیوں اور حوضوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ اور
 لیجئے استاد اللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں۔ عن فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی
 طریقة انیقة ہی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونضجت
 فی زمان البخاری واصحابہ اہل بدیع الرحمن شاہ صاحب کو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے تعلیم کی ہے کہ مذہب حنفی سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافق ہے
 اور خور سے ویکو نواب صدیق حسن خاں معاذ رازی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں معاذ رازی
 گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم گفتم این الملک فرمود و عند علم ابی حنیفہ
 و نقصان معاذ رازی فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں پوچھا
 کہ آپ کو کہاں تلاش کروں تو آنحضرت نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے علم کے پاس مجھے
 تلاش کرنا وہیں میں تم کو ملوں گا۔ رأی بعض ائمة الحنابلة النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم قال فقلت له یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی عن
 المذہب فقال المذہب ثلاثة فوقع فی نفسی انه یخرج مذهب
 ابی حنیفہ لتمسک بالرای فابتداء وقال البر حنیفہ والشافعی شعوقال و
 مالک واحمد اربعة (غیرت حسان) بعض حنبلی مذہب کے ائمہ نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ سے مذاہب کے بارے میں دریافت کیا آپ نے
 فرمایا کہ مذہب تین ہیں۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں خطرہ گذرا کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب
 کو آپ بیان نہ فرمائیے گئے کیونکہ امام صاحب راستے سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن جب
 آپ نے ابتداء فرمائی تو فرمایا۔ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔ پھر اس کے
 بعد فرمایا اور امام مالک اور امام احمد یہ چار مذہب ہیں۔ اس واقعہ کو خور سے ملاحظہ فرمائیے
 چاروں مذہبوں سے پہلے آنحضرت نے امام ابو حنیفہ ہی کا نام ذکر فرمایا کہ یہ مذہب حق
 ہے اس کے بعد اوروں کو ذکر کیا۔ نیز اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حق مذہب چار ہی
 ہیں۔ مولف رسالہ نے جو مذہب اختیار کر رکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فرمان کے خلاف ہے۔ وہ حقانیت سے دور ہے۔ کیسے صاحبِ ابواب تو معلوم ہوا کہ امام حنفیہ کا علم اور ان کا مذہب کس مرتبہ کا ہے جس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی فرمادی۔ آپ نے جو نام گناہے ہیں کہ انہوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا اس سے یہ لازم نہیں کہ حنفی مذہب حق نہیں یہ اپنی اپنی بھج ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شافعی، مالکی، حنبلی مذہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا ہے۔

قولہ۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے اس مذہب کو چھوڑ دیا جب ان کو امام صاحب کے مزے دار مسائل سے واقفیت ہوتی جس کو ہم مختصراً ذیل میں بیان کر کے ان لوگوں کے نام بالترتیب بتلا دیں گے۔ جنہوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا۔ اقول۔ ناظرین میں بھی چند نام بتلاتا ہوں جنہوں نے دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ امام ابو جعفر طحاوی پہلے یہ شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ کان تلمیذ المنزف فانقل من مذہبہ الی مذہب ابی حنیفہ (انساب سمانی) اسی طرح مرآۃ الجنان اور کتاب الارشاد ائمہ تاریخ ابی خلکان وغیرہ میں ہے۔ دوسرے امام احمد بن محمد بن محمد بن حسن ثقفی ثقفی پہلے مالکی تھے پھر حنفی مذہب کو اختیار کیا۔ چنانچہ سخاوی نے ضوابط میں ذکر کیا ہے۔ فواءہ مبہتہ ص ۱۷ میں ان کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ تیسرے علامہ عبدالواحد بن علی الکلبکی اول یہ حنبلی تھے اس کے بعد حنفی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے بلیغ الرعاة میں بیان کیا ہے وکان حنبلیا فصار حنفیا۔ اسی طرح کنوی نے اپنے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ فواءہ مبہتہ ص ۱۱ میں دونوں کتابوں سے نقل کیا ہے۔ چوتھے علامہ یوسف بن فرخلی البغدادی سبط ابن الجوزی پہلے حنبلی مذہب رکھتے تھے پھر حنفی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ کنوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے ترجمہ کو فواءہ مبہتہ ص ۲۳ میں نقل کیا ہے۔ غرض منود کے طور پر چار عالم جو اپنے وقت کے امام سمجھے جاتے تھے میں لے چلے گئے ہیں جنہوں نے مذہب شافعی، مالکی، حنبلی کو چھوڑ کر مذہب حنفی کو اختیار کیا۔ اگر کتب طبقات و رجال پر نظر ڈالی جائے تو بہت سے ایسے ائمہ نکلیں گے جنہوں نے دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ لیکن یہاں ان کی فہرست

شمار کرنی مقصود نہیں۔ صرف مولف رسالہ کی بے ہودہ بھواس کے جواب میں اور ناظرین کی تسلی قلب کے واسطے نقل کیا ہے ورنہ ضرورت نہ تھی۔ مزے دار مسائل کا جب وقت آئے گا ہم ان کے جواب کے واسطے تیار ہیں آپ کی کج فہمی اور بے عقلی کو طشت ازبام کر دیا جائے گا۔

قولہ۔ ہم کو ایک بہت بڑا تعجب تو یہ ہے کہ امام صاحب کا مافظہ جیسا کہ کتاب ہم نے اوپر بیان کیا ہے اقول۔ جس کی منسل کیفیت اور شرح ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قولہ۔ لیکن پھر بھی امام صاحب کی نسبت کس خوش اعتقادی سے کہا جاتا ہے کہ صلی ابو حنیفہ صلوۃ الفجر بوضوء العشاء اربعین سنۃ۔ الی قولہ یہ گپ علی الگب نہیں تو اور کیا ہے۔ ان کو بھلا اپنا وضو کیونکر یاد رہتا تھا۔ اقول۔ چونکہ امام صاحب آپ کی طرح سے مجنون اور دیوانے تھے بلکہ ذی ہوش، صاحب عقل و اسماں تھے۔ اس لئے ان کو اپنا وضو یاد رہتا تھا۔ وضو تو اس شخص کو یاد رہتا ہو جس کے حواس منسل ہو گئے ہوں ورنہ نماز عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے میں یاد نہ رہنے کے کیا معنی ہیں۔ یہ حنفیوں کے ہی اقوال نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور تسلیم کر لیا ہے۔ جو امور حد تو اثر کو پہنچے ہوں ان کو گپ شمار کرنا مولف رسالہ جیسے کا کام ہے جس کو اپنا وضو یاد نہیں رہتا۔

قولہ۔ کیونکہ امام صاحب اگر عشا پڑھ کر سو رہتے تھے تو وضو نہ ارد۔ اقول۔ عشا کی نماز پڑھ کر سوتے نہیں تھے بلکہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اس لئے وضو باقی رہتا تھا۔

قولہ۔ اور اگر باگتے رہتے برابر فجر تک تو دن کو سوتے یا نہیں۔ اقول۔ جب مجلس برس تک عشا۔ کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے تو پھر کون محل مندر یہ پوچھ سکتا ہے کہ ہلات میں سوتے تھے یا نہیں۔ اگر دن میں آرام کرتے ہوں تو اس میں کون سا احتمال ہے جو نوم کو منفعی الی الغفلت ہو وہ نہیں پاتی باقی ماضی جیسی کہ مولف رسالہ کی اُلٹی سمجھ

قولہ۔ اگر دن کو سوتے تو یہ غفلت عبادتِ شب کے مناقض اور عبادتِ شب بے سود ہے۔ اقول۔ ناظرین عجب منطوق ہے رات کو کوئی شخص عبادت کرے اور دن میں کسی وقت آرام کرے تو یہ آرام عبادتِ شب کے مناقض ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو بھی اس کا علم نہ ہوا کہ جو آپ قیلولہ دن میں فرمایا کرتے تھے یہ عبادتِ شب کے مناقض ہے اور رات کی عبادت اس قیلولہ کی دوسرے بالکل بیکار اور بے فائدہ ہو جاتی ہے صرف مولف رسالہ کی یہ سمجھ آیا ہزار آف ایسی عقل و سمجھ پر ناظرین مولف رسالہ یہ سمجھا کہ میری طرح امام صاحب بھی دن بھر سوتے رہتے ہوں گے۔ پھر دن میں سنا غفلت کو کس طرح مستلزم ہے اس کے واسطے غلامِ راست بیان کر لے کی ضرورت ہے اسی طرح عبادتِ شب کے بے سود ہونے اور دن کو سونے میں لزوم بیان کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح مولف کو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ امام صاحب فجر سے لے کر عشا تک برابر سوتے رہتے تھے تاکہ عبادتِ شب کا بے سود ہونا اس پر مستزب ہو۔ حضرت عثمان لڑکھڑکاتے ہوئے کہتے تھے۔ اسی طرح تیسرے داری اور سعید بن جبیر رات بھر عبادت کیا کرتے تھے اور ایک رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے تو کیا کوئی عقل کا دشمنی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حضرات دن کو سوتے تھے یا نہیں۔ اگر دن کو سوتے تھے تو یہ غفلت عبادتِ شب کے مناقض اور عبادتِ شب بے سود ہے اور اگر دن میں بھی نہیں سوتے تھے تو ان حضرات کا برابر جاگنا محال کیونکہ کرمِ طبعی کے منافع ہونے سے حیات کی امید نہیں۔ اور اگر عشا پڑھ کر سو رہتے تھے تو شب بھر جاگنا اور وضو باقی رہنا محال عقلی و شرعی ہے۔ پس جو اس کا جواب ہے وہی جواب امام صاحب کی طرف سے سمجھنا چاہیئے۔ اگر منغل بحث اس کے متعلق دیکھنی ہو تو کتاب اقامۃ الحجۃ فی ان الاکثر فی التعبد لیس ببدعۃ دیکھنی چاہیئے جو اسی بحث میں مبسوط کتاب ہے۔ حد ثنا سلیمان بن احمد ثنا ابو یزید القزاطیسی ناسد بن موسیٰ ناسد بن مسکین عن محمد بن مسیر بن قال قالت امرأة عثمان حين اطافوا به يريدون قتله ان تقتلوه وتتركوه

تاخرین ایساں پر جواب ختم ہو جاتا ہے۔ رسالہ کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ میرے پاس نہیں ہے۔ چنانچہ شروع میں، میں عرض کر چکا ہوں، اگر انصاف و حق کی نظر سے دیکھا جائے گا تو ان اور ان میں متواتر رسالہ کے تمام اعتراضات کا جواب ملے گا۔ متواتر رسالہ نے کوئی علمی تحقیق نہیں کی صرف گالیلیاں ادا کرکے اس سے رسالہ بھرا ہوا ہے اس لئے ان امور کے جوابات کی بھی ضرورت نہیں، اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو اس کے آگے جوابات کی زیادتی کر کے پورا کر دیں، اگر میرے جوابات پسند نہ ہوں تو نئے سرے سے جواب لکھ کر ثواب دارین حاصل کریں، والسلام میر ختام۔ تفسیر: میں شروع میں کسی مقام پر عرض کر چکا ہوں کہ امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کے میزبان میں جو تعریف کی ہے اس کے متعلق میں کسی جگہ پر تحقیق کروں گا لہذا آخر میں اس وعدہ کو پورا کر کے جواب ختم کرتا ہوں۔ میزان الاعتدال جلد ثالث کے صفحہ ۲۳۴ میں امام صاحب کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ النعمان بن ثابت من بن زوطی ابو حنیفۃ النکوفی امام اهل الراي ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن عدی وآخرون وتوجه له الخطيب في فصلين من تاريخه واستوفی کلام الغریبتین معدلیہ ومضعفیہ اذ یہ وہ عبارت ہے کہ جس کی وجہ سے غیر متقدمین زمانہ خصوصاً متواتر رسالہ بہت کچھ کو دو چاند کرتے ہیں کہ

ذہبی نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے اور امام صاحب کی تضعیف میزان میں موجود ہے۔ لیکن ناظر ہی جس وقت تحقیق و تنقیح کی جاتی ہے اس وقت حق، سچی اور باطل باطل ہو کر رہتا ہے۔ غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ترجمہ امام صاحب کا میزان میں کسی دشمن و معاند نے لایا ہے خود امام ذہبی کا نہیں ہے۔ اس کی دلیل روشن یہ ہے کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں خود تصریح کی ہے کہ میں ائمہ قبوعین کو اس کتاب میں ذکر نہیں کروں گا چنانچہ فرماتے ہیں و ما کان فی کتاب البخاری وابن عدی وغیرہما من الصحابة فانی استعملہم لجلالة الصحابة رضی اللہ عنہ ولا اذکرہم فی هذا المصنف اذا کان الضعف انما جاء من جهة الرواة اليه وكذا الاذکر فی کتابی من الاثمة المتبوعين في الفروع احد الجلاء لشمع في الاسلام وعلقتهم في النفوس مثل ابی حنیفة والشافعی وابخاری (میزان جلد اول ص ۲۷) کتاب بخاری اور ابن عدی وغیرہ میں جو صحابہ کا بیان ہے میں اپنی اس کتاب میں ان کی جلالت شان کی وجہ سے ذکر نہ کروں گا کیونکہ روایت میں جو ضعف پیدا ہوتا ہے وہ ان کے نیچے کے روایات کی وجہ سے صحابہ کی وجہ سے لہذا ان کے تمام ساقط کر دیئے۔ اسی طرح ان ائمہ کو بھی اس کتاب میں ذکر نہ کروں گا جن کے مسائل فروعیہ اجتہادیہ میں تقلید و اتباع کی جاتی ہے جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری، کیونکہ یہ حضرات اسلام میں جلیل القدر بڑے مرتبہ والے ہیں ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے لہذا ان کے ذکر سے کچھ فائدہ نہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ امام ذہبی نے اپنی عادت کے مطابق اہم کی کثیت بھی باب الکنی میں نہیں ذکر کی۔ علامہ عراقی نے شرح الفیہ الحدیث میں اور امام جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں بھی اقرار کر لیا ہے کہ ذہبی نے صحابہ اور ائمہ قبوعین کو میزان میں نہیں ذکر کیا۔ الا انہ لم یذکر احد من الصحابة والاثمة المتبوعين (مذہب طبع حسن ص ۱۷۸) انارالسین، غرض ان جملہ امور سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ترجمہ امام ذہبی نے امام صاحب کا نہیں لکھا بلکہ کسی متعصب نے لایا ہے لہذا اس کا اعتبار نہیں۔ نیز میزان کے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود ہی نہیں۔ بعض نسخوں کے حاشیہ

پر یہ عبارت پائی جاتی تھی۔ اب اس کو متن میں داخل کر دیا ہے۔ قلت هذه الترجمة لست توجد في النسخ الصحيحة من الميزان واما ما يوجد على هوامش النسخ المطبوعة نقلًا عن بعض النسخ المكتوبة فانما هو الحاق من بعض الناس وقد اعتذروا لكتاب وعلق عليه هذه العبارة ولما لم تكن هذه الترجمة في نسخة وكانت في اخرى اوردتها على الحاشية (مذہب طبع الحسن جلد اول ص ۱۷۸) اسی بنا پر کہ یہ ترجمہ الحاقیہ ہے کاتب نے بھی مذبذب بیان کیا اور حاشیہ پر یہ لکھ دیا کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ نہیں ہے اور بعض میں ہے اس لئے اس کو میں حاشیہ پر لکھے دیتا ہوں۔ غرض ان جملہ امور سے یہ ثابت ہے کہ یہ ترجمہ الحاقیہ ہے صاحب میزان کا نہیں فہلہذا العبارات متنادی باعلى صوت ان ترجمته الامام علي ما في بعض النسخ الحاقية جلد اول (مذہب طبع حسن ص ۱۷۸)

پس غلام کلام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقتہ۔ عادل۔ منابطہ۔ متقن۔ حافظہ حدیث۔ متقی۔ ورع۔ امام مجتہد۔ زاہد۔ تابعی۔ عالم۔ عامل۔ متجد ہیں۔ ان کے زمانہ میں ان کے برابر عالم۔ عامل۔ فقیہ۔ عبادت گزار۔ کوئی دوسرا نہ تھا۔ کوئی جرح مفسر نقاد ان رجال سے ان کے حق میں ثابت نہیں۔ ابن عدی دارقطنی وغیرہ متعصبین کی جرح مع مبہم ہونے کے مقبول نہیں۔ دشمنوں اور ماسدوں کے اقوال کا اعتبار نہیں۔ جو اوراق گزشتہ میں مفصل معلوم ہو چکا ہے واللہ اعلم ولا واخرا والصلوة والسلام علی رسولہ محمد والہ وصحبہ واتباعہ دائماً ابدا کتبہ الید مملدی حسن غفرلہ شاہجامہ پوری۔